ہندوستان میں سب سے پہلا زنانہ ہفتہ وار اخبار

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۱

تہذیب النسواں

جسے

محترمہ محمدی بیگم صاحبہ مرحومہ اور شمس العلماء مولوی سید ممتاز علی صاحب مرحوم

نے

سنہ ۱۸۹۸ء میں جاری کیا

چندہ سالانہ مع محصول ڈاک صہ پیشگی

نمبر ۱۸	لاہور ہفتہ یکم مئی سنہ ۱۹۴۳ء	جلد ۴۶

5

تہذیب نسواں

لاہور - ہفتہ ۲۵ ربیع الثانی سنہ ۱۳۶۲ھ

فہرست مضامین

دکھی انسانیت کا احساس / غمگسار ... — محمد صادق — ۲۷۳

منی بیگم — محمد عبداللہ — ۲۷۶

روزنامچہ — سید سجاد حیدر — ۲۸۰

ستان اور مسلمان عورتیں — سید امتیاز علی تاج — ۲۸۲

لیل و نہار — حجاب امتیاز علی — ۲۸۴

جدید مطبوعات — اڈیٹر — ۲۸۶

قدیم تہذیبیں

تاریخ کا طالب علم جب پرانے زمانے کے ترقی یافتہ ملکوں کے حالات۔ وہاں کی تہذیب و تمدن اور آثار قدیمہ کی تحقیق کرنا چاہتا ہے۔ تو اسے ان ہزارہا سال پہلے کی تہذیبوں کا حال معلوم کرنے کے لئے کوئی ایسی کتاب نہیں ملتی۔ جو اس کے ذوق کی خاطر خواہ تسکین کر سکے۔ اس کتاب نے بڑی حد تک پورا کر دیا ہے۔ چین۔ ہندوستان۔ مصر۔ ایران۔ بابل۔ اسیریا۔ یونان۔ روما اور کارتھیج کی مٹی ہوئی تہذیبوں کا اہم کتاب میں مذکور ہے قیمت ۔

پتہ - دارالاشاعت پنجاب لاہور

Taj Tahir Foundation

اشتہار زیر دفعہ ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب چودھری عزیز احمد صاحب سب جج بہادر درجہ دوم مقام چکوال

دعوی دیوانی ۵۱ سال ۱۹۴۳ء

مسماۃ رحمت بی دختر خیر الدین قوم حجام ساکن امیر پور بلگن تحصیل چکوال

بنام محمد یوسف ولد قدرا قوم حجام ساکن دبیروال

دعوی تنسیخ نکاح

بنام محمد یوسف ولد قدرا قوم حجام ساکن دبیروال تحصیل چکوال حال ملک بلوچستان مقام سبی مالک دکان سائیکل ہمراہ کھیوا مل دکاندار سائیکل بازار سبی

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی محمد یوسف مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام محمد یوسف مذکور جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر تم مذکور تاریخ 5/6/43 کو مقام چکوال حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہو گے۔ تو تمہاری نسبت کارروائی یک طرفہ عمل میں آوے گی ۔

آج بتاریخ 4/43 کو بدستخط ہمارے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔ دستخط حاکم　　مہر عدالت

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

باجلاس جناب خان صلاح الدین خان صاحب حنیف سب جج بہادر درجہ اول امرتسر

مستری کرم الدین ولد میاں رحیم بخش قوم لوہار ساکن امرتسر کٹرہ حکیماں باغیچی کانشی رام مدعی

بنام مسماۃ سردار بیگم زوجہ حکیم ظہور الہی ساکن امرتسر کٹرہ حکیماں باغیچی کانشی رام مدعا علیہا

نمبر مقدمہ ۷۶ ۱۹۴۳ء

دعوی تکمیل بیع

بنام مسماۃ سردار بیگم زوجہ حکیم ظہور الہی ساکن امرتسر کٹرہ حکیماں باغیچی کانشی رام

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مدعی نے درخواست عدالت ہذا میں گزرانی ہے۔ کہ مسماۃ سردار بیگم مدعا علیہا دیدہ دانستہ تعمیل سے گریز کرتی ہے۔ اور روپوش رہتی ہے۔ مسماۃ سردار بیگم مدعا علیہا مذکورہ کی تعمیل معمولی طریقے سے ہونی مشکل ہے۔ لہذا حسب درخواست اشتہار ہذا زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے۔ کہ مسماۃ سردار بیگم مدعا علیہا مذکورہ بالا مورخہ 4/5/43 کو بمقام امرتسر اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی و جوابدہی مقدمہ کریں بصورت عدم حاضری کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جائے گی ۔

آج بتاریخ ۱۷ اپریل ۱۹۴۳ء بثبت ہمارے دستخط اور مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔ دستخط حاکم　　مہر عدالت

دُکھی انسانیت کا حسّاس غمگسار

(اِسلام)

(از جناب چودھری محمد صادق صاحب)

بھٹکے ہوئے انسانوں کی جھلائی ہوئی طبیعتوں نے اندھے پروپاغنڈہ کے جو طوفان برپا کر رکھے ہیں۔ ان کے تند و تیز فراٹوں میں اس لاوارث حقیقت کی قندیل کیسے فروزاں رہے کہ ان کے مسجود و مطعون "خونیں" اسلام کی وجود پذیری ہی میں ساری کائنات کے لئے سچے دُکھ اور پرخلوص درد کا احساس کارفرما تھا ؛

جو بدنصیب اپنی بھینچی ہوئی روحوں کے باعث اسلام کی عظیم و جلیل ذمہ داریوں کی تعمیل سے بدک گئے۔ یا اپنی پست ہمتی کے باعث اس شاداب میوہ کی رسید سے قاصر رہ گئے انہوں نے جھلا کر "انگور کھٹے ہیں۔ انگور کھٹے ہیں" کی وہ ڈفلی بجائی۔ کہ اپنے پرائے سب کے کان بہرے ہو گئے۔ ان بزدلوں نے اسلام کے پاکیزہ جذبۂ خودی پر خونخواری کا اتہام دھرا۔ اور پھر اس نعرہ کی تکرار سے اس قدر ہاہاکار مچی۔ کہ بہت سے خام ذہن مرعوب ہو گئے۔ اور دنیا نے خود اسی دردمند اسلام کو نعوذ باللہ ظالم اور ستم پرور گردان لیا۔ جو بے پناہ ظلموں اور ستموں کے تلے کراہتی ہوئی انسانیت کے مداوا کے لئے اٹھا تھا ؛

ساتھ ہی اسلام کے بعض جذباتی پیروکار اس لاطائل چیخ چنگھاڑ سے بوکھلا کر اپنے دل و دماغ پر ضبط کھو بیٹھے۔ اور بے اختیاری میں ان سے کچھ ایسے افعال سرزد ہو گئے۔ جنہوں نے اسلام کی اس بھیانک تصویر کی تکمیل میں بڑی مدد دی۔ اس کے بعد مسلمانوں کا ایک ایسا گروہ پیدا ہوا۔ جس نے نقارۂ خدا سے زیادہ آوازِ خلق کو معتبر سمجھا۔ اور اسلام کی سچی اور فطری قدروں کا بے لاگ تجزیہ کئے بغیر محض دوسری قوموں کی مکروہ عصبیت سے کندھا بھڑانے کے لئے اسلام کے آسمانی چشمۂ احساس میں بھی تعصب کا زہر گھول دیا ـــــ اور یوں ہولے ہولے یہ ریگ زار الزام ایک تو بہ تو حقیقت بن کر ذہنوں میں راسخ ہوتا چلا گیا۔ کہ اسلام کے خمیر میں دوسروں کے لئے ڈھیروں تعصب رچا ہوا ہے ؛

لیکن حقائق کے سیلاب ضیا سے آنکھیں میچ لینے والے غیر مسلموں اور "کافروں" کا نام سنتے ہی کف در دہان ہو جانے والے مسلمانوں کو یہ یاد بھی نہیں آتا۔ کہ اسلام تو اس محبت آگیں شخصیت کا عکس ہے۔ جس کے شفاف دل کے نور پارے میں محبت کی ہزاروں سنہری جنتیں آباد تھیں۔ جس کا پاک سینہ اپنے وجود پر پتھراؤ کرنے والوں کے لئے بھی ان دعاؤں کے لئے تڑپ اٹھتا تھا۔ کہ "اے ربِ اکرم تو ان نادانوں کو نورِ ہدایت بخش۔ تاکہ یہ اپنے دشمنوں اور دوستوں میں امتیاز کر سکیں"!ـــــ

Taj Tahir Foundation

جس نے سارا سارا دن مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ اپنے اندھے دشمنوں کی بے حد و نہایت اذیتیں سہیں۔ اور پھر ان گمراہیوں کی ہدایت کے لئے ساری ساری رات خدا کے حضور ایستادہ رہ کر اپنے پیر سجا لئے۔ جس نے خود تو ساری عمر ایک کھردری چٹائی۔ ایک ٹوٹی پھوٹی زرہ۔ ایک بوسیدہ کمبل اور چند پیوند لگے ہوئے کپڑوں پر قناعت کی۔ اور سلطنت عرب کا سارا بیت المال اور اپنے گھر کا سارا اثاثہ دکھی انسانیت کے مداوا کے لئے غریبوں اور دوسرے سماجی زخمیوں کے قدموں پر نچھاور کر دیا۔ جس کی راتوں کی طویل تنہائیاں نوع انسانی کی پاسبانی میں صرف ہوئیں۔ جب اس نے گستاخ زمانے کے روندے ہوؤں کو اٹھا کر سینے سے لگایا۔ مایوس ملول روحوں کو ہزاروں آسرے بخشے۔ اور کتنی تیرہ و تاریک زندگیوں میں تابانیوں کی پھواریں برسائیں!۔ جس نے اپنے جانی دشمنوں کے خیر مقدموں کے لئے اپنی چادریں بچھائیں!— جس کی قومی تربیتوں نے روحوں کو اتنی بالیدگی بخشی۔ کہ جب ایک بار اس کے ایک روحانی فرزند حضرت علیؓ نے ایک خطرناک دشمن اسلام پر قابو پا لیا۔ اور اس نے ان کے چہرے کے چاند پر تھوکنے کی کوشش کی۔ تو حضرت علیؓ نے فوراً اس کے قتل سے ہاتھ اٹھا لیا۔ کہ کہیں ان کے اس خالص للہی فعل کے صدق پر کسی نفسانی جذبے کا میل نہ آ جائے!۔ اور پھر ان کے ایک اور حقیقی پیروکار حضرت عمرؓ نے جب اپنی شب گشتی کے شاہی فریضے کے دوران میں اپنی سلطنت کے ایک غریب گھرانے کی دلدوز مفلسی کا منظر دیکھا۔ تو اس نے عرب روم اور شام کی عظیم الشان سلطنتوں پر حکمراں ہونے کے باوجود خود اپنی کمر پر آٹے اور خوراک کی بوریاں لاد کر ان بے کس حاجتمندوں تک پہنچائیں۔ اور پھر ساری رات خدا کے حضور گڑگڑا گڑگڑا کر اپنی حکومت کی ان کوتاہیوں کے لئے معافیاں مانگتا رہا!— اور پھر جس کی نور فشاں تعلیم نے اپنے متعلمین کے دلوں میں ایسے درد اور احساس کی قندیل روشن کر دی۔ کہ وہ دن بھر اپنے دشمنوں سے لڑتے اور پھر رات بھر اپنے زخمیوں کی تیمارداری[1] کرتے۔

لیکن اب ان درخشاں حقیقتوں کا مقصد بس یہی رہ گیا ہے۔ کہ مسلمان کبھی کبھی اپنی تاریخ کی گرد جھاڑتے وقت ان کی دل کشائی پر ذرا سر دھن لیتے ہیں۔ اور بس!— ورنہ زندگی کے بازار میں بے ایمانی کا جواب اس سے زیادہ بے ایمانی۔ بغض کے بدلے فزوں تر بغض اور عداوت کا عوض شدید تر عداوت سے دینا

---

[1] صلاح الدین ایوبیؒ صلیبی لڑائیوں میں۔

مسلمانوں کا ایک ملی۔ بلکہ مذہبی خاصہ بن چکا ہے اور ستم یہ ہے۔ کہ اس زہریلی اور مکروہ "تعصب پرستی" کو عین اسلام پروری قرار دیا جاتا ہے!

حالانکہ اسلام کی تخلیق کی غایت اولیٰ ہی یہ تھی۔ کہ چند دردمند انسانوں کا ایک ایسا گروہ پیدا کیا جائے۔ جو اپنی نوع کی ہر چیخ کی خراش اپنے سینے میں محسوس کرے۔ سماجی مجروحین کے ہر گھاؤ کی کسک اس کی روح میں چھید ڈال دے۔ اور کائنات کے ہر ناسور کی کراہ اس کا دل برما دے۔ اور وہ خدائے برتر کی بخششوں کے ساتھ کمربستہ ہو کر اٹھے۔ اور دکھی انسانیت کے ابلتے ہوئے زخموں پر اپنے میٹھے اور سریلے بولوں کے ساتھ ٹھنڈے آسمانی مرہموں کے فردوسی پھاہے لگا دے۔ چور چور روحوں کے لئے اپنے سینے کی کشتی بنا کر انہیں زندگی کی گرجتی دھاڑتی جوئبار پار کرا دے۔ اور زمانے کی پٹی ہوئی شاہراہوں سے پامال دلوں کو اٹھا کر اپنے سینے سے بھینچ لے۔

آج جبکہ ہر قوم خود غرضیوں کے مکروہ پیچاک میں مبتلا ہو کر اپنی ہمعصر قوموں سے ایک رقیبانہ چشمک رکھتی ہے۔ اور ہر ایک انسان مسابقت کی دوڑ میں سب سے آگے نکل جانے کے لئے اپنے اپنے شریکوں کے ساتھ بد سے بدتر کینہ پروری کو جائز سمجھتا ہے۔ انسانیت کے یہ بے لوث خادم یعنی مسلمان اپنا پیدائشی فریضہ بھول کر گمراہ زمانے کے ساتھ ساتھ بے جا تعصب اور ناجائز بغض کے متعفن غاروں میں بھٹک رہے ہیں۔ اور انتہائی دلجمعی کے ساتھ نفس پرستی کے اس مکروہ دھارے پر بہے جا رہے ہیں۔ مسلمانوں کے دلوں سے بھی دوسری قوموں کے لئے وہی اشتر کینہ ابل رہا ہے۔ اور یہ بھی رسم زمانہ کے بموجب ہر دوسری قوم کے جائز و ناجائز مفاد پر تعصب کا کلہاڑا چلا رہے ہیں۔ اور نہیں جانتے۔ کہ اسلام دوسری بھٹکی ہوئی قوموں کے لئے مسلمانوں کے دلوں میں تعصب کا زہر نہیں۔ بلکہ ان کی گمراہی کے لئے سچے درد اور دکھ کی ایسی کسک پیدا کرنا چاہتا ہے جس کی پیہم نیش زنی انہیں ان بگڑی ہوئی قوموں کی اصلاح کے لئے اکسائے۔ اور وہ اپنے حساس دل کی دھڑکنوں کے زیر سایہ اٹھ کر ساری کائنات کی آلائشیں دھو ڈالیں!

اس لئے اسلام کے نام پر خلق خدا کو اپنے بغض سے دکھ پہنچانے والے خوب جان لیں۔ کہ اسلام تو اپنے پیروکاروں پر اس وقت تک رات کی نیندیں اور دن کے چین حرام کر دیتا ہے۔ جب تک زمین کے آغوش میں ایک بھی دکھی۔ ایک بھی آشفتہ اور ایک بھی لاچار باقی ہے!

Taj Tahir Foundation

منّی بیگم

(از جناب محمد عبداللہ صاحب قریشی)

جان کمپنی کا دوسرا نام ایسٹ انڈیا کمپنی تھا۔ اس کے ابتدائی ایام میں جب بیگم شمرو[1] شمالی ہندوستان کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کر رہی تھی۔ بنگال کی نظامت میں منی بیگم کا طوطی بول رہا تھا۔

منی بیگم نواب میر جعفر خاں کی بیگم تھی۔ اس نے کمپنی کی تاجرانہ سرگرمیوں کو وسعت دینے میں بیش از بیش حصہ لیا۔ اور انگریزی حکومت کے قدم ہندوستان میں مضبوط کرنے کے لئے اپنی ساری دولت لٹادی۔ مگر اس کے باوجود اس کے ابتدائی حالات درطۂ گمنامی میں نہاں ہیں۔ اور اس کے کارناموں پر تاریکی کا پردہ پڑا ہوا ہے۔ ہاں کمپنی کی یادداشتوں میں جو شاہی محافظ خانہ میں محفوظ ہیں۔ فارسی زبان کا ایک مکتوب موجود ہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے۔ کہ وہ ایک غیر معروف شخص بالمکند کی لڑکی تھی۔ اور سکندرہ کی رہنے والی تھی۔ اس کا باپ صغرسنی ہی میں اسے داغ یتیمی دے گیا۔ اس کی بیوہ ماں نے اپنی عسرت اور تنگدستی سے مجبور ہو کر اسے پرورش کے لئے بشو نامی ایک شخص کے سپرد کر دیا۔ جو اپنی لڑکی بو کے ساتھ اسے رقص و سرود کی تعلیم دلانے کے لئے دہلی لے گیا۔ وہاں اس نے تھوڑے ہی عرصے میں فن موسیقی میں ید طولیٰ حاصل کر لیا۔

قدرت نے اسے حسن صورت کے ساتھ آواز بھی نہایت دلکش اور پیاری عطا کی تھی۔ جس کی بدولت وہ جس محفل میں جاتی برق بن کر چمکتی۔ اور جس مجلس میں گاتی۔ اپنی ساحرانہ آواز سے سامعین کے دماغوں پر چھا

---

[1] شمرو ایک مشہور فرانسیسی جرنیل تھا۔ جو کچھ عرصہ نواب قاسم علی خاں صوبہ دار بنگال کی ملازمت میں رہا۔ اس نے آگرے میں وفات پائی۔ اور اس کو فرنگیوں کے مشہور قبرستان "جھن جھن کٹورے" میں دفن کیا گیا۔ اس کی قبر ایک خوب صورت گنبد کے اندر ہے۔ اور اس پر فارسی زبان میں یہ کتبہ نصب ہے۔

نوت شمرو صاحب آن سرگروہ نیکو سرشت۔ سینۂ آفاق داد از آتش حسرت برشت۔
سال تاریخش ز تشریف مسیحا بر فلک۔ باد صبح گفت از بوئے گل باغ بہشت (سنہ ۱۷۷۸ء)

جرنیل شمرو کی وفات کے بعد بیگم شمرو نے ہندوستان کی سیاسیات میں دخل دینا شروع کیا۔ اور اپنے خاوند کے فوجی دستے کی مدد سے بہت کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ اور بڑا نام پیدا کیا۔

Taj Tahir Foundation

جاتی- یہاں تک کہ اس کی ترنم ریزیوں کے سامنے دہلی کا عشرت پسند دربار بھی ماند پڑ گیا- ہوتے ہوتے اس کا شہرہ بنگال تک جا پہنچا- چنانچہ وہ اپنے فن کی نمائش کے لئے نواب سراج الدولہ کے بھائی اکرام الدولہ کی شادی کے موقع پر مرشدآباد میں مدعو کی گئی- اور یہی دعوت اس کی تاریخی حیات کی تمہید بن گئی*

منی بیگم مرشدآباد میں آئی- اور نہایت کامیابی سے گائی- جلسہ ختم ہو گیا- مگر میر جعفر نے اس کے ناچ گانے سے متاثر ہو کر اسے اور چند روز کے لئے وہاں ٹھہرا لیا- اور ہر روز اس کے ہاں آنے جانے لگا- اس کی خاطر مدارات جس پرتپاک طریقے سے کی گئی- اس کی مثال ملنی محال ہے + اس خلوص ومحبت نے اس کی خودنمائی کے جذبات کو اکسایا- اور شہر کی رونق و خوب صورتی نے جس کے سبب سے وہ عروس البلاد اور رشک فردوس بنا ہوا تھا- اور ایشیا کے خوبصورت ترین شہروں میں شمار ہوتا تھا- اس کے دل پر اتنا اثر کیا- کہ اس نے وہاں مستقل قیام کا مصمم ارادہ کر لیا- اس وقت میر جعفر کی خاص بیگم "میرن" کی والدہ فوت ہو چکی تھی- اس نے ببّو کا ایک معقول وظیفہ مقرر کر کے منی کو اپنے نکاح میں لے لیا- اور اس کے بعد ببّو کو بھی اپنے حرم میں داخل کر لیا- مگر منی نے حرم میں داخل ہوتے ہی اس پر فوقیت حاصل کر لی- اس کی لیاقت اور دلی محبت اس کے حسن کی کشش اور گانے کے جادو کی وجہ سے نواب سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اسی کا ہو رہا- منی بیگم کو بھی نواب سے بے حد انس تھا- مگر چرخ ستمگار نے نواب کو ہمیشہ کے لئے منی بیگم سے چھین لیا*

اب منی بیگم کی زندگی کا سہارا دو بچے نجم الدولہ اور صیف الدولہ تھے- جنہیں وہ نواب کی آخری یادگار سمجھتی تھی- اور دیکھ دیکھ کر جیتی تھی- وہ ۱۷۶۵ء میں اپنے باپ کی وفات کے بعد یکے بعد دیگرے مسند نظامت پر فائز ہوئے اور پانچ سال کی مدت قلیل میں فوت ہو گئے- موخرالذکر کی نظامت میں منی بیگم نے اپنے خاوند کی وصیت کے بموجب پانچ لاکھ سے زیادہ کا اثاثہ لارڈ کلائو کے حوالے کیا- اور جیسا کہ مورخین کا بیان ہے- یہ وہی رقم تھی جس سے لارڈ کلائو نے ایک ایسا فنڈ قائم کیا- جس سے کمپنی کے دائم المرض ملازموں کی پرورش کی جاتی تھی + مسٹر رمیش دت اپنی مشہور کتاب "معاشی تاریخ ہند" میں فرماتے ہیں- کہ:-

"مشہور مشرقی ضرب المثل کے مطابق کہ ٹہنیاں ہلاتے ہی روپے مینہ کی طرح برسنے لگے"- ہر نواب کی مسند نشینی پر انگریزوں کو ایک نیا موقع ہاتھ آتا تھا- چنانچہ جب

Taj Tahir Foundation

۱۷۵۷ء میں جنگ پلاسی کے بعد
میر جعفر پہلی مرتبہ تخت نشین ہوا۔
تو انگریزی فوج کے افسر اور سپاہیوں
نے بارہ لاکھ۔ اڑتیس ہزار پانسو
پچھتر پونڈ کی رقم انعام میں پائی۔
جس میں سے خود کلائو نے ایک زرخیز
جاگیر کے علاوہ بیس ہزار پونڈ اپنے
حصے کے طور پر لئے۔ اور جب ۱۷۶۰ء
میں میر قاسم مسند نشین ہوا۔ تو انگریز
افسران فوج کو دو لاکھ دو سو انہتر
پونڈ کی مقدار میں انعام تقسیم ہوا۔
جس میں ونسارٹ نے اٹھاون
ہزار تین سو تینتیس پونڈ خود لئے۔
جب ۱۷۶۳ء میں میر جعفر دوبارہ
مسند نشین ہوا۔ تو اس نے پانچ
لاکھ ایک سو پینسٹھ پونڈ کی رقم
انعاموں میں تقسیم کی۔ اور اب
۱۷۶۵ء میں نجم الدولہ کی مسند
نشینی ہوئی۔ تو دو لاکھ تیس ہزار
تین سو چھپن پونڈ کی مزید رقم
پھر انعاموں میں صرف ہوئی۔
اس طرح آٹھ سال کے عرصہ
میں انعاموں کی جملہ رقم اکیس
لاکھ انہتر ہزار چھ سو پینسٹھ پونڈ
کے علاوہ مختلف اور رقوم بھی
جن کی میزان سینتیس لاکھ ستر ہزار
آٹھ سو تینتیس ہوتی تھی بطور تاوان
طلب اور حاصل کی گئیں"۔

۱۷۷۲ء اور ۱۷۷۳ء کے مابین جب
دار العوام کی مجلس نے ایسٹ انڈیا کمپنی کے
حالات کی تحقیقات کی۔ تو اس مجلس کے سامنے
ان تمام رقوم کی وصول یابی کا بعض نے
اعتراف کیا۔ اور بعض کے لئے ثبوت پیش ہوا
لارڈ کلائو نے اپنے افعال کا جواز یوں پیش
کیا:-

"میں نے یہ امر کبھی نہیں چھپایا
بلکہ نظمائے ہند کی "مجلس معاملات
راز" میں کھلے طور پر ظاہر کر دیا
تھا۔ کہ نواب کی فیاضی نے مجھ
کو فارغ البال کر دیا ہے۔ اور
اب محض کمپنی کی فلاح و بہبود ہی
میرے ہندوستان میں رہنے کا
باعث ہے..... کمپنی کو
اس سے زیادہ توقع رکھنے
کی کیا وجہ ہے۔ کہ میں ان کی
خدمت گزاری میں اپنی زندگی
کو بارہا خطرے میں ڈالنے کے
بعد بھی ایک موقعہ کو جو مجھ کو مدت
العمر میں اس سے پہلے کبھی نصیب
نہیں ہوا تھا۔ اپنے ہاتھ سے

Taj Tahir Foundation

کھودوں۔ کیونکہ یہ ظاہر ہے۔ کہ میرے کم لینے سے کمپنی کو کچھ زیادہ نہیں ملے گا"۔

ایسٹ انڈیا کمپنی نے ان بے جا مطالبات کی سختی سے مخالفت کی جو انعاموں کے نام سے وصول کئے جاتے تھے۔ اور ۱۷۶۵ء میں انعام قبول کر لینے کے خلاف احکام بھی جاری کر دیئے۔ ایسی حالت میں وقت ضائع کرنے کا موقع نہ تھا۔ اسی لئے کلکتہ کی کونسل نے نجم الدولہ کو جلدی سے مسند نشین کر دیا تاکہ تحفہ تحائف اور انعام و اکرام کی بہتی گنگا سے آخری مرتبہ فیض یاب ہو لیں[۵]۔

جب نواب مبارک الدولہ جو میر جعفر اور ببو بیگم کا خورد سال بچہ تھا۔ مرشد آباد کی نظامت کے لئے نامزد ہوا۔ تو وارن ہیسٹنگز کے ایما سے منی بیگم اس کی سرپرست اور اتالیق مقرر ہوئی۔ بیگم نے اپنی انتظامی قابلیت سے ثابت کر دیا۔ کہ اس کا انتخاب نہایت صحیح اور مناسب ہوا تھا۔ اس کا دربار اپنے معاصرین میں ایک نمونے کا دربار شمار کیا جاتا تھا۔ اور اس کی شان و شوکت بطور ضرب المثل مشہور تھی۔ لارڈ کلائیو نے مرشد آباد پر قبضہ کرتے ہوئے کہا تھا۔ کہ "مرشد آباد لندن سے زیادہ دولتمند اور وسیع ہے۔ اور یہاں کے باشندے اہل لندن سے کہیں زیادہ متمول ہیں"۔

منی بیگم نے نندکمار کو دیوان مقرر کرنا چاہا۔ مگر کلکتہ کونسل نے اس تجویز کو منظور نہ کیا۔ اور رضا خاں ایک بہت بڑی رشوت دے کر اس عہدہ کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے منی بیگم کے مفاد کو نقصان پہنچانے کی خاطر ببو بیگم کی حمایت شروع کی۔ اور اس سے اپیل کرائی۔ کہ اس کے ہوتے ہوئے نواب مبارک الدولہ کی سوتیلی ماں کو سرپرست کیوں بنایا گیا ہے۔ لیکن ولایت گورنمنٹ نے اس درخواست کو مسترد کر دیا اور ۱۱ جولائی ۱۷۷۲ء کو منی بیگم کے تقرر کے وجود پر حسب ذیل بیان دیا۔

"ہم موجودہ نواب کی سرپرستی و نگرانی کے لئے نواب مرحوم میر جعفر علی خاں کی بیوہ منی بیگم سے زیادہ موزوں اور قابل اعتماد کسی کو نہیں پاتے۔ ہماری حکمت عملی اور ہمارے مصالح سے قطع نظر کر کے بھی اس بیگم کا مرتبہ اسے ہر طرح اس اعزاز کا اہل بتاتا ہے۔ البتہ ان معاملات میں جنہیں

۵؎ معاشی تاریخ ہند جلد اول ص ۳۷-۳۹

وہ خود انجام نہیں دے سکتی۔
دیوان کام کرے گا۔"

"ایک عورت میں تمام اعلیٰ قابلیتوں کے پائے جانے کی توقع نہیں ہوتی۔ لیکن منی بیگم میں اس قسم کی قابلیتوں کی کوئی کمی نہیں۔ جو محدود ذمہ داری اس کے سپرد کی گئی ہے۔ اس کے لئے زیادہ فہم وفراست کی ضرورت بھی نہیں۔"

(باقی آئندہ)

روزنامچہ

(از محترمہ نذر سجاد حیدر صاحبہ)

(سلسلے کے لئے دیکھئے صفحہ ۲۶۶)

یہ ہے دنیا۔ مگر مجھ کو اپنا جانباز بھائی بھولا نہ تھا۔ اور وہ دونوں بچے ارشاد حیدر و جواد حیدر بھی یاد آ گئے۔ کہ اگر وہ دونوں بھی زندہ ہوتے۔ تو آج یہ تین بھائی ہو جاتے اور میرا پیارا مصطفےٰ باقران کا ماموں ہوتا اور ان کو دیکھ کر کس قدر خوش ہوتا۔ وہ چاروں بچے جلدی جلدی چار سال کے اندر دنیا میں آ گئے تھے۔ یہ پہلا لڑکا تھا۔ جو چار سال کے بعد پیدا ہوا۔ اپنے بھائیوں کی طرح بہت خوبصورت۔ سرخ وسفید۔ موٹا تازہ تندرست بچہ تھا۔

اس کی پیدائش کے بعد میں دو ہفتے کے اندر تندرست ہو گئی۔ لیکن آنکھیں دکھنے لگیں۔ پھر وہی بچپن کا روہوں کا مرض پیدا ہو گیا۔ اس کم بخت مرض نے دس سال کی عمر سے میری تعلیم بند کرا دی۔ جس کا افسوس زندگی کے ساتھ برابر چلا جاتا ہے۔ اور عمر بھر رہے گا۔ آہ میں دنیا میں کچھ نہیں سیکھ سکی کچھ نہ کر سکی۔ اس معاملہ میں مجھ سا حسرت نصیب شائد ہی کوئی ہوگا۔ ہاں تو وہ ذکر رہ گیا۔ اس پیارے بھانجے کو پا کر میری بہن ثروت آرا تو گویا دوبارہ زندہ ہو گئی۔ وہ غمزدہ ڈیڑھ سال سے اپنے بھائی کے سوگ میں بہت ہی المناک زندگی بسر کر رہی تھی۔ اس بچے کے دنیا میں آنے سے اس کے کچھ آنسو پونچھ گئے۔ اب ہر وقت اسی کو لئے رہتی۔ آپا کو ہاتھ نہیں لگانے دیتی۔ میری آنکھوں کی تکلیف بڑھ گئی۔ یہاں کسی طرح فائدہ نہ ہوا۔ تو آخر میرے شوہر آنکھوں کے خاص ڈاکٹر کو دکھانے کے لئے مجھ کو لکھنؤ لے گئے۔ تیسرے دن وہاں سے واپس آئے۔ اب بچہ ایک ماہ کا ہو چکا تھا۔ میرے بھائی کی یاد میں اس کے نام پر میرے صاحب نے اس کا نام مصطفےٰ حیدر تجویز کیا۔ اب فروری ختم ہو چکی تھی۔ اور مارچ میں میری

Taj Tahir Foundation

بہن کی شادی قرار پائی تھی۔ انہیں پھوپی کے بیٹے افضل علی سے۔ اس لئے پھوپی جان مع ثروت آرا کے واپس پنجاب چلی گئیں؟

۲۰ مارچ۔ آج میں اپنے شوہر اور چھوٹے بچے مصطفٰے حیدر۔ رعنا اور اس کی آیا کے ہمراہ ثروت آرا کی شادی کے لئے پنجاب روانہ ہو رہی تھی۔ یہ سوچ کر دل کو سخت صدمہ ہو رہا ہے۔ کہ اپنی بن ماں کی بچی (دلہن) کی شادی کے لئے میں کہاں اور کیوں جا رہی ہوں۔ اب تو یہ شادی ان کی سرپرستی میں میرے ہاتھوں سے کوہاٹ میں ہونی چاہئے۔ لیکن ہم دونوں باپ بیٹی کے دلوں میں اتنی ہمت باقی نہیں۔ کہ شادی کا انتظام کر سکیں۔ پوری خوشی تو تب ہی ہوتی۔ کہ باپ کے برابر چاہنے والے چچا ماموں۔ والدہ اور خالہ جان بھی زندہ ہوتیں۔ بدقسمتی سے وہ چاروں قبل از وقت اپنے کام ادھورے چھوڑ کر دنیا سے اٹھ گئے۔ بھی جو نمرگ ہمارے ٹوٹے دلوں کا سہارا اگر آج زندہ ہوتا۔ تب بھی پاپا اور میں یہ شادی اپنے ہاتھوں کر سکتے۔ مگر اب تو ذرا بھی حوصلہ باقی نہ تھا؟

ثروت کی رخصت کے لئے یہ تجویز کی۔ کہ وہ اپنے بڑے تایا صاحب کے پاس اپنی چاہنے والی خالہ کی سوکن کی خدمت میں حافظ آباد پنجاب پہنچا دی جائے۔ اور ہماری نانی صاحبہ یہ کام انجام دیں۔ چنانچہ پھوپی جان بیٹی سے زیادہ پیاری بھتیجی اور بننے والی بہو ثروت آرا کو لے کر بجائے کوہاٹ کے حافظ آباد جا چکی تھیں۔ مجھ کو بھی وہیں پہنچنا تھا شادی کیا تھی۔ ایک ضروری فرض ادا کرنا تھا۔ نہ کوئی مہمان بلایا گیا تھا۔ نہ عزیزوں ہی کو جمع کیا گیا خاموشی کے ساتھ صحیح طریق سے عقد ہو رہا تھا۔ جنگ سے واپس آئے پاپا کو دوسرا سال تھا۔ مگر ہم باپ بیٹی اس کام کو ٹال رہے تھے۔ میرا پیارا بھائی افضل علی ایم۔ اے پاس کرتے ہی ملازم ہو چکا تھا۔ ثروت کی تنہائی کی وجہ سے پھوپی کو کوہاٹ رہنا پڑا۔ لیکن ہم دونوں میں شادی کرنے کی ہمت نہ تھی۔ مگر اب پھوپھی اور افضل علی کے اصرار سے مجبور ہو کر یہ فرض ادا کرنا ہی پڑا۔ میں نے سلطان پور سے بوقت روانگی بھائی جان کو لاہور تار دے دیا تھا؟

ہماری ٹرین جب لاہور پہنچی۔ میرے بھائی جان مولوی صاحب اور عزیز تاج اسٹیشن پر موجود تھے۔ بھائی جان نے مجھ سے تھوڑی سی شکایت بھی کی۔ کہ دیکھو ننھوں (وہ مجھ کو ننھو وحیدہ کو ننھی اور حمید علی کو ننھا کہتے تھے) اس شادی میں ہمیں کیوں نہیں بلایا گیا۔ تمہارے تو عقد اور رخصتی دونوں تقریبوں میں ہم شریک تھے۔ امتیاز نہیں جا سکے تھے۔ اب کے ان کا پختہ

Taj Tahir Foundation

ارادہ تھا۔ کہ چھوٹی پھوپی کی شادی میں یہ بھی ضرور شریک ہوں گے ؛

بھائی جان کی اس واجبی شکایت پر میری آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ الفاظ میرے گلے میں اٹک رہے تھے۔ لیکن منہ سے نہیں نکل سکتے تھے۔ میری حالت دیکھ کر آپ نے فرمایا۔ کہ "اس قدر رنج نہ کرو رتنھو۔ میں نے تو ایسے ہی کہدیا تھا" کچھ خاموشی کے بعد میں نے عرض کی "بھائی جان آپ جانتے ہیں یہ شادی کوئی شادی نہیں۔ ان دنوں میری اور پاپا کی عجیب حالت ہے۔ آپ جانتے ہیں۔ خالہ جان کی سوت کے ہاتھوں یہ کام انجام دیا جارہا ہے۔ غریب دولھا کے والد دنیا میں نہیں۔ بجائے اپنے گھر سے شادی کرنے کے پھوپی جان خود ہی اپنے بھائی اور بھاوج کے ہاں جا پڑی ہیں۔ اور تو الگ رہے۔ چچا مرحوم کی بیوہ تک کو مراد آباد سے نہیں بلایا گیا۔ آپ کی محبت بھری شکایت سر آنکھوں پر ہے۔ افسوس ہے کہ میرے پاپا کی یہ آخری تقریب مسرت کس طریق سے انجام دی جارہی ہے؟ (باقی آئندہ)

سر جھکا کر، اپنے مستقبل کی تصویریں نہ دیکھ۔

دو جہاں کا سر جھکانا ہے تو اپنا سر اٹھا

ندیم

پاکستان اور مسلمان عورتیں

(از سید امتیاز علی تاج)

دہلی میں آل انڈیا لیگ کے اجلاس کے موقع پر ۲۴۔ اپریل کو مسلم لیگ کی زنانہ شاخ کا ایک جلسہ پردہ میں لیڈی ہارون کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں مسلمان خواتین نے پاکستان کی تجویز کے متعلق اپنے اعتماد اور اپنی حمایت کا رزولیوشن پاس کیا۔ اور محترمہ صدر نے مسلم خواتین کو اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے ہر قسم کے ایثار و قربانی کے لئے تیار رہنے کی تاکید فرمائی ؛

مسلم خواتین کی اس سرگرمی کو دیکھ کر نسوانی تحریک سے دلچسپی رکھنے والے ہر شخص کو بے اختیار یہ خیال آتا ہے۔ کہ پاکستان کی جس تجویز میں مسلمان عورتوں کو ہر ایثار و قربانی سے کام لینے کی تاکید کی جارہی ہے اس تجویز کے کامیاب ہو جانے پر پاکستان میں ان ہمدرد مسلم عورتوں کا مقام آخر کیا ہوگا؟ لیگ کی طرف سے اب تک ایک سے زیادہ بار مسلمانوں پر اور پاکستان کی اقلیتوں پر یہ امر واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کہ پاکستان کی تحریک کے عملی جامہ پہننے پر ان کے کن کن حقوق کا تحفظ کیا جائے گا۔ اور انہیں کیا اختیارات و فوائد حاصل ہوسکیں گے لیکن مسلمان عورت کے متعلق آج تک یہ کہنے کی

ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ کہ پاکستان میں اسے کیا حقوق حاصل ہوں گے ۔

اس کا جواب بہت سہولت سے تو شاید یہ دے دیا جائے۔ کہ مسلمان عورت کو پاکستان میں وہ تمام حقوق حاصل ہوں گے ۔ جو اسلامی شرع نے اسے بخش رکھے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ ان حقوق کے متعلق کیا آج یہ نہیں کہا جا رہا۔ کہ وہ مسلمان عورت کو حاصل ہیں۔ اور ان حقوق کے برائے نام حاصل ہوتے ہوئے مسلمان عورتیں کیا آج عملاً طرح طرح کی بے انصافیوں کا شکار نہیں ہو رہی ہیں۔ مثال کے طور پر پنجاب میں انہیں وراثت کا حق نہیں دیا جا رہا۔ شرعی عدل کو مدنظر رکھے بغیر تعدد ازدواج عام ہے ۔ خلع حاصل کرنے کے شرعی حق سے محروم کر دیئے جانے کے باعث کئی مسلمان عورتوں کو مرتد ہو جانے کے سوا کوئی چارہ نظر نہیں آتا وغیرہ۔ کیا پاکستان میں بھی مرد عورت کے لئے یوں ہی جدا جدا شرعیں ہوں۔ اور عورتیں یوں ہی حق تلفیوں کا شکار ہوتی رہیں گی ۔

بعض حضرات اس مسئلہ پر فی الحال بحث شاید یہ کہہ کر خلاف مصلحت قرار دیں۔ کہ یہ نجی معاملے ہیں جنہیں اس وقت چھیڑنا فتنہ کا موجب ہوگا۔ اور جو پاکستان کا خواب پورا ہونے کے بعد بہ سہولت آپس میں طے ہو جائیں گے

لیکن سوال یہ ہے۔ کہ تحریک آزادی کے سلسلے میں کیا بالکل یہی جواب کانگریس مسلمانوں کو نہیں دیتی۔ اور یہ جواب کیا مسلمانوں کے اطمینان کا موجب بن جاتا ہے۔ اگر نہیں بنتا تو اس جواب کو مسلمان عورت کے حقوق کے بارے میں کیوں تشفی بخش قرار دے لیا جائے ۔

اس زمانے میں کہ ہندو قوانین کے ذریعے اپنی عورتوں کو وہ حقوق دلانے کی پوری کوشش عمل میں لا رہے ہیں۔ جو مسلم عورتوں کو مذہب کی رو سے حاصل ہیں۔ مسلمانوں کا اپنی ماؤں ۔ بہنوں اور بیٹیوں کے حقوق کا خیال نہ کرنا اور ان کی سب مصائب کی طرف سے آنکھیں بند کئے رہنا مقام تاسف ہے ۔

اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ متمول اور ترقی یافتہ خاندانوں کی جو خواتین لیگ میں سرگرمی سے کام کر رہی ہیں۔ انہیں ذاتی طور پر رواج اور حالات سے کوئی وجہ شکایت نہیں۔ لیکن انہیں اپنی ان بے شمار غریب بہنوں کے مصائب و آلام کا خیال کرنا چاہئے۔ جنہیں مجبوریوں نے جکڑ کر وہ آزاد وحدت نہیں رہنے دیا جو اسلام نے انہیں بنایا تھا۔

ان حالات میں لیگ کے رزولیوشنوں میں مصیبت کی شکار مسلمان عورتوں کے حقوق

کے متعلق کوئی تجویز بے شمار تاریک گھروں میں روشنی کی کرن کا کام دے سکتی ہے۔ ہم لیڈی ہارون سے اس سلسلے میں کوئی عملی کارروائی کرنے کی توقع رکھتے ہیں ؛

لیل و نہار

(از حجاب امتیاز علی)

۱۹-اپریل ۱۹۴۳ء کل رات شام کی ملاقاتوں سے فارغ ہو کر ساڑھے دس بجے گھر پہنچی۔ اور پونے گیارہ بجے کھانا کھایا پھر رت کے ساتھ یوکلپٹس کے درخت کے نیچے بیٹھ کر چاندنی میں باتیں کرتی رہی۔ سوا ایک بجے قرآن مجید کی اک سطر پڑھ کر سو گئی ؛

آج صبح میری آنکھوں کی عجیب کیفیت رہی۔ تاہم میں نے ثریا سے محاورے کے طور پر کہا۔ کہ آج میرا ارادہ خرید و فروخت کے لئے بازار جانے کا ہو رہا ہے۔ وہ کہنے لگیں "آپ خرید و فروخت کے لئے جا رہی ہیں۔ میں فروخت و خرید کے لئے آپ کے ساتھ چلوں گی۔ پہلے اپنا بی۔اے کا کورس فروخت کروں گی۔ پھر اس کی مٹھائی کھاؤں گی"! یہ سن کر میں خوب ہنسی۔ مگر یہ پروگرام اس طرح رہ گیا۔ کہ سیشل رشید آگئیں۔ پھر ساڑھے بارہ بج گئے۔ اور میں آسمانوں کو دیکھنے باہر چلی گئی ؛ گلستانی قینچی سے پھول پتے کاٹنے اور دوپہر تک پھولوں کی آرائش میں منہمک رہی ؛

آفتاب غروب ہو رہا تھا۔ کہ بیگم عبدالحی بیگم خورشید اور قادیان سے بیگم محمد علی خاں ملنے آگئیں۔ نو بجے تک میں ان سے ڈرائنگ روم میں باتیں کرتی رہی۔ پھر کمرے کے اندر آکسیجن کی کمی کی وجہ سے سب کی ذہنی کیفیت بحث مباحثہ کی طرف مائل ہو گئی اس لئے ساڑھے نو بجے میں ان سب کو لارنس گارڈن لے گئی۔ اپریل کا شوخ چاند کھلے آسمانوں پر مغرور نظر آ رہا تھا۔ اور ناہموار ننھی ننھی پہاڑیاں پھولوں سے ڈھکی ہوئی تھیں۔ رات کی معطر اور معتدل ہوائیں رہ رہ کر ہمارے رخساروں سے مس کر جاتی تھیں۔ آخر دس بجے باغ کی روشنیاں گل کر دی گئیں۔ تو ہم جدا ہوئے گھر پہنچ کر کھانا کھایا ؛

اف! ایک بج کر چند منٹ ہو گئے ہیں۔ اور ابھی تو مجھے لمحہ بھر کے لئے دریچے سے باہر جھانکنا اور مقدس کتاب کی ایک سطر پڑھنا ہے!

۲۰-اپریل ۱۹۴۳ء صبح کپور تھلہ سے کار آئی تھی۔ ت اور بھائی سید حمید علی اصرار

Taj Tahir Foundation

کرتے رہے۔ کہ میں دو دن کے لئے چلی جاؤں۔ مگر موجودہ اعصابی حالت میں مجھ سے جایا نہ جا سکتا تھا:۔

دوپہر کی ڈاک سے ت کے نام لکھنؤ سے عینی کا خط آیا۔ جس سے خالہ نذر سجاد حیدر کی خیریت معلوم ہوئی۔ انہیں کچھ دنوں کے لئے سید سجاد حیدر صاحب کے بھائی سید نصیر الدین حیدر اپنے ساتھ ٹونک لے جانا چاہتے ہیں۔ ان کے صدمے کا خیال کر کے میں کانپ جاتی ہوں! زندگی میں کوئی چیز جاودانی نہیں! عزیزوں کی محبت۔ مخالفوں کی عداوت۔ دوستوں کی شکائتیں——!

چند ہفتوں پہلے مسز سجاد حیدر نے کیا شعر لکھ کر بھیجا تھا——٥

زندگی نام رکھ دیا کس نے؟
موت کا انتظار ہے دنیا!

دوپہر کے کھانے کے بعد ثریا میرے کمرے میں آ گئیں۔ اور باتیں کرتی رہیں۔ آج سے یاسمین کی ایسٹر کی تعطیلات شروع ہو گئیں۔ اس لئے تمام دوپہر بے اطمینانی اور شورش میں کٹ گئی۔ آخر چھ بجے چائے کے بعد ثریا بھائی جان کے ساتھ کپور تھلہ سدھاریں ان کے جاتے ہی میں ملاقاتوں کے لئے باہر چلی گئی۔ راستہ میں ت سے ملاقات ہو گئی۔ کئی جگہ ملاقاتوں کے لئے گئی۔ ساڑھے نو بجے مسٹر اور مسز ہاشمی کے ہاں یوں ہی سرسری ملاقات کے لئے پہنچی۔ تو دیکھا۔ ت وہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور ہاشمی صاحب سے معلوم ہوا۔ کہ مجھے وہاں کھانے پر ٹھہرنا پڑے گا۔ ٹھہرنا نہ چاہتی تھی۔ پر ٹھہر گئی۔ بات یہ تھی۔ مسٹر ہاشمی نے اپنے ہاتھ سے بریانی اور میٹھے ٹکڑے پکائے تھے۔ اور ت کو ٹیلیفون پر اطلاع دیدی تھی۔ جس سے میں ناواقف تھی:۔

ساڑھے بارہ بجے ہم دونوں گھر پہنچے۔ واپس آتے ہی نماز پڑھی۔ دل اچانک کس قدر اداس ہو گیا ہے۔ دعائیں قبول کیوں نہیں ہوتیں!؟؟

۲۳- اپریل ۱۹۴۳ء میں پھر غمگین ہوں۔ دن گرم ہوتے جاتے ہیں۔ اور ہواؤں میں بعض دفعہ اجنبی چڑیوں کے لہجے صاف سنائی دے جاتے ہیں۔ تاہم دل نہیں لگتا ڈاکٹر ڈوگ نے جو دوائیں بند کرا دی تھیں شروع کرا دیں!

کل کا تمام دن یاسمین نے بھابی مسز سید حمید علی کے ہاں بسر کیا۔ اور شام کو وہ خود ملنے آ گئیں۔ تمام دوپہر میں سوچتی اور آہیں بھرتی رہی۔ اور جب شام آئی۔ تو مجھے زیادہ مضمحل کر گئی۔ مغرب کی نماز میں نے

Taj Tahir Foundation

دل لگا کر پڑھی۔ اس کے بعد لیڈی عبدالقادر سے ملنے چلی گئی۔ واپس آکر ت کے ساتھ نہر کی طرف ایک قطعۂ زمین دیکھنے چلی۔ پھر ڈاکٹر اور بیگم عبداللہ کے ہاں ہم دونوں ملنے گئے دس بجے کھانا کھایا۔ اس وقت دل کچھ ٹھکانے پر آگیا تھا۔ پونے گیارہ بجے ت کے ساتھ باغ کو چلی گئی۔ وہاں اندھیرے میں درختوں کے نیچے بیٹھے ہم دونوں تارے دیکھتے رہے۔ چاند بھی بڑی تیزی سے طلوع ہو رہا تھا۔ اس وقت زندگی مجھے اک ناہموار گھاٹی۔ نہیں — بلکہ اک شفاف اور روانی سے بہنے والی جھیل محسوس ہو رہی تھی۔ زندگی کے متعلق انسان کا نظریہ کتنی جلدی بدل جاتا ہے!

ساڑھے بارہ بجے واپس آئی۔ نماز پڑھی مجھے کچھ رونا سا آگیا۔ اتنے میں ثریا اور بھائی جان کپور تھلہ سے آگئے۔ ثریا کو چھوڑ کر واپس چلے گئے۔

دو بجے ہیں! اور گولڈ سمتھ کا "نائٹ پیس" زمین و آسمان پر چھایا ہوا ہے! اب تو سو ہی جاؤں!

مختصر یہ ہے داستان حیات۔
پھول ڈھونڈے ہیں خار پائے ہیں!

ندیم

جدید مطبوعات

قول فیصل (منظوم)

مصنفہ حاجی محمد اسلم چشتی۔ قیمت بلا جلد عہ مجلد عہ۔ کاغذ اور کتابت معمولی۔ ملنے کا پتہ:۔ چودھری محمد صادق ڈھلو۔ بی اے آنرز (متعلم) منیجر چشتی دار الکتب مزنگ۔ لاہور

حاجی صاحب نے علامہ مشرقی کی مشہور تصنیف قول فیصل کو منظوم کرنے کی کوشش کی ہے۔ کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حاجی صاحب کو شاعری پر اچھی دسترس حاصل نہیں مسدس کے کئی بند ڈھیلی بندشوں اور الجھے ہوئے خیالوں کا مجموعہ ہیں۔ حاجی صاحب کا یہ تکلف محض اس لحاظ سے بنظر استحسان دیکھا جا سکتا ہے۔ کہ انہوں نے ایک بڑا کام اپنے ذمہ لیا۔ یہ الگ بات ہے۔ کہ وہ اس کوشش میں پوری طرح کامیاب نہیں ہو سکے۔

اڈیٹر

کبھی کبھی دھوپ میں اڑتے ہوئے کوے کے پر بھی چمک اٹھتے ہیں۔ اور کبھی کبھی بارش میں بھیگا ہوا بلبل بھی مردہ چوہے کی طرح بھدا نظر آتا ہے۔

خبریں

انقرہ ۲۲-اپریل- مشرق وسطیٰ کے برطانی سپہ سالار جنرل ولسن ترکی حکام کے ساتھ گفت وشنید کرنے کے بعد آج صبح عازم بیروت ہوگئے ہیں۔

قاہرہ-۲۲-اپریل-دو برطانی جہاز سمرنا سے برطانوی قیدیوں کو لے کر اسکندریہ پہنچ گئے ہیں- کیونکہ چند روز قبل سمرنا میں برطانوی اور اطالوی قیدیوں کا مبادلہ ہوا تھا۔

قاہرہ ۲۴-اپریل-ایوان میں مصطفےٰ نحاس پاشا وزیر اعظم مصر کی طرف سے ایک بیان دیا گیا- جس کو سننے کے بعد ایوان نے فیصلہ کیا- کہ مکرم پاشا نے کتاب اسود میں وزیر اعظم مصر پر جو الزامات عائد کئے ہیں وہ بے بنیاد ہیں۔

حیفہ-۲۵-اپریل-جو اتحادی قیدی اطالیہ کی قید سے رہائی پاکر یہاں پہنچے ہیں- ان میں ہندوستانی بھی شامل ہیں- جنرل منٹگمری جو آج کل یہاں آئے ہوئے ہیں- ان سپاہیوں سے مل کر بہت خوش ہوئے- ایک برطانوی اخبار کے نامہ نگار نے جنرل موصوف سے استفسار کیا کہ وہ تونسیہ سے اچانک قاہرہ کیوں آگئے- آپ نے جواب دیا- کہ جرمن میرے ارادے میں حائل نہیں ہو سکتے- میں ایسٹر کے دن یہاں گزارنا چاہتا تھا- سو ہوائی جہاز کے ذریعے یہاں آگیا جنرل منٹگمری اب قاہرہ سے عازم تونسیہ ہوگئے ہیں۔

واشنگٹن ۲۱-اپریل میکسیکو کے پریزیڈنٹ کماچو نے پریزیڈنٹ روزویلٹ کو یقین دلایا ہے- کہ حکومت میکسیکو امریکہ کا ساتھ دے گی اور دنیا کو محوریوں کی مصیبت سے نجات دلائے گی۔

لندن-۲۲-اپریل-معلوم ہوا ہے- کہ ہٹلر روس میں زہریلی گیس استعمال کرنے کے لئے وسیع پیمانے پر تیاریاں کر رہا ہے- آج حکومت برطانیہ کی طرف سے حکومت جرمنی کو انتباہ کیا گیا ہے- کہ اگر جرمنی نے روس میں زہریلی گیس استعمال کرنے کی کوشش کی- تو برطانیہ اپنی پوری طاقت کے ساتھ جرمنی کے اس ناجائز اقدام کا جواب دے گا- اور جرمنی کی فیکٹریوں اور بارود ساز کارخانوں پر زہریلی گیس پھینکی جائے گی۔

واشنگٹن-۲۲-اپریل-۱۹-اکتوبر کو ٹوکیو پر فضائی حملے میں حصہ لینے والے دو امریکن ہوابازوں کو ٹوکیو میں پھانسی دے دی گئی ہے- پریزیڈنٹ روزویلٹ نے جاپانیوں کے اس وحشیانہ اقدام پر تبصرہ کرتے ہوئے

Taj Tahir Foundation

کہا۔ کہ وہ وقت قریب آرہا ہے۔ جب جاپانیوں کو اس بربریت کا مزہ چکھا دیا جائے گا ؎

لنڈن ۲۲ اپریل مسٹر چرچل نے ایک تقریر میں انکشاف کیا۔ کہ ۱۹۴۰ء میں برطانیہ کے پاس صرف ۵۰ ٹینک تھے۔ ہم اپنا تمام اسلحہ فرانس اور ڈنکرک میں کھو چکے تھے۔ توپیں بھی ایک سَو سے زیادہ نہ تھیں۔ ان میں سے کئی عجائب گھروں سے نکلوائی گئی تھیں مگر آج ہم نے کم وبیش بارہ ہزار ٹینک تعمیر کر لئے ہیں۔ اور اب صورت حالات بالکل مختلف ہے ؎

نیویارک ۔ ۲۲۔ اپریل ۔ روزنامہ نیویارک ہیرلڈ ٹریبیون نے جنرل ٹوجو کے مسٹر شگے منسو کو وزیر خارجہ مقرر کرنے پر اظہار رائے کرتے ہوئے کہا۔ کہ ٹوجو ایک چال چلنے والا ہے وہ سوویٹ روس سے ایک سودا کرے گا۔ چینیوں کو مدت سے یہ تشویش ہے۔ کہ جاپان روس پر ڈورے ڈال کر ہٹلر اور سٹالن میں صلح کرا دے گا۔ اور پھر سٹالن چین اور جاپان میں صلح کرا دے گا ؎

لنڈن ۔ ۲۴۔ اپریل ۔ کل ۲۰۰ روسی طیاروں نے مشرقی پرشیا میں ایک اہم شہر پر حملہ کیا۔ فوجی اور صنعتی علاقوں کو نشانہ بنایا گیا ؎

چن کن ۔ ۲۶۔ اپریل ۔ شمالی ہونان میں کئی شان کی پہاڑیوں کے دامن میں سخت گھمسان کی جنگ ہو رہی ہے۔ اس مقام پر چالیس ہزار جاپانی سپاہ مصروف پیکار ہے۔ اور چینیوں کو پہاڑی علاقے سے دھکیلنے کے لئے صف آرا ہے ؎

لنڈن۔ ۲۷۔ اپریل ۔ ہٹلر نے وفیس کے سامنے ایک مثلث جزیرہ نما میں اپنا ہیڈ کوارٹر قائم کر لیا ہے۔ یہ جگہ فضائی بحری اور بری گرمیوں کے لئے بے حد اہم ہے ؎

پشاور ۲۳۔ اپریل ۔ امید کی جاتی ہے۔ کہ مسٹر اورنگ زیب خاں سرحد میں مسلم لیگ وزارت بنانے میں کامیاب ہو جائیں گے ؎

دہلی ۲۴۔ اپریل ۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے تاریخی اجلاس کا پہلا کھلا سیشن آج صبح شروع ہوا۔ چمنستان پاکستان میں ایک لاکھ مسلمان جمع تھے۔ آسام۔ بہار۔ بنگال۔ اڑیسہ۔ پنجاب۔ بلوچستان اور سرحد کے مسلمان مندوبین دوش بدوش بیٹھے نظر آرہے تھے۔ مسٹر حسین ملک صدر مجلس استقبالیہ نے اپنے خطبے میں دہلی کی تاریخی اہمیت بیان کی۔ اور لیگ کی تدریجی ترقیوں پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد قائد اعظم نے مسلسل تین گھنٹے تقریر کی۔ آپ نے فرمایا کہ گزشتہ چھ سال میں مسلمانان ہند کی ترقی ایک معجزہ ہے۔ ہمارا مقررہ نصب العین پاکستان ہے۔ اگر مسٹر گاندھی مسلم لیگ سے مفاہمت کرنا چاہتے ہیں تو مجھ سے بڑھ کر کسی کو اس امر کی خوشی نہ ہوگی ؎

Taj Tanir Foundation

اشتہار زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

باجلاس جناب چودھری سلطان خاں صاحب بی اے ایل ایل بی۔ پی سی ایس سب جج بہادر درجہ دوم جگراؤں

مسماة رام مورتی۔ مسمات تارو۔ مسماة بمبو نابالغان دختران امرناتھ بولایت درگا داس ذات کھتری سکنائے جگراؤں۔ مدعیان

بنام مسماة شام دیوی دختر چھبامل ذات اگروال سکنہ جگراؤں حال مرہاج تحصیل وضلع فیروزپور مدعا علیہا

مقدمہ مندرجہ بالا میں یہ امر عدالت کے اطمینان کے لئے ثابت ہو گیا ہے کہ مدعا علیہا پر تعمیل سمن اصالتاً ہونی مشکل ہے۔ لہذا بذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہا بتقرر ۱۹ ۵/۴۳ جواب دہی و پیروی مقدمہ اصالتاً وکالتاً یا بذریعہ مختار نہیں کریگی۔ تو اس کے خلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ۱۹ ۴/۴۳ بہ ثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت کے جاری کیا گیا

دستخط حاکم — مہر عدالت

نارتھ ویسٹرن ریلوے

پبلک کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ نارتھ ویسٹرن ریلوے پر ویگنوں کی کافی سہولت مہیا ہو گئی ہیں۔ اور ہر قسم کے مال کی آمد ورفت کے لئے پوری ویگنیں دستیاب ہو سکتی ہیں۔ تاجر اور دیگر حضرات کو پرزور مشورہ دیا جاتا ہے۔ کہ اسٹاک جمع کرنے کے لئے اس موقع سے فائدہ اٹھائیں۔

جنرل منیجر

تہذیبی نسخے

اس کتاب میں کم وبیش دو سو امراض کے علاج کے لئے نادر ونایاب نسخے تجویز کئے گئے ہیں۔ جن کا علاج بعض اوقات ڈاکٹر وحکیم بھی نہیں کر سکتے۔ کتاب میں وہی نسخے درج کئے گئے ہیں۔ جن سے پرانی بڑی بوڑھیاں اپنے بچوں اور بڑوں کا علاج خود کر لیا کرتی ہیں۔ ہر گھر میں اس کتاب کا موجود ہونا ضروری ہے۔ قیمت ۱۲؍

پتہ:۔
دارالاشاعت پنجاب لاہور

Taj Tahir Foundation

حشیشین

انگلستان کے مشہور مصنف سر ہنری شارپ کا یہ معرکہ آرا ناول ہے۔ پانچویں صدی کے اواخر میں شیعان اسمٰعیلیہ کا ایک خاص گروہ ایسا پیدا ہوا جس کے جرائم قتل نے اسلامی ملکوں میں تہلکہ ڈال دیا۔ اس کتاب میں اسی فرقے کے مخفی اسرار و اعمال۔ ان کے عقائد۔ اور اسلامی سلطنتوں کے برخلاف ان کی سازشوں کا ذکر ہے۔ اس کے ساتھ قاسم بن سلیم کا حیرت انگیز ایثار اور جوانمردی۔ عبداللہ قندھاری کی بذلہ سنجیاں سونے پر سہاگہ ہیں۔ یہ کتاب شروع کر کے چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ قیمت ۱۲/

پانچ ہفتے غبارے میں

یہ ناول جولز ورن کی تصنیف ہے۔ اس میں ایک شخص کا بے حد عجیب و غریب قصہ ہے جو ایک غبارے میں بیٹھ کر افریقہ کے براعظم کے سفر پر روانہ ہو جاتا ہے۔ اور طرح طرح کی مصیبتوں میں پڑ کر آخر اپنے سفر کو پورا کرتا ہے۔ جولز ورن کے قصوں میں یہ بڑی خوبی ہے کہ انہیں پڑھ کر دل میں اولوالعزمی اور سیاحت کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ سائنس اور جغرافیہ کی بہت دلچسپ معلومات حاصل ہوتی ہیں۔

سرورق سہ رنگا۔ قیمت ۹/

بدنصیب

فرانس کے مایہ ناز ناول نویس وکٹر ہیوگو کے ناول "لے مزرابیل" (بدنصیب) کا دنیا کے بہترین ناولوں میں شمار ہوتا ہے۔ دنیا کی تمام زندہ زبانوں میں اس کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ اور دارالاشاعت پنجاب نے اسے اردو میں منتقل کرایا ہے۔ قیمت ۱۲/

ملنے کا پتہ

دارالاشاعت پنجاب لاہور

سید حمید علی پرنٹر و پبلشر نے مرکنٹائل پریس لاہور میں چھپوا کر دارالاشاعت پنجاب لاہور سے شائع کیا۔ اڈیٹر سید امتیاز علی تاج

Taj Tahir Foundation

ہندوستان میں سب سے پہلا زنانہ ہفتہ وار اخبار
رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۱

تہذیب النسواں

۱۳۱۵ ہجری
مخترعہ

FATEHPUR

جسے
محترمہ محمدی بیگم صاحبہ مرحومہ اور شمس العلماء مولوی سید ممتاز علی صاحب مرحوم
نے
سنہ ۱۸۹۸ء میں جاری کیا
چندہ سالانہ مع محصول ڈاک ۵ پیشگی

جلد ۴۶	لاہور ہفتہ ۱۹ جون سنہ ۱۹۴۳	نمبر ۲۵

تہذیب نسواں

لاہور ہفتہ ۱۴ جمادی الآخر سنہ ۱۳۶۲ھ

فہرست مضامین

تعلیم یافتہ طبقہ	نور النساء بیگم	۳۸۵
لیل و نہار	حجاب امتیاز علی	۳۸۷
تین راز	سیدہ	۳۸۹
	دلبند علی	۳۹۱
[illegible] دن؟	آصف معین الدین	۳۹۳
ہواخوری	علی احمد خاں	۳۹۵
چند زاویے	قاری	۳۹۷
محفل تہذیب	متفرق	۳۹۸

فریٹ ورک

یہ کتاب ہندوستان میں بے روزگاری اور صنعت و حرفت کی پست حالی سے متاثر ہو کر لکھی گئی ہے۔ اس میں لکڑی۔ دھات زبلوٹ (ایبونائٹ) کے باریک زیبائشی کلکاری کے کام کے متعلق اصولی اور عملی ہدایتیں درج کی گئی ہیں۔ ان ہدایات پر عمل کرنے سے مبتدی چند ماہ کی مشق کے بعد لکڑی کی ہر قسم کی زیبائشی اشیاء بنانا سیکھ سکتا ہے۔ قیمت عہ

ملنے کا پتہ
دارالاشاعت پنجاب۔ لاہور

Taj Tahir Foundation

اطلاع نامہ بنام مدعا علیہ نابالغ و ولی کے
(آڈر ۳۲ قاعدہ ۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی)

بعدالت جناب خان محمد سرفراز خاں ایم-ایس-سی-ایل ایل بی سب جج بہادر کوئٹہ

مقدمہ نمبر ۶ سنہ ۱۹۴۳ء

ڈاکٹر ٹی-آر کنل سکنہ کوئٹہ

بنام مسماۃ دریا ونتی بیوہ باوا رام سنگھ سکنہ کوئٹہ- بھجن ۲ نابالغ ولد باوا رام سنگھ مرحوم سکنہ کوئٹہ
مینگھا ۳ نابالغ ولد باوا رام سنگھ مرحوم سکنہ کوئٹہ

دعوےٰ دلا پانے مبلغ -/692/12 روپے

بنام بھجن نابالغ و مینگھا مدعا علیہ نمبر ۲ و ۳ پسران باوا رام سنگھ مرحوم سکنائے گوردت سنگھ روڈ-کوئٹہ نابالغان مدعا علیہم

ہرگاہ مقدمہ مندرجہ عنوان میں مدعی نے ایک درخواست گزرانی ہے کہ مدعا علیہم نابالغان کا ایک کورٹ گارڈین ولی دوران مقدمہ مقرر کیا جائے۔ لہذا آپ نابالغان بھجن ۲ نابالغ و مینگھا ۳ نابالغ کو اس کی رو سے اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر تعمیل اطلاع نامہ سے مورخہ 29/6/43 کے قبل ایک درخواست اس عدالت میں اپنی جانب سے یا کسی دوست مدعا علیہ نابالغ کے ولی دوران مقدمہ مقرر کئے جانے کی نسبت نہ گزرانو گے تو عدالت کورٹ گارڈین کو نابالغان مذکور کا ولی مقدمہ مذکور کی اغراض کے لئے مقرر کر دے گی۔

آج بتاریخ ۵ جون ۱۹۴۳ء کو بہ ثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم   مہر عدالت

عذرا

انگریزی کے ایک مشہور ناول کا ترجمہ۔ یہ ناول دنیا کی کسی دل چسپ ترین فلم سے بھی زیادہ دل چسپ ہے۔ قیمت ۱۲؍

ملنے کا پتہ

دارالاشاعت پنجاب-لاہور

تعلیم یافتہ طبقہ

(از محترمہ نور النساء بیگم صاحبہ)

خُلق در حقیقت ایک ایسی صفت ہے جو غیر کو اپنا بنا دیتی ہے۔ اور اپنے کو جاں نثار! یہ ہر دلعزیزی کا راز ہے۔ یہ ابن آدم کا حسین ترین زیور ہے۔ مگر افسوس کہ خواتین کا تعلیم یافتہ طبقہ باوجود دعوۂ تہذیب و شائستگی اس زیور کی قدر نہیں کرتا۔ ان پڑھ عورتوں کا تو معاملہ ہی زیر بحث نہیں۔ میں تو ان بہنوں سے مخاطب ہوں۔ جو برے بھلے میں تمیز کر سکتی ہیں۔ لیکن خلق کے معاملہ میں بے حد کوتاہی کرتی ہیں:۔

خوش مزاجی انسان کے جسم و روح پر جو خوشگوار اثر ڈالتی ہے۔ وہ دور اندیش بہنوں سے پوشیدہ نہیں۔ خوش مزاج اپنے گرد و پیش کے ماحول کو بھی مسرت سے لبریز کر دیتا ہے +

مغموم شخص کے احباب اپنی مسرتوں پر پردے پڑے ہوئے محسوس کرتے ہیں۔ دکھی لوگوں کو اپنے خویش و اقارب کے جذبات کا احترام ملحوظ نہیں ہوتا:۔

شرم و حیا انسانیت کا اعلیٰ جوہر ہے۔ لیکن اس آزادی کے زمانے میں شرم و حیا کے پرانے اصولوں کی جس طرح مٹی پلید ہو رہی ہے۔ وہ روز روشن کی طرح آشکارا ہے۔ اب تو اعلےٰ طبقے کی تعلیم یافتہ خواتین پرانی حیا داری کو دقیانوسیت اور رجعت پسندی سمجھتی ہیں۔ اس کا ذکر آئے تو سختی سے کنارہ کش ہو جاتی ہیں۔ ان کے نزدیک شرم و حیا کا تعلق صرف جہلا سے ہے۔ اس صفت کی من گھڑت تعریفوں سے قطع نظر کر کے وہ حقائق پر نگاہ دوڑائیں۔ تو انہیں معلوم ہو۔ کہ جہاں شرم و حیا نہیں۔ وہاں خودی اور خودداری مردہ ہو چکی ہے +

ایک اور خرابی جو تعلیم یافتہ طبقہ میں روز افزوں ترقی پر ہے۔ وہ خوشامد ہے۔ ہر صاحب اقتدار کی خوشامد ——— صرف آمدنی یا ترقی کی امید پر ——— نازیبا اور ناجائز ہے۔ ایک تو اپنے غرور نفس کے پرخچے اڑجاتے ہیں۔ دوسر خوشامد پسند شخص اپنے قریب کسی راست باز صاف گو اور شفاف دل انسان کو پھٹکنے تک نہیں دیتا۔ اور یوں حق اور راستی کا گلا گھٹ جاتا ہے۔ یہ وبا تعلیم یافتہ طبقہ میں عام ہے حالانکہ علم خوشامد کا دشمن ہے ——— وہ علم جس کے غرور اور طنطنے نے بڑے بڑے شہنشاہوں سے خراج حاصل کیا ہے +

اس چمنستان کا ایک اور کانٹا حسد ہے کسی کی آسودگی و ترقی کو دیکھ کر جل جانا اور اسے ضرر پہنچانے کی سبیل سوچنا حاسدوں کا خاصہ ہے۔ در اصل حسد حاسد کی بزدلی اور مزاج کی کمزوری پر دلالت کرتا ہے +

Taj Tahir Foundation

سطحی طور پر دیکھنے والے عوام جب علم کو حسد۔ خوشامد۔ غصہ۔ بدخلقی اور قابل اعتراض آزادروی کا پتہ دار سمجھنے لگتے ہیں۔ تو طبعی طور پر وہ علم سے بیزار ہو جاتے ہیں اور اگرچہ علم کے متعلق ان کا اندازہ سراسر غلط فہمی پر مبنی ہوتا ہے۔ مگر بایں ہمہ وہ ہر جگہ علم کی مخالفت کرتے ہیں۔ اور تعلیم کو عورت کے لئے اس درجہ ضرر رساں سمجھنے لگتے ہیں جیسے پھول کے لئے شعلہ!

علم کے غرّے میں غصہ کی آخری حدود پھاند جانا بھی انتہا درجہ کی کم ظرفی ہے۔ حلم بہر حال غصے سے بہتر ہے۔ مغلوب الغضب ہو کر ناممکن الاصلاح غلطیوں کا ارتکاب قدرتی ہے۔ درگزر اور عفو نے بڑے بڑے بدراہوں کو صراطِ مستقیم پر لگایا ہے۔ اور غصہ ایک ایسی لعنت ہے۔ جو اپنوں کو بھی بیگانوں میں بدل دیتی ہے۔

الغرض تعلیم یافتہ طبقہ میں معدودے چند نفوس ایسے ہیں۔ جو عالم ہونے کے بجائے پرانے زمانے کے کوتوال کا فرض ادا کرنے لگتے ہیں۔ تعلیم بذاتہ ایک بہت بڑی نعمت خداوندی ہے۔ لیکن جو تعلیم انسان کو مکمل نہ بنا سکے۔ اور آدمیت کا رہا سہا شرف بھی چھین لے۔ وہ ناکارہ ہے۔

اگرچہ بزرگان قوم کا یہ قول بالکل غلط ہے۔ کہ اس بے راہ روی کا الزام صرف تعلیم یافتہ لوگوں پر عائد ہوتا ہے۔ لیکن اس سے بھی انکار نہیں کیا جاتا۔ کہ اکثر لڑکیاں اپنی گزشتہ پاکیزہ تربیت کو اعلیٰ تعلیم کے شغف میں فراموش کر بیٹھتی ہیں۔ والدین کا فرض ہے۔ کہ وہ گھر کا ماحول صاف ستھرا رکھیں۔ معلمین کا فرض ہے۔ کہ وہ تعلیم گاہ کے گردوپیش کو پاکیزہ رکھیں۔ کیونکہ لڑکیاں کیا۔ ہر ذی حس جاندار اپنے ماحول سے بہت جلد اور بے حد شدت سے متاثر ہوتا ہے۔ ان کی زندگی کے ہر شعبے کو افادیت کے سانچے میں ڈھالنا چاہئے۔ تاکہ فارغ التحصیل ہو کر وہ قوم کے سامنے نمونہ بن کر آ سکیں۔ نظام حیات کے ردوبدل میں ان کا معتد بہ حصہ ہو اور ان کی صیقل شدہ روحوں کی چمک سے جہل کے اندھیرے چکاچوند ہو کر رہ جائیں۔

کون جانے روح کے پردوں میں کیا مستور ہے\
آج تک تو لوگ کہتے ہیں خدا کا نور ہے

ابھر آئیں گے خود بخود مینار۔\
پہلے بنیاد استوار کریں

موت جب آئے گی دیکھا جائیگا۔\
زندگانی زندگانی کیا کروں

ندیم

لیل و نہار

(از حجاب امتیاز علی)

۲۲ مئی سنہ ۴۳ء ساحل مدراس

صبح آنکھ کھلی تو آسمان تراشیدہ نیلم کی طرح ہو رہا تھا۔ اور آفتاب کی نارنجی شعاعوں سے کمرہ جگمگا رہا تھا+ میں نے قرآن مجید کی ایک سطر پڑھی۔ سرد غسل کیا۔ ساڑھے نو بجے باہر چلی گئی۔ آج بھائی جان حمید علی کو تھیاسوفیکل لاج کی سیر کرانی تھی+ برسوں بعد میں نے یہ جگہ دیکھی۔ مسجد دیکھی۔ مندر دیکھا۔ اور چرچ بھی! پہلے وہاں بیسیوں یورپین یوگی گیروے لباس میں نظر آجاتے تھے۔ آج کوئی نظر نہ آیا۔ شاید جنگ کی وجہ سے سب کے سب روپوش ہو گئے ہوں۔ کچھ دیر بعد ہم وہاں پہنچ گئے۔ جہاں ہندوستان کا دوسرا سب سے عظیم الشان بڑ کا درخت ہزاروں سال کی پراسرار داستانیں اپنے تنے میں چھپائے اطمینان سے کھڑا ہے۔ اس بوڑھے درخت کی لمبائی اور چوڑائی اس قدر زیادہ ہے۔ کہ برسوں پہلے میں نے اس لاج کی سلور جوبلی کے موقع پر اس کے سکون بخش سائے میں ایک لاکھ ممبروں کو دیکھا تھا۔ جو اس تقریب میں شریک ہونے کے لئے دنیا کے مختلف حصوں سے آئے تھے+ اس کی بے تحاشہ لمبی ٹہنیوں کے سائے میں کئی مشہور فلاسفر اور ماہران روحانیت محو فکر رہ چکے ہیں۔ اس کے متعلق لکھا ہوا تھا۔ کہ یہ درخت روحانی طریق پر نشو و نما پا رہا ہے۔ اور بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ یہ پڑھ کر میں نے اس کی ٹہنیوں کو چھو کر دیکھا۔ کاش مرے زبان ہوتی! ——

کچھ دیر بعد میں نے مڑ کر دیکھا۔ تو سرو کے وسیع جنگل کے پس منظر میں گرجنے والے سمندر کا ایک گہرا نیلا ٹکڑا آسمان سے ٹکراتا ہوا نظر آیا+ میں والہانہ انداز سے اس تصویر منظر کو دیکھتی رہی۔ پھر اینی بیسنٹ اور لڈ بیٹر کی قبروں پر چلی گئی۔ اور فاتحہ پڑھی۔ لڈ بیٹر سے مجھے ہمیشہ عقیدت رہی ہے۔ دونوں کی قبروں کا رنگ گہرا سرخ ہے جس پر ساحلی آفتاب کی تیز شعاعیں بڑی گستاخی سے چمک رہی تھیں۔

کچھ دیر بعد ہم ایک ننھی سی پگڈنڈی سے ہوتے ہوئے سمندر کے کنارے پہنچ گئے۔ دن کے ساڑھے گیارہ بجے غصیلا گرم آفتاب سر پر تھا۔ سنہری ریت جگمگا رہی تھی۔ اور سمندر؟——

وہ کناروں پر بادلی رنگ کا تھا۔ پھر ہلکا سبز پھر ہلکا فیروزی۔ اور پھر جہاں افق جگمگا رہی تھی وہاں گہرے بنفشہ کے رنگ کا ہو گیا تھا۔ اتنا نیلا کہ اتنا کبھی آسمان بھی نہیں ہوتا! بھائی جان سید حمید علی سلمیٰ کا ہاتھ تھامے پانی میں اتر گئے۔ ریحانہ اور یاسمین سیپیاں چننے لگیں۔ لیکن آپا اور میں ریت کے ایک ننھے سے ٹیلے پر سرو کے سائے میں چپ چاپ بیٹھ

Taj Tahir Foundation

گئیں - ساڑھی کے آنچل میں جا بجا کانٹے اُلجھ گئے تھے - دل میں ایک ٹیس سی اٹھتی تھی - اور خیال بچے کی طرح مچلا ہوا تھا - کتاب زندگی کے ورق عجیب طرح کھلے ہوئے تھے - میں آہیں بھرنے لگی - تو آپا حیران ہو کر مجھے دیکھنے لگیں - انہیں زندگی کا مطالعہ کرنے کی بہت کم فرصت ملتی ہے - ورنہ تحیر کی کوئی وجہ نہ تھی ؛

ڈیڑھ بجے واپس آکر لنچ کھایا - ڈاک دیکھی - ت کو خط لکھا - تین بجے نماز ظہر اور قرآن مجید کی اِک سطر پڑھی - جھانک کر نیلے آسمان کو دیکھا - پھر دور افق پر نگاہ ڈالی - اتنے میں معلوم ہوا - کہ بھائی جان سید حمید علی اور آپا کو تفریح کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے - مجھے ان کے ساتھ باہر جانا پڑا - بھائی حمید علی نے آخر کار ہی کے رنگ کا ڈریسنگ گون خرید ہی لیا - نجمہ اور سلمیٰ نے نجانے کیا خریدا! میں نے دو چار ہلکی پھلکی ساحلی ساڑھیاں خریدیں - چائے اِک کیفے میں پی ؛

شام کو ۷ بجے کی ٹرین سے بھائی حمید علی اوٹاکمنڈ چلے گئے - موسم نہایت فرحت بخش ہے - ہواؤں میں دل پسند خنکی ہے - اور سمندر میں تلاطم!

---

۲۴ مئی سنہ ۴۳ء ساحل مدراس

کل شام مسز نذیر حسین مجھے کلب لے گئیں - واپسی میں کچھ دیر کار ٹھہرا کر ہم سمندر کی موجیں گنتی رہیں ؛

آج حُسنہ ریحانہ کو کپڑے خریدنے تھے - سلمیٰ اور نجمہ کو بھی کسی ایک سنگار کی اشیاء کی ضرورت تھی - آج اسماء بھی انسانی ہڈیوں کے مطالعہ کو تھوڑی دیر کے لیے ملتوی کر کے ہمارے ساتھ باہر چلنے پر رضامند ہو گئیں ؛

بڑا واہیات دن گزرا - صبح ساڑھے نو بجے سے شام کے چار بجے تک شاپینگ میں بسر ہو گیا - لنچ او - پی - ڈی میں کھایا - آئس کریم کلمینگ کو کیفے میں کھائی - تکان کی وجہ سے سب کے سب کچھ مضمحل سے ہو گئے - دن کے وقت گرمی آج نسبتاً زیادہ محسوس ہوتی رہی - واپس آکر سمود غسل کیا - نماز اور قرآن مجید کی پانچ سطریں پڑھیں - ڈاک دیکھی - بھائی جان سید حمید علی کا خط اوٹاکمنڈ سے آیا ہے - وہ جنوب کی سیر میں مصروف ہیں - ت کو اک طویل خط لکھا - پھر بالکنی پر آپا کے پاس جا بیٹھی - وہ چند پرانے خطوط نکال کر دیکھ رہی اور متاثر ہو رہی تھیں میں بھی ان کے آنسوؤں میں شریک ہو گئی - اس پر سلمیٰ اور اسماء ہنس پڑیں - دبی زبان میں کہا - کہ جدید تہذیب اور ہمارا موجودہ انتہائی مصروف تمدن پُرانی یادوں پر آنسو بہانے کی اجازت نہیں دیتا - بلکہ مستقبل اور حال پر نگاہ رکھنے کا قائل ہے - مجھ سے خیال پرست انسان کے لیے

Taj Tahir Foundation

یہ فقرے اجنبی تھے۔ پھر تو ع

زندگی کاہے کو ہے خواب ہے دیوانے کا۔

اتنے میں ڈاکٹر علام کے آنے کی اطلاع ملی۔ اور میں نیچے اتر آئی۔ وہ دیر تک بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ ان کے جانے کے بعد میں ڈک چیئر پر لیٹی تارے گنتی اور متاثر ہوتی رہی۔ کھانے کے دوران میں کئی دفعہ ہنسی!

رات نہایت خوابناک ہو گئی ہے۔ بادل ہیں معطر ہوائیں ہیں۔ اور "چینی نزاکت" کی کلیوں کی نکہتوں سے کمرہ مہک رہا ہے۔ دور افق میں ناریل کے فلک بوس درختوں کے پیچھے بجلی رہ رہ کر چمک اٹھتی ہے!

---

۲۸ مئی سنہ ۱۹۴۳ء ساحل مدراس | یاسمین میں کیا مذاق سلیم پیدا ہو گیا ہے۔ آج صبح نیلی نیلی گھٹاؤں کو دیکھ کر کہنے لگی۔ کہ "ایسے سہانے وقت میں سمندری غسل بہترین مشغلہ ہوگا"۔ اس وقت میں کئی دنوں کی چھٹی کے بعد تحریری کام کے لئے بیٹھی تھی۔ مگر اس کا یہ فقرہ سن کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ سلمہ جسنہ اور میں اور نجمہ ساحل پر چلے گئے۔ ریحانہ اور یاسمین دیر تک سمندری موجوں میں نہاتے رہے۔ پہلے بادبانی کشتیوں کا رنگ سفید ہوا کرتا تھا۔ اب سیاہ بادبان ہوتے ہیں۔ بارہ بجے واپس آئے۔ ڈاک دیکھی۔ ث کو خط لکھا۔ اور غسل کے بعد لنچ کھایا۔

تقریباً تمام دوپہر میں نے آسمان کو تکنے میں بسر کر دی۔ پھر دور افق میں ناریل کے چمکیلے پتوں کو مرکز نگاہ بنایا۔ میری آنکھوں میں تو آنسو آ گئے۔ شام کی چائے کے بعد پنکھے کے نیچے بیٹھ کر تھوڑا سا تحریری کام کیا۔ ایک اعصابی ٹکیہ گھول کر پی۔ مغرب کے وقت ڈاکٹر علام ملنے آ گئے۔ پونے آٹھ بجے کپڑے بدلے۔ میں اور آپا مسٹر اور مسز نذیر حسین کے ہاں کھانے پر چلی گئیں۔ مسز نذیر حسین نے ہلکے سبز رنگ کی ساڑھی پہن رکھی تھی۔ اور باقی سب مہمان نہایت دلچسپ اور خوش مذاق تھے۔ واپسی میں سخت تاریکی تھی۔ اور راستہ نہایت طویل۔ واپس آ کر آسمان کو دیکھا۔ تو بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ اور بجلیاں چمک رہی تھیں۔ میں اور آپا کچھ دیر کے لئے بالکنی کی کرسیوں پر بیٹھ گئیں۔ اب نماز اور قرآن مجید کی پانچ سطریں پڑھ کر ایک بجے سو جاؤں گی۔

تین راز

(از محترمہ سیدہ صاحبہ)

چہرے کی شگفتگی قائم رکھنے کے لئے صرف تین چیزوں کی طرف آپ کی توجہ درکار ہے۔ سب سے اول اپنا ہاضمہ درست کیجئے۔ دوسرے اپنی تمام تر کوشش تفکرات سے کنارہ کشی

Taj Tahir Foundation

اختیار کرنے میں صرف کیجئے۔ تیسرے صبح کی طویل چہل قدمی کو کبھی فراموش نہ کیجئے۔ صرف ایک دن کے لئے نہایت پابندی اور مستعدی سے ان تینوں باتوں پر عمل کر کے دیکھئے آپ کو اپنی گزشتہ اور موجودہ صحت میں زمین آسمان کا فرق نظر آئے گا۔

امریکہ میں سیکڑوں عورتیں ان تین باتوں پر عمل کر کے قابل رشک صحت کی مالکہ بن گئی ہیں۔ یہاں یہ ذکر خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ کہ ہالی وڈ کی بے شمار مشہور ایکٹرسیں اپنی صحت اور خوبصورتی کی ترقی و نشو و نما کے لئے انہیں قدرتی طریقوں پر عمل پیرا ہوتی ہیں۔

درحقیقت ان کا یہ نظریہ درست ہے کہ ہاضمہ ٹھیک ہونے سے جسم میں خون کی روانی درست رہتی ہے۔ اور خون کی صحیح گردش ہی صحت اور تندرستی کی حقیقی ضامن ہے!

ہاضمہ کی خرابی سے بال روکھے اور چہرہ کملایا ہوا نظر آتا ہے۔ جلد کھردری اور خشک ہو جاتی ہے۔ یہ کھوئی ہوئی شگفتگی کریموں اور پاوڈروں کے استعمال سے واپس نہیں لائی جا سکتی!

لیکن یہ سوال قابل حل ہے۔ کہ ہاضمہ کو کیسے درست رکھا جائے؟ کیا روز چورن پھانکا جائے؟ یا ہر مہینے مسہل لیا جائے؟

نہیں صرف اپنی غذا کی طرف متوجہ ہو جیئے ہر روز بے شمار روغنی اجزا کے ساتھ کوئی نہ کوئی سبزی اور پھل کافی مقدار میں استعمال کیجئے۔ پالک کھٹا پالک۔ ٹماٹر۔ مولی۔ پیاز ہرا دھنیا۔ پودینہ۔ لیموں۔ کھیرا وغیرہ نہایت مفید سبزیاں ہیں۔ ان چیزوں کو خصوصیت سے غذا میں شریک کر کے دیکھئے۔ آپ کا ہاضمہ بالکل درست ہو جائے گا۔ اور تندرستی میں حیرت انگیز اضافہ ہوگا۔ چند ہی روز بعد آپ اپنی روح میں اور اپنے چہرے پر نئی زندگی کی جھلکیاں محسوس کریں گی۔

سوچ۔ فکر۔ رنج۔ غم اور اداسی میں گھرے ہوئے انسان کا چہرہ خزاں زدہ سا ہو جاتا ہے۔ ان حالتوں میں جسم کے اندر ایک قسم کا تیزابی مادہ پیدا ہو جاتا ہے۔ جو اعصاب کو ضعیف کر دیتا ہے۔ بال جھڑنے لگتے ہیں یا قبل از وقت سفید ہو جاتے ہیں۔ یہ اس کے اولین اثرات ہیں! اس کا ہاضمہ پر بھی بہت ہی برا اثر ہوتا ہے۔

لیکن اب آپ سوال کریں گی۔ کہ افکار کو کس طرح دور کیا جائے! ان سوالوں کا جواب بہت کٹھن ہے۔ اس کے لئے صرف ایک طریقہ کارگر ہو سکتا ہے۔ اور وہ ہے دکھ سکھ۔ رنج و غم۔ ہنسی۔ خوشی غرض ہر چیز کو خدا کی دین سمجھ کر اس کا خیر مقدم کرنا اور ہمیشہ

Taj Tahir Foundation

مسرور و مطمئن رہنے کی کوشش کرنا دوستوں اور سہیلیوں سے گپ شپ میں وقت گزارنا۔ اطمینان بھی ایک قسم کا حسن ہے۔ اور حسن کو قائم رکھنے میں بہت بڑا معاون!

سحر خیزی اور چہل قدمی ایک قسم کی سرور انگیز اور ہلکی سی ورزش ہے۔ اطبا۔ وید اور ڈاکٹر اس امر پر متفق الرائے ہیں۔ کہ ہاضمہ کی درستی اور اسے صحیح حالت میں قائم رکھنے کے لئے صبح خیزی اور چہل قدمی معدے کی کئی دواؤں سے ہزار درجہ بہتر ہے۔

مشہور امریکن سرجن ڈاکٹر میکفیڈن کا دعوےٰ ہے۔ کہ سحر خیزی اور صبح سویرے کی قابل برداشت طویل چہل قدمی ہر مرض کی دوا ہے۔ اگر آپ کو زکام ہو۔ تو دو دن کھلی ہوا میں ٹہل کر دیکھئے زکام فوراً جاتا رہے گا۔ تپ دق جیسے موذی مرض کے لئے ٹہلنا مفید اور ضروری بیان کیا ہے۔ بلکہ اس جان لیوا بیماری کے ابتدائی ایام میں چہل قدمی اس مرض کی بہترین دوا قرار دی گئی ہے۔

صبح سویرے ٹہلنے کے بہت سے فوائد ہیں۔ بھوک خوب کھل کر لگتی ہے اور غذا اچھی طرح ہضم ہو کر جزو بدن بن جاتی ہے۔

زمانہ بدل رہا ہے۔ اب ہماری بہنوں کو بھی چاہئے۔ کہ وہ بھی زمانے کا ساتھ دیں۔ صحت کی حفاظت کے لئے ہر قربانی لازمی ہے۔ اور صحت و تندرستی کی طرف سے لاپروائی گناہ کے مترادف ہے۔

یاد رہے کہ بغیر ٹہلے حسن اور صحت کا قائم رکھنا ممکن نہیں۔ کھلی فضاؤں میں آپ جس قدر گھومیں گی۔ اتنا ہی قدرت آپ کو صحت اور حسن بخشے گی۔

نظام امن

(یونائیٹڈ سٹیٹس آفس آف وار انفارمیشن)

(از جناب دلبند علی صاحب لاہور)

کولمبیا یونیورسٹی کے سوشل فلاسفی کے پروفیسر "اڈیورڈ سی لنڈیمن" نے سوشل تحقیق کے نیو سکول میں یہ اعلان تمام دنیا کو براڈ کاسٹ کیا۔ کہ ایک عام انسان جنگ کے بعد قوت اور حقیقت چاہتا ہے۔ لوگ مستقبل میں ذیل کے نکتوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ یہ جاننا چاہتے ہیں۔ کہ بحالت جوانی انہیں مستقل ملازمت۔ روز کی گھریلو زندگی بسر کرنے اور تلاش مسرت کے لئے جمہوریت کے وعدہ کردہ ذرائع میں کون سا ذریعہ اختیار کرنا ہوگا۔

اگر وہ بوڑھے ہیں۔ تو وہ یہ جاننا چاہتے ہیں۔ کہ حیات نو کی قدرتی آفتوں یعنی غیر یقینی زندگی اور ڈر میں رہنے پر مجبور ہوں گے۔

Taj Tahir Foundation

یا امن کی زندگی بسر کریں گے۔ وہ یہ جاننا چاہتے ہیں۔ کہ تعلیم اور نسلی اختلاف کے کون سے مواقع مستقبل کی زندگی میں ملیں گے۔

لیکن انسانی خواہشات میں سب سے اہم سریع اور بیش بہا خواہش یہ ہے۔ کہ کیا آئندہ دنیا میں امن و امان قائم رہے گا۔ بہت سے حالات میں ان کی ضروریات اور خواہشات ابھی مختلف ہیں؀

ان میں اس سمت کا احساس تو ہے۔ کہ وہ کس جانب حرکت کریں گے۔ لیکن ابھی انہوں نے اس کا تفصیلی نقشہ نہیں کھینچا۔ مگر جب کبھی انہیں اس سمت کے متعلق مذاکرہ کرنے کا موقع ملتا ہے۔ تو وہ جبلی طور پر تفصیلات کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ وہ مستقبل میں ایسے اقتصادی نظام کے خواہاں ہیں۔ جو ہمیں پیداوار بڑھانے والی نئی ایجادات سے استفادہ کرنے کے قابل بنا سکے۔ وہ ایک ایسا اقتصادی نظام چاہتے ہیں۔ جو لازوال ہو۔ اگر انفرادی معاملات کا کواپریٹو اور گورنمنٹ کی مدد سے ہاتھ بٹایا جا سکے۔ تو یہ حالت انہیں خوفزدہ نہیں کر سکتی۔ وہ تو یہ چاہتے ہیں۔ کہ دیانتداری سے کام کرنے کا موقع ہاتھ آئے۔ اچھی تنخواہ پائیں۔ عمدہ گھر میں رہیں۔ اچھی خوراک کھائیں آمدنی اور ثقافتی سہولتوں سے مستفید ہوں اور بے روزگاری۔ بیماری اور بڑھاپے کے ہولناک افکار سے آزاد ہو جائیں؀

دوسرے جہاں تک لوگوں کی تعلیم کا تعلق ہے۔ وہ یہ چاہتے ہیں۔ کہ تعلیمی مواقع اختیارات کی بجائے صفات کو مدنظر رکھ کر بہم پہنچائے جا سکیں۔ اور وہ ایسی تعلیم چاہتے ہیں۔ جو روزی کمانے اور محنت سے کام کرنے کے قابل بنانے والی تعلیم اور زندگی کی صحیح منزلوں نیز سچائی۔ انصاف اور حسن کے انتخاب میں مدد دینے والی تعلیم میں توازن قائم رکھ سکیں؀

الغرض لوگ یہ چاہتے ہیں۔ کہ امن و امان کے مسئلہ کو عملی جامہ پہنایا جائے۔ ان چند اصولوں کے متعلق انہوں نے کچھ فیصلے بھی تقریباً طے کر لئے ہیں۔ جن کے سہارے امن و امان قائم رہ سکے گا۔ وہ چاہتے ہیں۔ کہ جنگ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے۔ پس وہ دنیا میں اس قسم کی گورنمنٹ کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جو سب سے پہلے جنگ کو ختم کرنے کی اسکیم بنائے۔ اور دوسری قوموں کے ان متنازعہ فیہ مسائل کو سنبھالنے پر قادر ہو۔ جو اول اول نزاع اور بعد میں جنگ پر منتج ہوتے ہیں۔ وہ اس بات پر اصرار نہیں کرتے۔ کہ یہ قدیم تاریخی مسائل پہلے ہی سے طے کر لئے جائیں۔ اور انہیں قیام امن کی شرائط قرار دیا جائے۔ لیکن جس چیز پر وہ زور دیتے

ہیں۔ وہ یہ ہے۔ کہ بیان کردہ مقاصد کے حل کرنے کے لئے ابھی سے ایک نظام سوچ لیا جائے ٭ (ترجمہ)

دیوی کون؟

(از محترمہ آصف معین الدین صاحبہ)

پتاجی اسیر گڑھ کے زمیندار تھے۔ میں ان کی اکلوتی بیٹی تھی۔ شہر کی سب سے بڑے بورڈنگ میں رہ کر ایف اے پاس کر لینے کے بعد جب میں گاؤں واپس آئی۔ تو خیالات کے ساتھ ساتھ میری دنیا بھی بڑی حد تک تبدیل ہو چکی تھی۔ میں گاؤں کی لڑکیوں کے ساتھ گڑیوں کی شادی کرنے والی اور ساون کے دنوں میں دریا کے کنارے آم کے پیڑوں پر جھولتا جھولتے ہوئے "جھولا کن نے ڈالا ری امریاں" گانے والی سادہ لوح دیہاتی لڑکی نہ تھی۔ بلکہ شہر کے ایک بڑے کالج کی تعلیم یافتہ۔ روشن خیال اور ترقی پسند سوسائٹی کی ایک رکن تھی۔ مغربی تمدن۔ خیالات اور طرز معاشرت کی دل و جان سے شیدا تھی۔ اسیر گڑھ میں میری دلچسپی کا کوئی سامان نہ تھا۔ گنوار اور سیدھی سادی تہذیب جدید سے بالکل بے بہرہ لڑکیوں میں خوش رہنا میرے بس کی بات نہ تھی۔ میں نے اچھی سوسائٹی کی کمی اخبارات و رسائل سے نیز دیہات کی سیر سے پوری کرنا شروع کی ٭

انگلستان اور امریکہ کے جتنے اچھے اچھے انگریزی رسائل تھے۔ وہ سب کے سب میرے پاس آتے تھے۔ مجھے اپنے وسیع معلومات پر بڑا فخر تھا۔ میں اکثر ان کی شان اور جدت طراز کا مقابلہ ہندوستان کے رسائل اور اخبارات سے کرتی۔ اور سوچا کرتی۔ کہ خداوندا کیا ہمارا ہندوستان بھی کبھی ایسے اچھے اچھے اخبارات ورسائل پیش کر سکے گا؟

ایک روز علی الصبح چہل قدمی کرتے ہوئے اپنے خیالات میں محو چلی آ رہی تھی۔ سردی سخت تھی۔ موٹا فر کا گھٹنوں تک کوٹ اور اونی گلوبند بھی سردی سے بچانے کے لئے ناکافی ثابت ہو رہے تھے نیم برہنہ کسانوں کو اس قدر سردی میں کام کرتے ہوئے دیکھ کر اور چھوٹے چھوٹے برہنہ بچوں کو جن کے ہاتھ پیر گویا بانس کی طرح پتلے تھے۔ لیکن پیٹ باہر نکلے ہوئے تھے۔ میرے دل کو ایک دھکا سا لگا ٭

کہہ چکا یہ ملک ترقی کرسکتے ہیں۔ ملک کی ترقی کا انحصار بچوں پر ہے۔ جس ملک کے بچوں کی حالت بیسویں صدی میں بھی ایسی ناگفتہ بہ ہو۔ بھلا وہ کیا خاک ترقی کرے گا کیا خاک کرے گا؟ آہ! کیا یہی وحشی اور نیم حیوان

بچے ملک کی ترقی میں معاون ثابت ہوں گے؟
—— اور یہ کسان بھی —— زمانہ بدل چکا
لوگ بدل چکے خیالات بدل چکے۔ لیکن نہ بدلی
تو ہندوستانیوں کی ذہنیت۔ دنیا پر سائنس
حکومت کر رہی ہے۔ منٹوں میں کلوں کے ذریعے
ہل چلانے کا طریقہ دریافت ہو کر پرانا بھی
ہو چکا ہے۔ لیکن ہمارا ہندوستانی کسان اس
بات سے بالکل ناواقف سر جھکائے ہل اور
بیل لئے ہوئے اپنے بزرگوں کے نقش قدم
پر چلا جا رہا ہے ؛

تہذیب جدید سے بالکل بے بہرہ نیم برہنہ
کسانوں اور مزدوروں کو شام کے وقت چوپائے
پرگیں ہانکتے دیکھ کر جب میں یورپ کی کسان
سبھا اور مزدور سبھا کا خیال کرتی۔ تو مجھے اپنے
ہندوستانی ہونے پر بہت افسوس ہوتا ہے ؛

اور دیہات کی عورتیں؟ آہ! اب بھی
ان کی دنیا چولھے اور چکی تک ہی محدود ہے۔
روٹی پکانے پانی بھرنے اور بچے پیدا کرنے
کے سوا وہ نہیں جانتیں کہ دنیا میں کوئی کام
بھی ہے ؛

یہاں کے مدرسوں کا دقیانوسی اور ناقص
طریقۂ تعلیم دیکھ میرا خون کھولنے لگتا۔ کہتے ہیں
ہندوستان کے عروج کا انحصار بڑی حد تک
یہاں کے گاؤں کی ترقی پر ہے۔ جب تک یہاں
کے لوگوں کی ذہنیت تبدیل نہ ہوگی۔ اور
یہ ہر بات میں یورپ کی تقلید نہ کریں گے۔
ہندوستان ترقی نہیں کر سکتا۔ نہیں معلوم
یہ قوم کے لیڈر کیا جھک مار رہے ہیں۔ گورنمنٹ
ہزاروں روپیہ دیہات سدھار پر خرچ کرتی
ہے۔ روزانہ نئے نئے قانون وضع کئے جاتے
ہیں۔ نئی نئی اسکیمیں بنتی ہیں۔ جبری تعلیم کا
قانون پاس ہو گیا ہے۔ مگر نتیجہ وہی ڈھاک
کے تین پات۔ جدھر نظر اٹھاؤ نیم برہنہ مزدور
اور کسان جاہل عورتیں جن کے خیالات اندھیری
رات کی طرح سیاہ ہیں۔ اور سردی میں ٹھٹھرے
ہوئے بہتی ہوئی ناکوں والے نیم برہنہ
بچے نظر آئیں گے۔ میں پیدا بھی اسی ماحول
میں ہوئی۔ اور شاید مروں گی بھی اسی ماحول
میں۔ کہتے ہیں دنیا میں انقلاب بھی کسی چیز
کا نام ہے —— اونہہ ہوگا ہمیں کیا۔ یہاں
تو وہی یکساں زندگی ہے ؛

میں انہیں خیالات میں محو چلی جا رہی
تھی۔ کہ "مائی ایک پیسہ" کی آواز نے مجھے چونکا
دیا۔ نظر اٹھا کر دیکھا۔ تو سات آٹھ سال کا
ایک بچہ قمیص سے بے نیاز۔ صرف ایک پھٹی
ہوئی دھوتی پہنے ہاتھ پھیلائے کھڑا تھا۔ اس
کے گھٹنے پر ایک بڑا سا زخم تھا۔ جس میں
پیپ پڑ گئی تھی ؛

میری آنکھوں میں خون اتر آیا۔ فقیروں
سے مجھے ہمیشہ سے چڑ رہی ہے۔ گداگری ہندوستان

کی بے شمار لعنتوں میں سے ایک ہے۔ ہندوستان کے کسی کونے میں بھی آپ چلے جایئے۔ فقیروں سے کوئی جگہ خالی نظر نہ آئے گی۔ انسداد گداگری کے سلسلے میں روزانہ جلسے ہوتے ہیں لیکن کیا مجال جو ان کم بختوں کی ٹولیوں میں کمی آجائے خصوصاً شہروں میں تو ان سے کہیں نجات نہیں مل سکتی۔ جدھر نظر اٹھایئے اچھے مسٹنڈے فقیر ہاتھی جیسا جسم لیئے اور توند ہلاتے ہوئے "مائی ایک پیسہ" کی صدا لگاتے ہوئے نظر آئیں گے۔ سونے پر سہاگہ یہ کہ چھوٹے چھوٹے بچے ہیں جنہیں بچپن ہی سے مانگ کر کھانے کی عادت ڈالی جاتی ہے۔ جو نہیں جانتے۔ کہ دنیا میں خودداری بھی کوئی شے ہے۔ جب ذرا سی محنت سے انہیں روٹی اور پیسہ مل جاتا ہے تو وہ کیوں محنت کرنے لگے۔ میں تو جب کبھی کسی فقیر کو دیکھتی ہوں۔ میرا خون کھولنے لگتا ہے۔ بے اختیار دل چاہتا ہے۔ کہ اپنے جوتے سے اس کا سر توڑ دوں۔ اور اس طرح اس کے منہ سے نکلنے والی "مائی ایک پیسہ" کی آواز کو ہمیشہ کے لئے خاموش کر دوں؛ (باقی آئندہ)

قعرِ دریا سے اٹھی اور مٹ گئی۔
زندگی ہے موجۂ آبِ رواں؛
ندیم

ہواخوری

(از جناب ڈاکٹر علی احمد خانصاحب ایم۔بی۔ایچ لاہور)

آج کل عالمگیر گرانی نے زندگی اجیرن کر رکھی ہے ہر معاملہ میں کفایت شعاری کی ضرورت لاحق ہو رہی ہے۔ خصوصاً دوائیں تو بے حد گراں ہو گئی ہیں اور بدیسی دوائیں گراں سے بھی گراں تر۔ ان صبر آزما حالات میں کیا یہ ضروری نہیں۔ کہ ہم قدرت کے اصولوں کی پیروی کریں۔ اور ایسا طریق کار عمل میں لائیں جس سے بیماری جیسے عذاب سے بہت کم دوچار ہونا پڑے۔ اس کے لئے دانایان ہند نے حسب ذیل اصول وضع کئے تھے:-

نام ماہ	کیا کام کرنا چاہیے
چیت، بیساکھ	سیر و تفریح
جیٹھ، اساڑھ	روزانہ دن کو ایک گھنٹہ سونا
ساون، بھادوں	روزانہ نہانا
اسوج، کاتک	تھوڑا اور ٹھنڈا کھانا
مگھر، پوس	روئی کے گرم کپڑے پہننا
ماگھ، پھاگن	تمام بدن پر تیل کی مالش کرنا

جو شخص ان قدرتی اصولوں پر عمل کرے گا۔ اس کی صحت برقرار رہے گی۔ اور اسے علاج معالجے کے لئے حکیم کی منت کشی کی ضرورت نہ پڑے گی۔ بایں ہمہ وہ چیز جو ہر موسم کے لئے مفید ہے۔ ہواخوری ہے۔ گنجان

Taj Tahir Foundation

شہروں میں بود و باش رکھنے والوں کے لئے یہ چیز لابدی ہے۔ صحت کو قائم رکھنے۔ کھوئی ہوئی قوت کو واپس لانے۔ اور پائدار جسمانی خوبصورتی کو حاصل کرنے کے لئے معتدل کسرت سے بہتر دنیا میں اور کوئی چیز مفید نہیں ہے۔ متناسب اعضاء دواؤں کے استعمال اور بناؤ سنگار سے پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ ورزش سے ہے ٭

ورزشیں سن و سال کے اعتبار سے مختلف قسم کی ہیں:-

بچوں کے لئے کھیل کود کی ورزشیں مفید ہیں
نوجوانوں کے لئے جمناسٹک وغیرہ
جوانوں کے لئے شہسواری
سن رسیدہ اشخاص کے لئے } ہواخوری

تمام ورزشوں سے بہتر۔ آسان اور ہر سن و سال کے لئے مفید ہواخوری کی ورزش ہے۔ ہواخوری نہ صرف صحت کو فائدہ پہنچاتی ہے۔ بلکہ فرحت بخش بھی ہے۔ سینہ کو کشادہ کرتی ہے۔ شانوں کو مضبوط بناتی اور سیدھا کرتی ہے۔ اعصاب کو طاقت دیتی اور ہاضمہ کو بڑھاتی ہے۔ ہواخوری سے انسان ہر قسم کی غذا ہضم کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ ہواخوری انتڑیوں کو کشادہ کرتی ہے۔ اور قبض کو دور کرنے کے لئے تمام دواؤں سے بہتر ہے۔ خد و خال کو صاف کرتی ہے۔ اور چہرے کی رونق بڑھاتی ہے ٭

تمام ورزشوں کی طرح ہواخوری میں بھی پابندی ضروری ہے یہ پابندی اگرچہ ابتدا میں ناگوار اور گراں گزرے گی۔ لیکن چند روز بعد یہی پابندی سامان لطف بن جائے گی ٭ یہ انتہا درجہ کی مفید ورزش ہے۔ تمام اطباء اور ڈاکٹر اس پر متفق ہیں۔ کہ جنگل یا کھلے میدان میں ہواخوری کرنا ایسی عمدہ اور مفید ورزش ہے کہ اس کے مقابلہ میں اس سے آسان اور کوئی ورزش نہیں چند روز ہواخوری کر کے دیکھئے۔ آپ محسوس کریں گے۔ کہ کمزوری بتدریج زائل ہو رہی ہے۔ اور اعضا کے تناسب میں دن بدن ترقی اور ظاہری وجاہت میں افزائش نظر آرہی ہے ٭

جن اشخاص کو ٹی بی کی شکایت ہو۔ انہیں ڈاکٹر عموماً ہواخوری کی ہدایت کرتے ہیں۔ اور ان کے لئے ایسی جگہ زیادہ مفید ہوتی ہے۔ جہاں پہاڑ ہوں۔ جنگل ہوں۔ اور صنوبر کے بے شمار درخت ہوں۔ صنوبر کی شاخوں سے جو ہوا ٹکرا کر نکلتی ہے۔ اس میں سانس لینے سے تپ دق کے جراثیم ہلاک ہو جاتے ہیں ٭

اس سادہ اور آسان طریق سے ہر وقت اور ہر موسم میں فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ یاد رکھئے کہ زندگی کے لئے لمبا سانس لینا بیحد ضروری ہے۔ صاف ہوا سے پھیپھڑوں کا خون صاف ہوتا ہے۔ اور کھلی ہوا میں سانس لینا

Taj Tahir Foundation

عمر کو بڑھاتا ہے۔ ساحل سمندر اور سطح سمندر کی ہوا بہت صاف ہوتی ہے۔ ہواخوری کے لئے پرفضا مقامات۔ کھلے میدان۔ دریا کا کنارہ اور درختوں اور آبشاروں والے سرسبز پہاڑ بھی بہت موزوں ہیں۔

ہواخوری کے لئے طلوع آفتاب سے قبل کا وقت بہت مناسب ہے۔ شام کا وقت بھی اچھا ہے۔ ایک وہ زمانہ تھا۔ جب ہمارے ملک کی عورتیں قدرتی اصولوں پر عمل کر کے اپنی صحت قائم رکھتی تھیں۔ لیکن اب تو بلند و وسیع مکانوں کے بند کمرے ہیں۔ اور گرد آلود سڑکوں پر چہل قدمی کا تکلف ہے۔

چند زاویے
زندگی
(از قاری)

میں نے پوچھا کہ زندگی کیا ہے؟
ہاتھ سے جام گر کے ٹوٹ گیا
احمد ندیم قاسمی

زندگی کیا ہے عناصر کا ظہور ترتیب
موت کیا ہے انہی اجزا کا پریشاں ہونا
غالب

میں سر سے پاؤں تک ہوں مے پرستی تمام شورش تمام ہستی
کھلا یہ مجھ پہ ہے راز ہستی کہ مجھ کو کچھ بھی خبر نہیں ہے!
اصغر گونڈوی

تو اسے پیمانۂ امروز و فردا سے نہ ناپ۔
جاوداں۔ پیہم دواں ہر دم جواں ہے زندگی
اقبال

زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے۔
ہم تو اس جینے کے ہاتھوں مر چلے
آتش

زندگی آسمان بہشت سے ٹوٹا ہوا ایک مغرور ستارہ ہے۔ جو اثنائے سفر میں اپنے پڑوسی جہنم کی آلائشیں بھی ہمراہ چپک لایا ہے۔ اس کی فردوسی تابشوں سے یہ آلائشیں دھو ڈالنا جینے والوں کا اہم ترین فریضہ ہے!

زندگی کو دنیا کی لامحدود پہنائیوں پر اڑان کے لئے "فرصت شرر" بخشی گئی ہے لیکن یہ "یک دو نفس" چنگاری کتنی دقیق ہے۔

زندگی! تیرے طلسم کدہ کی ابجد کشائی کس کے بس میں ہے؟

زندگی کو قوت زندگی کہنا چاہئے۔
برنارڈ شا

زندگی بچے کی گیند ہے اچھالی جائے تو گھستی ہے۔ محفوظ رکھ دی جائے تو کیڑا لگ جاتا

Taj Tahir Foundation

ہے۔ اور اگر کھیل چکنے کے بعد اسے محفوظ رکھ دیا جائے۔ تو وہ زیادہ عرصے تک استعمال کی جا سکتی ہے ٭

زندگی حقائق زندگی کو سمجھنے اور نہ سمجھ سکنے پر بدحواس ہونے کا نام ہے ٭

محفل تہذیب

تہذیبی بہنوں اور بھائیوں کو یہ مژدہ جانفزا سن کر بے حد مسرت ہوگی۔ کہ سید نسیم ممتاز اور ثریا حمید علی امسال پنجاب یونیورسٹی کے امتحان بی اے میں نہایت اچھے نمبروں پر کامیاب ہوگئے ہیں۔ دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ انہیں میدان علم میں مزید ترقیاں بخشے۔ اور وہ اپنے فاضل دادا جان شمس العلماء مولوی سید ممتاز علی صاحب مرحوم و مغفور کے نقش قدم پر چل کر قوم و مذہب کے لئے باعث افتخار ہو سکیں۔ آمین!

میر فرزند علی۔ دارالاشاعت پنجاب لاہور

ہم سید نسیم ممتاز صاحب اور محترمہ ثریا حمید علی صاحبہ کے علاوہ سید حمید علی صاحب۔ سید امتیاز علی صاحب تاج اور سید سلیم ممتاز صاحب کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں ٭

ادارہ تہذیب نسواں و پھول۔ لاہور

اگر کوئی بہن کسی ایسی نادار لڑکی کو تعلیم میں مدد دینے کی خواہش مند ہوں۔ جو صحیح معنوں میں اس کی مستحق ہو۔ تو ایسی لڑکی کا پتہ میں دے سکتی ہوں + لڑکی سے میں پوری طرح واقف ہوں۔ اس کے والد شیخ عباس پرائمری اسکول وروڈ ضلع امراؤتی میں آج کل معمولی ماسٹر ہیں۔ جنہیں گھر کے سات آٹھ نفوس کا خرچ برداشت کرنا پڑتا ہے ٭

لڑکی کے اخلاق و اطوار بہترین ہیں دریاپور میں اکثر مجھ سے دستکاری سیکھنے آیا کرتی تھی۔ وہ اس قابل ہے کہ اسے تعلیم حاصل کرنے کا موقع دیا جائے۔ نہ صرف اس لئے کہ وہ پڑھ کر اپنی اور اپنے والدین کی مالی مدد کرنے کے قابل ہو جائے گی۔ بلکہ اس لئے بھی کہ ایسے اخلاق کی لڑکی بہترین استانی بن سکتی ہے۔ اسے تعلیم کا بہت شوق ہے۔ مگر اس کے والدین کی اقتصادی حالت اس راہ میں حائل ہے + لڑکی کا نام حلیمہ بی ہے۔ خواہشمند بہنیں بذریعہ تہذیب مجھے اس کی اطلاع دے سکتی ہیں +

بیگم یار محمد خاں

خبریں

لندن ۱۰ جون - آج جب کہ جنگ کے طوفان کا رُخ بحیرۂ روم کے مشرقی حصے سے مغرب کی طرف بدل گیا ہے - بلاد عربیہ میں سیاسی سرگرمیاں زور شور سے شروع ہوگئی ہیں - فلسطین میں یہودیوں کے داخلے سے ان میں سخت ہیجان پھیل گیا ہے - کوشش ہو رہی ہے - کہ مصر - عراق - شام - مملکت عربیہ سعودیہ - اور شرق اردن میں اقتصادی تمدنی اور سیاسی رابطۂ اتحاد قائم کیا جائے ٭

انقرہ - ۱۱ جون - جرمن سفیر متعینہ انقرہ وان پاپن یہاں دو دن کے قیام کرنے کے بعد برلن چلا گیا ہے - روانگی سے پہلے اس نے ترکی وزیر خارجہ نعمان بوگلو سے ملاقات کی - اس دفعہ پاپن نے یہ ضمانت طلب کی - کہ اگر اتحادیوں نے بلقان میں فوجیں اتاریں تو ترک بلغاریہ پر حملہ نہیں کریں گے - ترکی وزیر خارجہ نے کہا - کہ اگر بلغاریہ اپنے میثاق کا پابند رہا - تو ترکوں کو اس پر حملہ کرنے کا کوئی شوق نہیں ٭ وان پاپن نے ایک سوال کیا - کہ اگر انگلستان اور امریکہ جرمنی کے ساتھ صلح کرلیں - تو اس کے بعد ہم سب متحد ہوکر بولشویزم کی جڑ کاٹنے کے لئے روس پر حملہ کرسکتے ہیں - اگر ترک یہ صلح کرا سکیں - تو انہیں بہت فائدہ ہوگا - ترکی وزیر نے کہا - کہ کاسابلانکا کی گفت وشنید کے بعد ترکی کو اس قسم کی دلالی کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی ٭

لندن - ۱۲ جون - دولت ایران کے وزیر المفوض سید حسنی تقی زادہ نے ماوراالبحر کے نمائندوں کے جلسے میں تقریر کرتے ہوئے کہا - کہ ایران اور برطانیہ کے عارضی معاہدے کی میعاد ختم ہوجانے کے بعد بھی ایران برطانیہ کا دوست رہے گا - برطانیہ کے نائب وزیر خارجہ نے کہا - کہ ایران نے اتحادیوں کو بہت امداد دی ہے - وہ ہمیں نہ صرف تیل مہیا کر رہا ہے - بلکہ روس کو سپلائی بھیجنے کے لئے یہ نہایت محفوظ شاہراہ ہے ٭

قاہرہ - ۱۲ جون - آسٹریلیا سے شرق الہند کے ان مسلمانوں نے حجاز مقدس کے باشندوں کے لئے عطیے بھیجے ہیں - جو جاوا اور سماترا میں جاپانی قبضے کے بعد آسٹریلیا میں پناہ گزین ہیں - ڈچ گورنمنٹ نے آسٹریلیا میں ان کے لئے مسجدیں بھی تیار کر دی ہیں - ایک پیغام میں انھوں نے اہل حجاز کو یقین دلایا ہے - کہ وہ اسلام اور انصاف کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہیں کریں گے ٭

لندن ۱۰ جون - ہٹلر نے یورپی قلعے کی حفاظت کے لئے تمام غواصات کو واپس جرمنی پہنچ جانے کا حکم دیدیا ہے - انہیں ایسے مقامات پر متعین

Taj Tahir Foundation

کیا جائے گا۔ جہاں اتحادیوں کے حملے کا خطرہ ہے:۔

واشنگٹن۔ ۱۰ جون۔ مسٹر کرٹن وزیر اعظم آسٹریلیا نے ایک بیان میں کہا ہے۔ کہ آسٹریلیا پر جاپانی حملے کا خطرہ نہیں رہا۔ بلکہ بحر الکاہل میں جاپانیوں کی اچھی طرح گوشمالی کی جائے گی:۔

واشنگٹن۔ ۱۰ جون۔ امسال امریکہ کی جنگی مساعی کے لئے پونے دو کروڑ عورتوں کی خدمات درکار ہوں گی۔ اور انہیں جنگی کارخانوں میں متعین کیا جائے گا:۔

لندن۔ ۱۱ جون۔ مشہور اطالوی جزیرہ پینٹی لیریا کے کمانڈر نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ اور اتحادیوں نے اس جزیرے پر قبضہ کر لیا ہے یہاں سے سسلی پر بآسانی گولہ باری ہو سکتی ہے:۔

سٹاک ہالم۔ ۱۱ جون۔ مارسیلز کی جرمن پولیس نے جنوبی فرانس کے لوگوں کو ہدایت کی ہے کہ اگر فرانس میں اتحادی چھاتہ فوج کے سپاہی اتریں۔ تو وشی اور جرمن حکام کو فوراً اطلاع دی جائے۔ ایسا کرنے والے کو انعام دیا جائے گا:۔

چن کن۔ ۱۲ جون۔ چینی فوجوں نے چن وائی چانگ کے شہر پر قبضہ کر لیا ہے۔ امریکن طیارے قدم قدم پر چینیوں کا ہاتھ بٹا رہے ہیں:۔

لندن۔ ۱۲ جون۔ اٹلی پر اتحادی حملے کا پہلا مرحلہ پینٹی لیرا کی تسخیر تھی۔ یہاں سے اتحادی طیارے سسلی اور لامپاڈوسا پر زبردست حملے کر رہے ہیں۔ بہت ممکن ہے۔ کہ اتحادی کریٹ۔ ڈوڈیکانیز اور جزائر ایجیین پر ایک ساتھ چڑھائی کر دیں:۔

واشنگٹن۔ ۱۵ جون۔ اندرون منگولیا کی سرحد پر جاپانیوں نے فوجیں جمع کر لی ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ یہ فوجیں چند دنوں میں منگولیا اور سائبیریا پر حملہ کر دیں گی۔ نیز جاپان نے ولندیزی تیمور سے مانڈ آنگ تین ہزار میل کے لمبے محاذ پر ایک لاکھ اسی ہزار فوج جمع کر لی ہے۔ یہ دستے مختلف جزائر میں منتشر ہیں:۔

امپھال ۱۱ جون۔ جاپانیوں نے کالاموفورٹ وائٹ روڈ پر قبضہ کر لیا ہے۔ اب وہ اس سڑک کو توپ خانہ اور رسد لانے کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ برطانوی طیارے کمک لے جانے والے قافلوں پر دھڑا دھڑ بمباری کر رہے ہیں:۔

الہ آباد۔ ۱۲ جون۔ یہاں کے بعض باوثوق حلقوں کا خیال ہے۔ کہ وائسرائے ہند کی میعاد ملازمت میں توسیع کر دی جائے گی:۔

کراچی ۱۵ جون۔ سندھ پراونشل مسلم لیگ کے جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا کہ مسلمان بہت جلد اپنے نصب العین "پاکستان" کو حاصل کر لیں گے:۔

Taj Tahir Foundation

اشتہار زیر دفعہ ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت سردار مہندر سنگھ صاحب سب جج بہادر درجہ اول ہوشیارپور

دعوے دیوانی ۲

مسماۃ پریم دیوی دختر مسمات سنبل دیوی بیوہ رام سنگھ راجپوت سکنہ خواص پور ۔ مسمات رام پتی بیوہ رام سنگھ وغیرہ راجپوت سکنہ خواص پور

دعوے استقرار حق

بنام مسمات جسکور بیوہ بھگوان سنگھ ذات جٹ سکنہ ہرکیوال ضلع ہوشیار پور

مقدمہ مندرجہ عنوان میں مسمات جسکور مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتی ہے۔ اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام مسماۃ جسکور مذکور جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہا مذکور تاریخ یکم جولائی ۱۹۴۳ء کو مقام ہوشیارپور حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگی۔ تو اس کی نسبت کارروائی یک طرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ۷ ماہ جون ۱۹۴۳ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

دستخط حاکم — مہر عدالت

تذکرۃ الانبیاء

یہ کتاب شمس العلماء مولوی سید ممتاز علی صاحب مرحوم و مغفور نے نہایت محنت سے لکھی ہے اس میں تمام نبیوں کے حالات نہایت صاف ستھری زبان میں درج کئے گئے ہیں۔ انداز بیان بھی بے حد دلچسپ ہے۔ قیمت ۶

صبح ملال شام غم

ایک یتیم بچے کی دردناک سرگزشت ۔ یہ کتاب ادبی حلقوں میں اس قدر مقبول ہوئی ہے۔ کہ اس کے سات اڈیشن چھپ چکے ہیں۔ بچے بوڑھے سبھی یکساں دلچسپی سے اس کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔ قیمت عہ

پتہ:- دارالاشاعت پنجاب۔ لاہور

Taj Tahir Foundation

دل چسپ کتابیں

اختری بیگم

اس کتاب میں غریب گھرانے کی ایک لڑکی کا قصہ لکھا گیا ہے جس نے اپنے سلیقے اور سگھڑاپے سے گھر کو جنت کا نمونہ بنا دیا تھا۔ یوں تو اس سے پہلے بھی ایسے قصے لکھے گئے ہیں لیکن اختری بیگم خیالی افسانہ نہیں بلکہ واقعہ ہے۔ قیمت عہ

شیخ حسن

روحانیات کے متعلق نہایت دل چسپ قصہ۔ دنیا میں جنوں کا وجود ہے یا نہیں؟ روحیں دنیا میں کس طرح بلوائی جاتی ہیں۔ انہیں عالم کیونکر بلاتے ہیں۔ روحوں کے اقتدار میں کیا کچھ ہے؟ ان سب باتوں کا اس کتاب میں ذکر ہے۔ قیمت ۱؎

تہذیبی کشیدہ

اس کتاب میں بے شمار طرح طرح کے نمونے اور خاکے درج کئے گئے ہیں۔ مثلاً ساڑھیوں کے ڈیزائن۔ پھول اور بیلیں۔ تکیوں کے غلافوں کے مختلف ڈیزائن۔ میز پوشوں اور دوپٹوں کے پھول اور بیلیں وغیرہ۔ قیمت ۱؎

تہذیبی کروشیا

اس کتاب میں کروشیا کاری اپنی معراج پر دکھائی دے گی جس کتاب کو مرتب کرنے میں ملک بھر کی کروشیا کار خواتین نے حصہ لیا ہو۔ اس کی عظمت میں کسے کلام ہو سکتا ہے۔ بڑا سائز قیمت ۱؎

پانچ ہفتے غبارے میں

یہ ناول جولز ورن کی تصنیف ہے۔ ایک شخص غبارے میں بیٹھ کر افریقہ کے براعظم کے سفر کو روانہ ہو جاتا ہے۔ اور طرح طرح کی مصیبتوں میں پڑ کر آخر اپنے سفر کو پورا کرتا ہے۔ اس مصنف کے قصوں میں یہ بڑی خوبی ہے۔ کہ انہیں پڑھ کر اولو العزمی اور سیاحت کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ سرورق رنگین قیمت ۹ر

پتہ:۔ **دارالاشاعت پنجاب۔ لاہور**

سید حمید علی پرنٹر و پبلشر نے مرکنٹائل پریس لاہور میں چھپوا کر دارالاشاعت پنجاب لاہور سے شائع کیا۔ ایڈیٹر:۔ سید امتیاز علی تاج

Taj Tahir Foundation

ہندوستان میں سب سے پہلا زنانہ ہفتہ وار اخبار

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۱

تہذیب النسواں

جسے
محترمہ محمدی بیگم صاحبہ مرحومہ اور شمس العلماء مولوی سید ممتاز علی صاحب مرحوم
نے
سنہ ۱۸۹۸ء میں جاری کیا
چندہ سالانہ مع محصول ڈاک ۵ پیشگی

جلد ۴۶	لاہور ہفتہ ۔ ۹ ۔ اکتوبر سنہ ۱۹۴۳ء	نمبر ۴۱

تہذیب نسواں

لاہور ہفتہ ۹ شوال سنہ ۱۳۶۲ھ

فہرست مضامین

قصوروار کون؟	قانتہ بیگم	۶۴۵
جنگ کے بعد	سعید الشفیع	۶۴۸
عرب عورتوں کی معاشرت	محمد عبداللہ	۶۵۲
خاصدان ظرافت	جہاں آرا بیگم	۶۵۵
بن حجاب سے (نظم)	عابدہ معین	۶۵۷
محفل تہذیب	متفرق	۶۵۷

تحفے

اور دوسرے شگفتہ افسانے

یہ کتاب محترمہ حجاب امتیاز علی کی تازہ تصنیف ہے۔ اس میں آپ رومانی افسانوں اور ہیبت و دہشت کی نامور مصنفہ کو شگفتہ مزاجی کی کیفیت میں دیکھیں گے۔ بلاشبہ یہ کتاب مزاح نگاری کے ایک نئے اسلوب کی آئینہ دار ہے۔ اسے پڑھ کر مردہ دل مسکرائیں گے۔ اور زندہ دل قہقہے لگائیں گے۔

مجلد قیمت دو روپے

پتہ:۔ دار الاشاعت پنجاب لاہور

Taj Tahir Foundation

اپنی بچائی ہوئی رقم کو حفاظت سے رکھیئے

جنگ کے زمانے میں لوگوں کی یہ فطری خواہش ہوتی ہے کہ اپنے روپے سے سونا چاندی، جواہرات، زمین، مکان یا سامان خرید کر رکھ لیں۔ مگر روپیہ بچانے کا یہ طریقہ خطرے سے خالی نہیں ہے اور اسمیں عرصے کے بعد کامیابی ہوگی سونے چاندی، جواہرات، جائداد اور سامان کی قیمتیں تمام دوسری چیزوں کی قیمتوں کی طرح تیزی سے بڑھ گئی ہیں۔ جنگی فتوحات کے ساتھ ساتھ لوگوں میں اِن دِن اعتماد بڑھتا جا رہا ہے۔ اور قیمتیں ایک دن ضرور گریں گی۔ ممکن ہے کہ وہ اچانک گریں اور آپ کی رقم کا بڑا حصہ ڈوب جائے۔ آپ کو ہوشیاری سے کام لینا چاہیے۔ اور اپنی گاڑھی کمائی کی بچت کو صرف محفوظ جگہ لگانا چاہیئے۔

آئندہ کے لئے

روپیہ بچانے

کا محفوظ طریقہ اختیار کیجئے

اگر آپ ان میں سے کسی جگہ روپیہ لگائیں تو وہ محفوظ بھی رہیگا اور آئندہ اسکی مالیت بھی برقرار رہے گی

انجمن امداد باہمی۔ بینک کا سیونگ کھاتہ بیمہ پالیسی۔ پوسٹ آفس سیونگ بینک یا ان سب سے بہتر سرکاری قرضے۔ اور سیونگ سرٹیفکٹ۔

چار آنے روز بچایئے

اپنے گھر میں بچت کی تحریک جاری کیجئے۔ چار آنے روز یا ہو سکے تو اس سے زیادہ بچانے کیلئے صندوقچی کو کام میں لایئے پھر اس بچائی ہوئی رقم کو بچت کی کسی بھی محفوظ مدوں میں برابر لگاتے رہئے۔

قوم کے لئے قومی جنگی محاذ کی اپیل

Taj Tahir Foundation

قصوروار کون؟

(از محترمہ سیدہ فاطمہ بیگم صاحبہ ادیب فاضل پشاور)

آج کل تعلیم نسواں پر شد ومد سے بحثیں ہو رہی ہیں۔ کوئی تو اس کی حمایت میں مدلل تقریریں فرما رہے ہیں۔ تو کوئی مخالفت میں سرتاپا زور لگا رہے ہیں۔ کوئی ملک وقوم کی ترقی تعلیم نسواں سے وابستہ سمجھتے ہیں۔ تو کوئی لڑکیوں کی حد سے زیادہ آزادی اور بے راہ روی کو ملک وقوم کی تباہی کی سب سے بڑی وجہ قرار دیتے ہیں۔ پھر کوئی تو لڑکیوں کو قصوروار ٹھہراتا ہے۔ تو کوئی والدین کو ملزم سمجھتا ہے۔ کوئی اسکولوں اور کالجوں پر نام دھرتا ہے۔ تو کوئی نصاب تعلیم کو بدنام کرتا ہے۔ لیکن میں ذاتی طور پر نہ لڑکیوں کو قصوروار سمجھتی ہوں۔ نہ اسکولوں کو بدنام کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اور نہ نصاب کو غلط کہہ سکتی ہوں۔ میں تو اگر قصوروار سمجھتی ہوں۔ تو صرف والدین کو۔ اگر والدین بچپن سے بچوں کی صحیح تربیت کی طرف دھیان دیں۔ تو لڑکے لڑکیوں۔ اسکولوں کالجوں اور نصاب کو ملزم گرداننے والوں کی تعداد بہت کم ہو جائے گی؛

چونکہ انسان کی ابتدا اور انتہا کا گھر سے بہت گہرا تعلق ہے۔ اس لئے انسان جس قسم کے ماحول میں پیدا ہوتا ہے۔ جو کچھ سنتا اور دیکھتا ہے۔ وہی سیکھتا ہے۔ اور یہ اثرات تمام عمر اس کے حافظہ میں محفوظ رہتے ہیں۔ جو اثر اس کا معصوم دل ودماغ اخذ کرتا ہے۔ ہمیشہ خفیہ یا علانیہ طور پر اس کے کردار وگفتار سے ظاہر ہوتا رہتا ہے۔ اس لئے علماء وحکما ابتدا سے ہی بچے کی صحیح تربیت پر زور دیتے ہیں۔ اس لئے ماں کو نیک خیالات کا مالک ہونا چاہیئے؛

رسول کریم صلعم فرماتے ہیں۔ کہ پیدائش کے فوراً بعد بچے کے کانوں میں اذان دی جائے۔ تاکہ ہر قسم کی آواز سے پہلے توحید کی صدا اس کے کانوں میں پہنچ جائے۔ اور اسے فلاح وبہبود کی طرف ابتدا ہی سے بلایا جائے۔ مگر والدین رسمی طور پر اذان دینے کے بعد مذہبی تعلیم سے بالکل بے فکر ہو جاتے ہیں۔ البتہ پرورش میں کوتاہی نہیں برتتے۔ بلکہ جہاں تک ممکن ہوتا ہے۔ انگریزی طور طریقے پر ان کی اٹھان ہوتی ہے۔ اور شروع سے ہی کوشش کی جاتی ہے۔ کہ انگریزی فیشن ان کی رگ رگ میں سما جائے۔ مذہبی مسئلہ تو شاید کوئی بھول کر نہیں بتاتا؛

برخلاف اس کے میں نے غیر مسلم بچوں کو دیکھا ہے۔ جو نہایت خوش الحانی سے اپنے مذہبی گیت اور بھجن پڑھتے ہیں۔ مگر ہمارے بچوں کو بسم اللہ اور کلمہ تک پڑھنا نہیں آتا۔ ہاں انگریزی

Taj Tahir Foundation

اور فلمی گیت خوب ازبر ہوتے ہیں۔ اور والدین بھی سُن سُن کر خوش ہوتے ہیں۔ کاش ان کے بجائے وہ حمد اور نعت الاپتے پھرتے۔ ننھے ننھے عیسائی بچوں کو جس قدر اپنے دین سے واقفیت ہوتی ہے۔ ہمارے بڑوں کو بھی شائد ہی ہوتی ہو۔

بعض لوگ دین سے بچوں کی بیزاری کا الزام کانوینٹ اسکولوں پر دھرتے ہیں لیکن میں اس کی بھی قائل نہیں۔ کانوینٹ سکولوں کی پڑھائی کبھی کسی کو فیشن پرست نہیں بناتی۔ اور نہ کانوینٹ والے اس کوشش میں ہوتے ہیں۔ کہ خواہ مخواہ طالب علموں کو اپنے مذہب سے برگشتہ کرائیں۔ ہاں اگر کسی کو اپنے مذہب سے بالکل غافل پائیں اور اس کو اپنانے کی کوشش کریں۔ تو میرے خیال میں ہر کسی کو یہ حق پہنچتا ہے۔ کہ کسی بھٹکے کو راہ پر لگالے۔ اور شتر بے مہار کو سوسائٹی سے وابستہ کرے۔

چونکہ مجھے خود کانوینٹ میں پڑھنے کا موقع ملا ہے۔ اور ذاتی طور پر وہاں کا تجربہ رکھتی ہوں۔ اس لئے سوائے اس کے کہ بچوں کو اُردو پڑھانے کا انتظام ٹھیک نہیں۔ اور کوئی اعتراض نہیں سوجھتا۔ بلکہ مجھے تو ان کی خدا پرستی۔ دینداری۔ عبادت گزاری اور لباس کی پردہ پوشی کو دیکھ کر رشک آتا ہے۔ نہ صرف یہ خود عبادت گزار ہیں۔ بلکہ دوسروں کو حیادار اور عبادت گزار دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔

میں جب کانوینٹ میں داخل ہو گئی۔ تو جب تک وہاں کے مقامات سے ناواقف تھی۔ ظہر کی نماز گھر آ کر قضا پڑھتی رہی۔ پھر وہیں وضو کر کے ان کے گرجے میں نماز پڑھنے لگی۔ گرجا کا ہال بہت وسیع اور کشادہ تھا۔ ایک طرف کونے میں بنچوں کے پیچھے برقعہ بچھا کر نماز پڑھ لیتی۔ کالج کی مسلمان لڑکیوں نے جب متفرق وقت پر روزانہ مجھے وہاں جاتے دیکھا۔ تو پوچھا۔ کہ تم گرجا میں کیا کرنے جاتی ہو۔ میں نے کہا نماز پڑھنے۔ یہ سُن کر وہ سخت حیران ہوئیں۔ اور کہا۔ یہاں نماز کیسے ہو سکتی ہے۔ یہ تو گرجا ہے۔ میں نے کہا "بے شک گرجا ہی ہے۔ لیکن ہماری نماز کے لیے کوئی خاص مقام مخصوص نہیں۔ مسلمان ہر جگہ نماز پڑھ سکتا ہے" دوسری لڑکی نے کہا۔ "اور وہاں جو بت پڑے ہیں؟" میں نے جواب دیا۔ "جس طرف بت پڑے ہیں۔ اُدھر میری پیٹھ ہوتی ہے۔ اور جدھر کو میرا رخ ہوتا ہے۔ اُدھر دیوار کے سوا کوئی چیز نہیں اور پھر دیوار اور بتوں سے مسلمان کو کیا تعلق۔ دھیان خدا کی طرف رکھنا چاہیئے۔"

دوسری لڑکی نے کہا۔ "لیکن تم یہاں کیوں پڑھتی ہو۔ گھر جا کر کیوں نہیں پڑھتیں۔" میں

Taj Tahir Foundation

نے کہا۔ "جب میرے پاس وقت ہو۔ موقع ہو۔ پانی ہو۔ جگہ ہو۔ تو نماز قضا کیوں کروں۔ قضا پڑھنے سے وقت پر پڑھنا ہزار درجہ بہتر ہے"۔ ایک اور لڑکی نے کہا۔ "مگر تم جو گرجے میں نماز پڑھتی ہو۔ کیا یہ بہتر نہ ہوگا۔ کہ باہر باغ میں پڑھو"۔ میں نے کہا۔ میں نماز کی نمائش نہیں کرنا چاہتی۔ اور نہ مجھے سب کی نگاہوں کا مرکز بننا پسند ہے۔ چونکہ نماز کے لئے تنہائی۔ خاموشی اور یکسوئی ضروری ہے۔ اس لئے یہاں اس سے بہتر جگہ نہیں ملتی:۔

اس کے بعد لڑکیاں مجھے "ملانی جی"۔ "بڑی بی"۔ "دادی اماں" کے ناموں سے پکارنے لگیں۔ اکثر نماز کے وقت میرا ایک پیرڈ خالی رہتا۔ اور اگر کبھی وہ یونہی گزر جاتا۔ تو پھر سسٹر سے اجازت لے کر نماز پڑھنے چلی جاتی۔ ایک دن سسٹر نے پوچھا۔ "تم نماز کہاں پڑھتی ہو"۔ میں نے کہا۔ "آپ کے چرچ میں"! یہ سن کر سسٹر کو غصہ سا آیا۔ اور کہا۔ "کس طریقے سے"؟ میں نے کہا۔ "اسلامی طریقے سے"۔ اس پر انہیں ذرا اور غصہ آیا۔ اور کہا۔ "تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ چرچ ہماری نماز کے لئے ہے نہ کہ تمہارے لئے"۔ میں نے کہا۔ "جی ہاں سسٹر! مگر وہ عبادت خانہ ہے۔ اور عبادت خانہ میں ہر کوئی عبادت کر سکتا ہے"۔ اس نے کہا۔ "نہیں"۔ میں نے پھر کہا۔ "سسٹر اگر آپ ہماری مسجد میں اپنے طریقے پر نماز پڑھنا چاہیں۔ تو ہم آپ کو کبھی نہیں روکیں گے"۔ یہ سن کر سسٹر کو اور بھی غصہ آیا۔ اور کہا۔ "مجھے تمہاری مسجد میں آنے کی ضرورت نہیں۔ اور تم بھی ہمارے چرچ میں نماز نہیں پڑھ سکتیں"۔ میں خاموش ہو گئی۔ اور پھر گھر میں قضا نماز پڑھنے لگی۔ تین چار روز کے بعد سسٹر نے پوچھا۔ کہ تم اب بھی نماز پڑھتی ہو۔ میں نے جواب دیا۔ "جی ہاں! لیکن اپنے گھر میں۔ آپ کے چرچ میں نہیں"۔ اس پر وہ مسکرائی۔ اور کہا۔ "اگر تم ہمارے چرچ میں پڑھنا چاہتی ہو۔ تو پڑھ سکتی ہو"؛

کالج کے غسلخانوں میں فلش سسٹم اور بیسنوں میں نل لگے ہوئے تھے۔ پر وضو کرتے وقت پاؤں دھونے میں دقت ہوتی تھی۔ اس لئے باہر باغ کے ایک نل سے پاؤں دھویا کرتی۔ اگرچہ میں اس کی بہت کوشش کرتی۔ کہ مدر یا سسٹرز کہیں سے دیکھنے نہ پائیں۔ مگر شاید انہوں نے کہیں سے دیکھ لیا ہوگا۔ ایک دن مدر نے پوچھا۔ "تم نماز کے لئے ہاتھ (وضو بھی لیتی ہو"۔ میرے ہاں کہنے پر وہ بولیں۔ "کیا بغیر ہاتھ لئے تم نماز نہیں پڑھ سکتیں"۔ میں نے کہا۔ "نہیں"۔ اس پر مسکرائیں اور چلی گئیں۔ میں نے خیال کیا۔ کہ شاید ان کو میرا وضو کرنا ٹھیک نہیں معلوم ہوتا۔ اس کے بعد غسل خانے کے بیسن میں جوں توں کر کے پاؤں دھو لیتی۔ اور سردیوں میں موٹی جراب پہن کر مسح کرتی:۔

ایک دن میں چرچ میں نماز پڑھ رہی تھی آخری رکعت ختم کرنے کو تھی۔ کہ پیچھے سے آہٹ سنائی دی۔ سلام پھیر کر دیکھا۔ تو فادر میری طرف آرہے تھے۔ میں سمجھی نماز پڑھتے دیکھ لیا۔ اور اب کچھ کہنے آرہے ہیں۔ جب قریب پہنچے۔ میں کھڑی ہو گئی۔ اچانک کھڑے ہوتے ہوئے مجھے دیکھ کر فادر جھجک گئے۔ اور پوچھا "تم کون ہو؟ یہاں کیا کرنے آئی ہو"۔ میں نے کہا۔ "میں سٹوڈنٹ ہوں۔ اور یہاں نماز پڑھنے آیا کرتی ہوں"۔ پوچھا "تمہارا مذہب کیا ہے"۔ میں نے کہا۔ "اسلام" تب کہنے لگے "مجھے افسوس ہے۔ کہ تم نماز پڑھنے والی تھیں۔ اور میں ادھر آنکلا۔ مجھے بالکل معلوم نہ تھا۔ کہ تم نماز پڑھ رہی ہو۔ میں معافی چاہتا ہوں۔ کہ تمہارے مذہبی کام میں مداخلت کی"۔

چند دن تک تو لڑکیاں میرا مذاق اڑاتی رہیں۔ اور طرح طرح کے ناموں سے پکارتی رہیں۔ آخر خود بخود ان کے قلوب نماز کی طرف مائل ہونے لگے۔ ایک دن ایک لڑکی نے کہا۔ "جب تم نماز پڑھنے جایا کرو۔ تو مجھے بھی ساتھ لے جانا"۔ دوسرے دن دوسری لڑکی نے کہا۔ اور پھر تیسری نے۔ اور اس کے بعد میں نے دیکھا۔ کہ لڑکیاں بغیر میرا انتظار کئے نماز پڑھنے جایا کرتیں۔

ایک دن کلاس میں مذہب پر گفتگو ہو رہی تھی۔ کہ سسٹر نے کہا۔ "افسوس کہ تم لوگوں کو مذہب کا ذرا خیال نہیں۔ ورنہ دیکھو کوناٹہ" (میرے نام کا وہ صحیح تلفظ نہیں کر سکتی تھیں) "بغیر اس بات کی پروا کئے کہ چرچ ہمارا ہے۔ نماز پڑھ لیتی ہے"۔

(باقی آئندہ)

جنگ کے بعد

سلسلے کے لئے دیکھئے صفحہ ۶۱۱

از جناب سعید الشفیع صاحب مسلم یونیورسٹی علی گڑھ)

۱- مقناطیسی سرنگ:- جرمنی نے اس جنگ میں مقناطیسی سرنگ بنائی۔ تو انگریزی جہازوں کو اس سے بہت خطرہ پیدا ہو گیا۔ یہ سرنگیں ہوائی جہازوں کے ذریعے پانی پر بچھا دی جاتی تھیں اور جب کوئی جہاز ادھر سے گزرتا۔ تو یہ مقناطیسی کشش سے پھٹ جاتیں اور اس طرح جہاز کو بہت نقصان ہوتا۔

یہ سرنگیں آٹھ فیٹ لمبی اور دو فٹ چوڑی ہوتی ہیں۔ ان میں ساڑھے چھ سو پونڈ بھڑکنے والا مادہ ہوتا ہے۔ اس کے اندر ایک مشین ہوتی ہے۔ اور اس کے آخر میں ایک ہوائی چھتری یعنی پیراشوٹ ہوتا ہے۔ جب اس کو پانی پر گرایا جاتا ہے۔ تو ہوائی چھتری گرنے کے بعد علیحدہ ہو جاتا ہے۔ اس کے گرد کانٹے لگے ہوتے ہیں۔ جو سرنگ کو ادھر ادھر گھومنے

سے بچاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ پانی کی خاص سطح پر جا کر کھڑی ہو جاتی ہے ؛

یہ مقناطیسی سرنگ انگریزی جہاز کے ایک کمانڈر کو کسی طرح مل گئیں۔ اور اس نے بارہ گھنٹے کے اندر اندر اس سے بچنے کا طریقہ معلوم کر لیا۔ اس نے جہاز کے گرد ایک لمبا تار لپیٹ دیا۔ تاکہ زمین کا مقناطیسی اثر کم ہو جائے ؛

۲- ٹینک اور ٹینک پوش توپیں۔ بہت کم اشخاص کو یہ معلوم ہوگا۔ کہ دبابے (ٹینک) دراصل ایک انگریزی ایجاد ہیں۔ لیکن ساتھ ساتھ اس کی ترقی کا دارومدار دوسرے ممالک پر اور خاص کر جرمنی پر بہت زیادہ ہے۔ ٹینک تیار ہونے کے بعد اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ ٹینک شکن توپیں تیار کی جائیں۔ اسی طرح ٹینک سے بچنے کا طریقہ بھی معلوم ہو گیا ؛

۳- طیارے اور طیارہ شکن توپیں :- ہوائی جہازوں کی کثرت اور ترقی کی وجہ سے میدان جنگ کے علاوہ وہ شہر جن کو جنگ سے دور کا بھی سروکار نہ تھا۔ خطرے میں پڑ گئے۔ ضرورت محسوس کی گئی۔ کہ بچاؤ کی کوئی صورت نکالی جائے اور اس آسمانی بلا سے نجات حاصل کی جائے۔ چنانچہ تجربات کے بعد طیارہ شکن توپ ایجاد کی گئی۔ جو اس جنگ کی خاص ایجاد سمجھی جاتی ہے ؛

۴- رنگ نظری :- ہوائی جہازوں کی بمباری کے بعد اب لوگ اس فکر میں ہیں کہ نہ صرف میدان جنگ کے آلات حرب اور دیگر سامان بلکہ شہر کے خاص خاص مقامات کو بھی اسی طرح چھپا دیا جائے۔ کہ دشمن کے ہوا باز اوپر سے ان کو نہ دیکھ سکیں۔ چنانچہ اب یہ کوشش کی جا رہی ہے۔ کہ جہاز۔ موٹریں۔ ریل اور خاص خاص عمارتیں اسی طریقے سے رنگی جائیں۔ کہ دشمن کو اس کے دیکھنے میں دھوکہ ہو ؛

یہ طریقہ کہ کسی خاص چیز کو ایک ہی رنگ میں رنگ دیا جائے غلط ثابت ہوا۔ ایک ہی قسم کا رنگ بہت دور سے چیز کی اصلیت کو ظاہر کر دیتا ہے۔ بہت سی ان موٹروں اور بسوں کی دو منزلہ چھتیں جب اوپر سے دیکھی گئیں۔ جن پر بھورے رنگ کی یکساں پالش کی گئی تھی۔ تو وہ صاف نظر آ گئیں۔ اسی طرح عمارتوں کی رنگ نظری بھی کچھ اچھی طرح کامیاب ثابت نہ ہوئی۔ اب یہ دیکھا جا رہا ہے۔ کہ کتنی بلندی سے کون رنگ صاف اور کون مدھم ہیں۔ اور کون سی ترکیب آنکھوں کو دھوکہ دے سکتی ہے ؛

ان سب مشاہدات کو دیکھتے ہوئے کوئی یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ اگر یہ اب تک ناکامیاب رہے ہیں۔ تو آئندہ بھی ناکامیاب رہیں گے ؛

Taj Tahir Foundation

چونکہ سائنس دان "رنگ نظری" کی گہری اور بہت گہری جانچ کر رہے ہیں۔ اس لئے تجربوں سے معلوم ہو گیا ہے۔ کہ رنگ آمیزی کس طرح ہونی چاہئے۔ یہ بھی کوشش کی جا رہی ہے کہ ہر فوجی افسر کو رنگ نظری کی الگ تعلیم دی جائے۔

۵۔ زخم اور بیماریاں:۔ (الف) زخم:۔ گزشتہ لڑائی میں اگر ایک آدمی مرتا تو دس زخمی ہوتے اور زخمیوں میں بارہ فیصدی آدمی مر جاتے۔ آٹھ فی صدی کام کرنے کے قابل نہ رہتے۔ اٹھارہ فی صدی ہلکے ہلکے کام کر سکتے اور باسٹھ فی صدی دوبارہ جنگ میں جانے کے لئے تیار ہو جاتے۔ یہ ظاہر ہے کہ یہ تعداد بہت زیادہ ہے۔ چنانچہ زخموں کی دیکھ بھال کے لئے بہت زیادہ تحقیقات کی گئی۔ سب سے پہلے یہ معلوم ہوا۔ کہ وٹامن یعنی حیاتین زخموں کے درست کرنے میں بہت مدد دیتے ہیں۔ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ کہ کاڈ لیور آئل (جس میں حیاتین "ا" اور "ج" ہوتے ہیں) زخموں کے بھرنے میں بے انتہا مفید ثابت ہوا۔

لڑائی میں یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ جن زخمی سپاہیوں پر جنگلی مکھیاں بیٹھ گئی تھیں۔ وہ خلاف معمول جلد اچھے اور تندرست ہو گئے۔ چنانچہ ان مکھیوں کو پکڑ کر تجربے کئے گئے۔ اور یہ معلوم ہوا۔ کہ ان مکھیوں کے تھوک میں ایک ایسی چیز نکلتی ہے۔ جو جراثیم کو ہلاک کر دیتی ہے۔ چنانچہ اب اس مکھی سے خاص دوا تیار کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ آپریشن کرنے کے لئے اور بے حس کرنے والی دوائیاں بھی دریافت ہو گئیں۔ جس کی وجہ سے زخموں اور زخمیوں کو بہت آرام ملتا ہے۔

ایسے ہی جن زخموں سے زہر پیدا ہو جاتا ہے۔ اور ٹی ٹے نس "TETANUS" ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے بھی ٹیکے کی دوا تیار کر لی گئی ہے۔ اور برطانوی فوجوں کو اکثر اس کے ہلکے ٹیکے لگا دیئے گئے ہیں۔ جس کی وجہ سے یہ بیماری بہت کم رہ گئی ہے۔

(ب) خون۔ بہت سے زخمی جن کا خون نکل جاتا ہے۔ ان کے جسم میں نیا خون داخل کیا جاتا ہے۔ سائنس دانوں نے مختلف قسم کے خون کو درست حالت میں زیادہ عرصے تک رکھنے کے لئے تجربے کئے۔ اور ان کو اس میں کامیابی ہوئی۔ کلکتہ میں بھی خون کا بنک کھولا گیا ہے۔ اور ہمدردان بنی نوع انسان اس میں اپنا خون جمع کرا دیتے ہیں۔ اسی طرح ضرورت کے وقت خون مل جاتا ہے۔ اور بہت سے آدمیوں کی جانیں بچ جاتی ہیں۔

(ج) بیماریاں:۔ ٹائفس اور ٹائیفائڈ دو نہایت خطرناک بخار ہیں۔ ٹائفس نے ۱۹۱۵ء اور ۱۹۱۶ء نے سربیا میں ڈیڑھ لاکھ آدمیوں

Taj Tahir Foundation

کو اپنا شکار بنا لیا۔ اور آسٹریلیا والوں کو دشمن سے زیادہ اس مہلک مرض کا خطرہ تھا۔ ۱۹۱۷ء اور ۱۹۱۸ء میں روس کے انقلاب کے بعد یہ بیماری مشرقی یورپ کی طرف پھیل گئی۔ لیکن مغربی یورپ میں جرمنی کی خاص احتیاط کی وجہ سے یہ مرض زیادہ نہ پھیلنے پایا۔ اس کے بعد فرانسیسی ڈاکٹر "نی کول" نے یہ دریافت کیا۔ کہ یہ مرض جوں سے پھیلتا ہے۔ چنانچہ اب کیا تھا۔ دوا بھی تیار کر لی گئی۔ اور اب اس لڑائی میں اس مرض کا کچھ پتہ نہیں ؛

اسی طرح میعادی بخار کے متعلق بھی جس کو موتی جھرہ یعنی TYPHOID بھی کہتے ہیں بہت تجربے کئے گئے۔ اور آخر کار تحقیقات اور تجربات کا نتیجہ یہ نکلا ہے۔ کہ اب ایک ایسے انجکشن کی دوا تیار کر لی گئی ہے۔ جو اس قسم کے بخاروں میں بہت کامیاب ثابت ہوئی۔ یہ انجکشن کی دوا "ٹی۔ اے۔ بی" کہلاتی ہے ؛

خوراک اور مشترکہ زندگی :۔ جنگ کی ضروریات بڑھ جانے کی وجہ سے خوراک کا مسئلہ بہت اہم ہو جاتا ہے۔ نہ صرف اس بات کی ضرورت ہے۔ کہ ہر شخص کو خوراک مل سکے۔ بلکہ اس کی بھی کہ اس میں تمام قسم کے "حیاتین" بھی موجود ہوں۔ جو انسان کی نشو و نما کے لئے بے حد ضروری ہیں۔ پھر ملک اس کے لئے کوشش کر رہا ہے۔ کہ وہ کوئی سہل اور اچھا نسخہ تیار کر سکے۔ اس کے متعلق مختلف چیزیں دریافت ہو چکی ہیں۔ اور ہو رہی ہیں ؛

کوشش یہ کی جا رہی ہے۔ کہ لوگ وٹامن علیحدہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ یا بالفاظ دیگر علیحدہ علیحدہ حاصل کر لئے جائیں وٹامن بی جو آج سے پہلے دس پونڈ میں ملسکتا تھا۔ اب ایک پنس میں مل سکتا ہے۔ روس کے لوگ وٹامن "سی" اننناس کے چھلکوں سے ہی حاصل کر لیتے ہیں۔ جرمنی کے لوگ ایک قسم کی مٹر کا خاص استعمال کرتے ہیں۔ جس کو سویا بین (SOYABEAN) کہا جاتا ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ اس میں ہر قسم کے حیاتین موجود ہیں۔ جرمنی والے بسکٹوں۔ کیکوں اور دوسری کھانے والی چیزوں میں اس کا جوہر نکال کر جمع کر دیتے ہیں۔ اور ایک ضرور تمند سپاہی آسانی سے کئی روز اس پر گزارا کر سکتا ہے ؛

خوراک کے ساتھ ساتھ پیدا وار بڑھانے کے طریقے بھی سوچے جا رہے ہیں۔ اس بات کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے۔ کہ جس زمین سے پہلے ایک من جنس حاصل ہوتی تھی۔ آج اس میں سے دو من پیدا کی جا سکے۔ روس میں خاص طور سے اس کے متعلق تجربات جاری ہیں۔ خود ہندوستان میں آج سے دس برس پہلے گنا بہت ہی معمولی قسم کا ہوتا تھا۔

Taj Tahir Foundation

مگر آج بہترین قسم کا گنا پیدا ہوتا ہے۔ اور چینی کے سیکڑوں کارخانے چل رہے ہیں۔

اس کے علاوہ آج کل یہ خیال بھی دامن گیر ہے۔ کہ کسی طرح کھانے پینے کی چیزوں میں کفایت کی جائے۔ موجودہ زمانے میں ہر گھر میں علیحدہ علیحدہ چولھا جلتا ہے۔ حالانکہ یہ زمانہ بہت مہذب خیال کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ہر شخص کے گھر اور ہر خاندان میں الگ الگ روٹی پکتی ہے۔ جس کی وجہ سے اس کو ایک نوکر رکھنے کی بھی ضرورت پڑتی ہے۔ اور لکڑی جیسی دیگر چیزوں کا انتظام بھی کرنا پڑتا ہے۔ اگر یہ چیزیں پکی پکائی تیار اور اچھی ہر شخص کو حسب منشا مل جائیں تو کس قدر روپے اور وقت میں کفایت ہو سکتی ہے۔ ہندوستان تو اس لحاظ سے بہت ہی پیچھے ہے۔ بعض بعض گھروں میں تو کئی کئی چولھے جلتے ہیں۔ اور اسی طرح بہت نقصان ہوتا ہے۔ ممکن ہے آئندہ مشترکہ کھانے پینے کا انتظام ہوٹل یا کسی دوسری ترکیب سے ہو جائے۔ ان تمام باتوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جنگ کے بعد دنیا میں بہت بڑا انقلاب ہوگا۔ اور ایک نئی دنیا ظہور میں آئے گی۔

(جملہ حقوق محفوظ)

عرب عورتوں کی معاشرت

(از مولانا محمد عبد اللہ صاحب قریشی)

یہ مضمون ایک انگریز نومسلم خاتون لیڈی ایولن کبولڈ زینب کے سفرنامہ "حرمین" سے ماخوذ ہے۔

محمد عبد اللہ

حرم کے معنی:- یورپ میں حرم یعنی زنانخانے کے متعلق بہت سی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔ دراصل لفظ "حرم" مشتق ہے محرم سے۔ جس کے معنی محترم یا حرام کے ہیں۔ اور اصطلاحاً اس حصہ مکان پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ جو عورتوں کے رہنے سہنے کے لئے مخصوص ہو۔ زنانخانہ محترم جگہ تو ضرور ہوتی ہے مگر قید خانے سے اس کو کوئی نسبت نہیں۔ عام خیال کے مطابق نہ وہاں بیویوں کا انبوہ رہتا ہے۔ نہ بدچلن عورتوں کے غول!

مختلف اقوام میں عورتوں کی حالت:- پردے کو اسلامی ایجاد سمجھنا غلطی ہے۔ یونانی اپنی انتہائی شائستگی کے زمانے میں عورتوں کو گھروں میں قید رکھا کرتے تھے۔ اس کے کسی قسم کے حقوق نہ تھے۔ یہاں تک کہ خواتین کو حق وراثت بھی حاصل نہ تھا۔

یونان کے علاقہ اسپارٹا کے رہنے

Taj Tahir Foundation

والے اکثر ایسی عورتوں کو ہلاک کر دیتے تھے۔ جن سے تندرست بچے پیدا ہونے کی امید نہیں ہوتی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ مردوں کے مقابلے میں عورتوں کی تعداد اس قدر گھٹ گئی۔ کہ ایک ایک عورت کے کئی کئی شوہر ہونے لگے ؀

روم میں عورتوں کے رہنے سہنے کے حصے علیحدہ ہوتے تھے۔ مردوں کو ان کی موت وحیات پر کامل اختیار تھا۔ اور وہ ان کے ساتھ غلاموں کا سا برتاؤ کیا کرتے تھے ؀

ایران میں شادی کا کوئی مسلمہ قانون نہ تھا۔ اور اگر کوئی تھا بھی۔ تو اس پر کوئی عمل نہیں کیا جاتا تھا ؀

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پیشتر عرب کے شہروں اور قصبوں میں عورتوں کی حالت بہت گری ہوئی تھی۔ عورتیں خاندانی جائداد منقولہ یعنی مال واسباب کا جزو لاینفک سمجھی جاتی تھیں۔ اور شوہر کے مرنے پر اس کے بیٹوں کے درمیان تقسیم کر دی جاتی تھیں ؀

عرب کے خانہ بدوش قبیلے رومیوں۔ یونانیوں اور ایرانیوں کے مخرب اخلاق اصولوں سے محفوظ تھے۔ ان میں عورتوں کو زیادہ آزادی حاصل تھی۔ وہ لڑنے والوں کے ساتھ میدان جنگ میں جایا کرتی تھیں۔ اور مردوں کو جوش دلا دلا کر لڑنے مرنے پر آمادہ کرتی تھیں۔ جس طرح ان کے مردوں کے لئے بہادری اور فیاضی بہترین اوصاف تھے۔ اسی طرح ان کے لئے عصمت و عفت بہت بڑے جوہر تھے۔ ان کی حالت یونانی عورتوں کی سی نہ تھی۔ جن کو پیترن مورخ ایک مصیبت زدہ مخلوق کہتا ہے۔ عربوں میں اگر کسی نے قبیلے کی کسی عورت کی توہین کر دی۔ تو تمام جزیرہ نما میں ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک آگ لگ جایا کرتی تھی ؀

پردے کا رواج بہت قدیم ہے۔ اور یہ اس وحشیانہ زمانے کے بعد ہی شروع ہو گیا تھا۔ جب عورت اور مرد جانوروں کی طرح رہا کرتے تھے۔ جوں جوں زمانہ ترقی کرتا گیا تہذیب و شائستگی بڑھتی گئی۔ مرد عورتوں کا زیادہ احترام کرنے لگے۔ اور سمجھنے لگے۔ کہ ان کی آغوش پر اس نسل کی قسمت کا دارومدار ہے۔ جو ابھی وجود میں نہیں آئی۔ اس لئے ان کی حفاظت و خبرگیری ضروری ہے۔ لیکن عورتوں کی بدنصیبی کہ اس وقت بھی مردوں نے ان کو شہریت کے حقوق نہ دیئے۔ اور وہ گھٹتے گھٹتے محض اسباب خانہ داری بن کر رہ گئیں ؀

پیغمبر اسلام نے عورتوں کے درجے کو بہت بلند کر دیا:- محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے "عورتوں کی عزت" کو اپنے مذہب کی ضروری تعلیم قرار دیا۔ آپ نے ان کو ایسے حقوق عطا کئے۔ جو ان

Taj Tahir Foundation

سے قبل انہیں کبھی نصیب نہ ہوئے تھے۔ آپ نے عورتوں کو مردوں کے برابر جگہ دی۔ اسلام کے ابتدائی زمانے میں عورتیں فقہ کی شرحیں لکھتی تھیں۔ اپنی غریب بہنوں کی تعلیم کے لئے انہوں نے دارالعلوم قائم کئے تھے۔

عورتیں میدان جنگ میں فوجوں کی کمان تک کرتی تھیں۔ اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے ان زنجیروں کو توڑ کر پھینک دیا۔ جس میں آغاز تاریخ انسانیت سے عورتیں جکڑی ہوئی تھیں۔ اسلام نے ان کی وہ وقعت قائم کی۔ اور ان کو وہ حقوق عطا کئے جو انگلستان میں ان کو سیکڑوں برس بعد تک نہیں مل سکے۔

اسلام میں عورتوں کو حق ہے۔ کہ وہ کسی جائداد پر بلا شرکت غیرے مالکانہ حقوق حاصل کر لیں۔ خواہ وہ کتخدا ہوں یا ناکتخدا۔ ان کو اپنی جائداد پر کامل اختیار حاصل ہے۔ وہ جس طرح چاہیں اسے رکھیں اور جب چاہیں چھوڑ دیں۔

بچوں کی نگہداشت کے بارے میں ماں مجاز ہے۔ کہ وہ اپنے بچے کو سات برس تک اور بچی کو بالغ ہونے تک اپنے پاس رکھے۔ اور اس کا یہ حق کسی وقت بھی زائل نہیں ہوتا۔ خواہ اس کو مرد طلاق بھی دے دے۔

حقوق زوجیت وغیرہ کے اعتبار سے عورت مستحق ہے۔ کہ اس کو شوہر کے رشتہ داروں سے الگ کسی مناسب مکان میں رکھا جائے۔ اور اس کے مصارف شوہر کی آمدنی اور زوجین کی حیثیت کے مطابق ادا کئے جائیں۔ اگر شوہر اپنی زوجہ کی خبر گیری نہ کرے۔ تو زوجہ کو اس پر دعوے کا حق حاصل ہے۔ اگر اس کے شوہر کی اَور بھی بیویاں ہوں۔ تو وہ مساوات کے برتاؤ کے متعلق دعویٰ کر سکتی ہے۔ دُلہن کے حق یعنی مہر کا ادا کرنا از روئے شرع شوہر پر واجب ہے۔ اگر شادی کے بعد زرِ مہر کا کوئی تعین نہ بھی ہو۔ تو بھی عورت کو اس قدر مہر دلانا ضروری ہے۔ جتنا کہ عموماً اس کے خاندان کی عورتوں میں رواج ہے۔

بیوہ کی طرف سے مہر کا دعوے قرضے کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور شوہر کے ترکے کی تقسیم سے قبل جائداد سے ادا کیا جاتا ہے۔ جب کوئی اپنی بیوی کو طلاق دے۔ تو اس کو کم سے کم تین مہینے کا نفقہ دینا پڑتا ہے۔ اگر اس مدت میں وہ حاملہ ثابت ہو۔ تو شوہر پر واجب ہے۔ کہ وہ اس عورت اور بچے کا نفقہ لڑکا ہونے کی صورت میں سات برس تک اور لڑکی پیدا ہونے کی صورت میں چودہ برس تک ادا کرتا رہے۔

پیغمبر صلعم نے عورتوں کے مدارج کو جس قدر بلند فرمایا۔ اس کا ذکر تمام غیر متعصب مصنفوں نے اپنی کتابوں میں کیا ہے۔ یہ کہنا صریح بہتان ہے۔ کہ اسلام نے عورتوں کا درجہ گھٹا دیا ہے۔ یا اسلام کو عورتوں کے ذی روح ہونے سے انکار ہے"

سیاسیات میں عورتوں کا حصہ :-

اسلام کی ابتدائی صدیوں میں بہت سی عورتیں بڑے بڑے مرتبوں پر فائز تھیں انہوں نے اپنے زمانے کی سیاسیات میں بیش از بیش حصہ لیا۔ اور پشتہا پشت تک اپنا نام روشن چھوڑ گئیں۔ پیغمبر خدا صلعم کی پرنواسی سکینہ بنت حسین نہایت ذہین و فہیم بی بی تھیں۔ ان کی نسبت پیرن مورخ کہتا ہے کہ وہ خود بڑے پایہ کی عالم تھیں۔ اور بڑے بڑے علماء سے تبادلۂ خیالات کیا کرتی تھیں۔

(باقی آئندہ)

خاصدان ظرافت

(از محترمہ جہاں آرا بیگم صاحبہ۔ لکھنؤ)

اخباری دنیا میں کون ایسا شخص ہے جو ماموں چھکن کے کارناموں سے واقف نہ ہو۔ یہ میدان ظرافت کے ایسے ہیرو ہیں۔ جو کبھی فراموش نہیں کئے جا سکتے۔ بی چینی بیگم (افیون) سے آپ کی محبت کے ساتھ ایک ایسا افسانہ وابستہ ہے۔ جس کا ذکر ہر مدک خانے میں ہونا ضروری ہے۔ افیون کے ہر ٹھیکے پر اس کا دہرایا جانا "قانون پینک" میں لابدی قرار دیا گیا ہے۔ ہمارے ہیرو ایک پڑھے لکھے باپ کے ناہنجار سپوت ہیں۔ خود بھی ماشاء اللہ اردو فارسی میں کافی مہارت رکھتے ہیں۔ لیکن خدا بھلا کرے بی چینو کا کہ جب سے اس کی محبت دل میں گھر کر گئی ہے۔ ہر وقت پینک میں سرشار۔ نہ بیوی کی پروا۔ نہ بچوں کی خبر۔ دن رات مدک خانے میں یا افیون کے ٹھیکہ پر مدہوش پڑے زندگی کے دن کاٹتے ہیں۔ سال میں دوبار اور وہ بھی مشکل سے غسل کا موقع ملتا ہے۔ اور کپڑے بدلے جاتے ہیں۔ اتوار کا دن بٹیروں کی پالی میں صرف ہوتا ہے۔ اور اکثر ایک ہاتھ میں بٹیر ہوتا ہے۔ جس پر مہندی کا رنگ چڑھایا جاتا ہے۔ منہ میں پان جو ٹھوڑی تک بہتا نظر آتا ہے۔ پالی میں جس روز یہ بٹیر اپنے مخالف کو بھگاتا ہے۔ اس وقت ہمارے ہیرو اپنے آپے میں نہیں رہتے۔ اور جھٹ افیون کی ایک گولی اس پر نچھاور کر دیتے ہیں *

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ لکھنؤ کے ایک مشہور محلے میں ایک رئیس رہتے تھے۔ جن کے

Taj Tahir Foundation

ہاں اکثر محفلیں برپا ہوا کرتی تھیں۔ جاڑے کا زمانہ تھا۔ چائے کی تقسیم ہو رہی تھی۔ بھلا ہمارے ہیرو کہاں چوکتے ہیں۔ وہ ایک ہم مشربوں کے ہمراہ محفل میں تشریف لے جارہے ہیں۔ وہ بہادر بٹیر جس کا نام ہمارے ہیرو نے شیرہ رکھا تھا۔ جو کئی پالیوں میں اپنے غنیم کو شکست دے چکا تھا۔ ہاتھ میں دبا ہوا تھا۔ دوستوں کے ہاتھوں میں بھی ایک ایک بٹیر تھا۔ محفل میں پہنچے۔ چائے کا دور چل رہا تھا۔ ہمارے ہیرو بھی آداب تسلیمات کرتے ہوئے جا بیٹھے۔ بلا مبالغہ پانچ پیالیاں چائے کی نوش کیں۔ بعد ازاں چار پانچ پان ایک دم سے منہ میں رکھ کر مجمع کو چیرتے ہوئے اندر جا بیٹھے۔ چند لمحے کے بعد بٹیر کو چاٹنا شروع کیا۔ تاکہ اس کا رنگ اور تیز ہو جائے۔

محفل شروع ہوئی۔ اور سامعین خاموشی کے ساتھ ہمہ تن گوش ہو گئے۔ مجمع پر خاموشی طاری تھی۔ ہمارے ہیرو جن کو نہ مطالب سننے کا شوق نہ ان کے بیان سے دلچسپی بجبراً بیٹھے تھے۔ آخر تھوڑی ہی دیر میں اونگھنا شروع کر دیا۔ اتفاق سے ٹانگ میں کھجلی ہوئی۔ اور غنودگی یا پینک کے عالم میں بجائے اپنی ٹانگ کھجانے کے دوسرے صاحب کی ٹانگ کو نوادنے لگے۔ جو کھوے سے کھوا ملائے بیٹھے تھے۔ وہ صاحب چونکہ مقرر کے بیان کو سننے میں محو تھے اور یہ سوچ کر کہ ہمارے ہیرو کا ہاتھ اتفاقاً لگ گیا ہے۔ خاموش رہے۔ لیکن ہمارے ہیرو کی کھجلی میں کچھ بھی افاقہ نہ ہوا۔ تو وہ حضرت بہت بگڑے۔ لیکن تہذیب مانع تھی۔ کچھ کہہ نہ سکے۔ صرف ان کی ٹانگ پر ایک ہاتھ ایسا مارا۔ کہ ہمارے ہیرو بے ساختہ اچھل پڑے۔ پینک کا تار یک بیک ٹوٹ گیا۔ اور ایسے چونکے کہ دوسرے ہاتھ سے بٹیر چھوٹ گیا۔ فش فش کہہ کر ادھر بٹیر اڑا۔ ادھر "ہائے میرا شیرہ" کا ایک نعرہ جانگداز ہمارے ہیرو کی زبان سے نکلا۔ محفل میں ٹھرلونگ مچ گیا۔

فش سے بٹیر مقرر صاحب کے سر پر جا گرا۔ وہ گھبرا گئے۔ کہ اللہ یہ کیا آفت ٹوٹی۔ ادھر ایک دوسرا نعرہ بلند ہوا۔ ارے میرے شیرو کو پکڑو۔ ارے واللہ قسم ابا جان کی ارواح کی۔ اتوار کو بڑا سخت مقابلہ کرنے والا تھا۔ ہائے میں لٹا جاتا ہوں۔ ہائے میرا شیرہ! ہائے میرا شیرہ!"

ان نعروں سے محفل ایسی منتشر ہوئی کہ خدا کی پناہ۔ کوئی صاحب ہنستے ہنستے لوٹے جاتے تھے کوئی صاحب مارے غصے کے آستین چڑھائے ہمارے ہیرو

پر حملہ آور ہو رہے ہیں۔ کچھ ایسے بہادر تھے۔ کہ جوتا چھوڑ لوگوں کو پھاندتے۔ دھکے دیتے حواس باختہ سیدھے دروازے کے باہر تھے ؛

میاں شیرہ کو بھی ایسی بائی کبھی نصیب نہ ہوئی تھی۔ وہ بھی ایسا بوکھلایا۔ کہ ایک کونے میں پناہ لی۔ ادھر ہمارے ہیرو نے اس قدر دھکے کھائے۔ کہ کچھ تو میاں شیرہ کے جانے کا صدمہ کچھ دھکے کھانے کی تکلیف گو کہ بیہوش ہو گئے ؛

صاحب خانہ جو ایک متین اور مہذب رئیس تھے۔ اس ہنگامہ سے اس قدر متاثر ہوئے۔ کہ نہایت غیض میں ہمارے ہیرو کی طرف جھپٹے " اس مردود کا کچومر نکال دوں گا " لیکن کیا کہنا۔ واہ رے ماموں چھکن! اس غشی کے عالم میں بھی اللہ رکھے چہرے پر وہ رعب تھا۔ کہ رئیس صاحب لاحول ولا کہہ کر چپ ہی تو رہ گئے۔ اور ہمارے ہیرو نے نہایت تزک و احتشام سے پا بدست دگرے دست بدست دگرے اپنے گھر میں چارپائی پر گر کر ہی سکون کی سانس لی ؛

⁂

بہن حجاب سے

(از محترمہ عابدہ معین پشاوری ذرگیا تیم)

محفل تہذیب کے ایک استفسار سے متاثر ہو کر

اے حجاب خوش نوا اے خواہر شیریں سخن۔
تیری خاموشی سے ہے سونا فصاحت کا چمن
کیا طبیعت پھر بصیب دشمناں ناساز ہے۔
اس سکوت غم فزا کا الغرض کیا راز ہے۔
یاسمیں کی پرورش میں اتنی بیخود ہو گئیں۔
یا نئی ناول کے پیارے پیچ و خم میں کھو گئیں
داستانیں موج ساحل کی تپش آمیز تھیں
پر سکوں مدراس کی رعنائیاں بھاتیں تمہیں
تشنہ کامان ادب یہ پوچھتے ہیں بار بار۔
کب چھپیں گے صفحۂ تہذیب پر لیل و نہار
منتظر ہوں میں کہ پھر آئے بہاروں کی نوید۔
اب تو ہے ناقابل برداشت میرا شوق دید

محفل تہذیب

محترمہ جمیلہ بیگم صاحبہ کی خدمت میں گزارش ہے۔ کہ آپ مصیبت زدگان بنگال میں سے ایک عورت کو میرے پاس بہت جلد بھیج دیں۔ ممنون ہوں گی۔ خاتون متدین اور تندرست ہو۔ صفائی پسند ہو۔ میرے گھر کو اپنا گھر اور میرے بچوں کو

اپنے بچے تصور کرے۔ تا زیست نباہ کا ارادہ رکھتی ہو۔ گھر کے کام کاج میں میری مدد کرے۔ مزاج اور عادات کی اچھی ہو۔ پان اور تمباکو کی عادی نہ ہو۔ اسے یہ اطمینان دلا دیا جائے کہ میں اسے گھر کے آدمیوں کی طرح سمجھوں گی۔ پردہ نشین نہ ہو۔ تاکہ باہر کی ضروریات میں رکاوٹ نہ پڑے۔ بال بچوں کا بکھیڑا ساتھ نہ ہو۔ بوڑھی نہ ہو۔ عمر ادھیڑ ہو تو بہتر ہے۔ میرا پتہ حسب ذیل ہے:۔

والدہ خواجہ علی عباس

کتب خانہ اسلامیہ چنار (مرزا پور)

جواب آنے پر چنار کا کرایہ فوراً بھجوا دوں گی ؛

تہذیب نسواں اور دوسرے اخبارات سے بنگال کے قحط اور وہاں کے باشندوں کی پریشانی کی خبریں اکثر ملتی رہتی ہیں۔ جو اکثر ان کی امداد کی ترغیب دلاتی ہیں۔ میں اولاد سے محروم ہوں۔ اس لئے کچھ تو خدا ترسی اور کچھ کمی مجھے آمادہ کرتی ہے۔ کہ میں بھی ایک بچی کی پرورش کروں۔ اگر کسی متوسط طبقہ کی اولاد سے کوئی مسلمان بچی ہو۔ تو اسے میری معرفت بھیج دیا جائے۔ عمر ۶ سال! خط و خال بھی اچھے ہوں۔ مسز خاں افتخار الدین احمد خاں۔ وکیل معرفت خان بہادر رشید محمد خاں صاحب جہاں خیلاں۔ ہوشیارپور

۲- اکتوبر کے تہذیب میں محترمہ مسز این اے صدیقی ڈپٹی کلکٹر کے دیمک اور مہاسوں کے متعلق استفسارات نظر سے گزرے۔ عرض ہے کہ سوتے وقت زمبک کا استعمال اور علی الصباح نہار منہ دو تولے۔ عمدہ گلقند کھا لینے سے بہت جلد یہ شکایت رفع ہو جائے گی۔ میرے ایک بھتیجے کے بھی بہت مہاسے نکلتے تھے۔ اس علاج سے انہیں بہت افاقہ ہوا۔ اور انہوں نے ہی مجھے بھی یہ نسخہ بتلایا تھا ؛

دیمک دور کرنے کی سہل ترکیب یہ ہے کہ کسی برتن میں نارکول ڈال کر اس کے نیچے خوب آگ جلا دیں۔ نارکول کے دھوئیں سے دیمک جاتی رہے گی۔ یہ عمل کوٹھی میں متعدد جگہ پر کریں ؛

مسز سید تصدق حسین شاہ۔ صادق آباد

میں نے کہیں سے سنا ہے۔ کہ مولانا ابوالکلام آزاد جیل میں ترجمان القرآن کی تیسری اور آخری جلد مکمل کر رہے ہیں۔ اگر کسی بہن کو اس کے متعلق کچھ اور باتیں معلوم ہوں۔ تو مجھے بذریعہ تہذیب مطلع فرمائیں ممنون ہوں گی

عائشہ رضیہ

جام پور

Taj Tahir Foundation

خبریں

قاہرہ ۔ ۲۸ ستمبر ۔ یوگوسلاویہ کے شاہ پیٹر آج قاہرہ روانہ ہوگئے ہیں۔ آپ کے ساتھ آپ کی کابینہ کے ارکان اور دوسرے افسر بھی ہیں ؛

انقرہ ۔ ۲۔ اکتوبر ۔ یوگوسلاویہ کے آزاد ریڈیو نے یوگوسلاویہ کو آزاد کرانے والی فوج کے متعلق یہ اعلان نشر کیا ہے۔ کہ یہاں کئی مقامات پر سخت جنگ جاری ہے۔ اور جرمن دستوں کو تباہ کیا جارہا ہے ؛

انقرہ ۴۔ اکتوبر ۔ آج بعض اجنبی طیارے رومانیہ کی فضاؤں میں مصروف پرواز دیکھے گئے۔ اور انہوں نے اشتراکی اشتہاروں کا مینہ برسایا ؛

واشنگٹن ۔ ۴۔ اکتوبر ۔ امیر فیصل (سعودیہ عرب) اور ان کے بھائی امیر خالد سعودیہ عرب کے دوسرے مندوبین کے ساتھ ان دنوں امریکہ میں ہیں۔ واشنگٹن میں نائب وزیر بحر امریکہ کی طرف سے ان کے اعزاز میں ایک دعوت دی گئی۔ جس میں ترکی مصر ۔ عراق اور افغانستان کے سفیر موجود تھے ؛

استنبول ۔ ۵۔ اکتوبر ۔ اطالیہ کے سرکاری حلقوں نے اس اطلاع کی تصدیق کر دی ہے۔ کہ جرمنوں نے البانیہ کی اطالوی فوج کے کمانڈنگ آفیسر سلونیکا کے محاذ کے ایک اطالوی جرنیل اور میلان کے ٹریڈ یونینسٹ لیڈر کو گولی مار کر ہلاک کر دیا ہے ؛

لندن ۲۸۔ ستمبر ۔ نیپلز کی حفاظت کے لئے جرمن فوجوں کا زبردست اجتماع ہورہا ہے اور ان کی مزاحمت بہت شدید ہے ؛

لندن ۲۸ ستمبر ۔ ڈینپر اور پیٹرووسک کی جنگ شروع ہوگئی ہے۔ جرمن روسی حملے کو روکنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ سفید روس میں بھی روسیوں کی پیش قدمی جاری ہے ؛

لندن ۲۸ ستمبر ۔ مسٹر چرچل نے عورتوں کے ایک خاص جلسے میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ وہ نہایت ثابت قدمی سے اپنے فرائض پورے کئے جائیں ؛

لندن ۔ ۲۔ اکتوبر ۔ اتحادی فوجوں نے نیپلز پر قبضہ کر لیا ہے ؛

لندن ۔ ۳ ۔ اکتوبر ۔ ڈاکٹر گوئبلز نے برلن میں ایک تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ جرمن فوجیں لپسپا نہیں ہو رہی ہیں۔ بلکہ اپنے مورچے کو چھوٹا کر رہی ہیں۔ ایسے دفاعی استحکامات کر دیئے گئے ہیں۔ کہ روسی فوجوں کو جرمنی کی سرحد سے پرے ہی روک دیا جائے۔ جرمنی ۱۹۱۸ء کی طرح کبھی ہتھیار نہیں ڈالے گا ؛

Taj Tahir Foundation

واشنگٹن - ۳ - اکتوبر - آسٹریلوی فوجوں نے فن شافن کے شہر پر قبضہ کر لیا ہے۔ اب یہاں سے اتحادی فوجیں میڈانگ اور ویواک پر حملہ بول سکتی ہیں ؎

لنڈن - ۳ - اکتوبر - یہاں ہندوستانیوں اور انگریزوں کے ایک مشترکہ اجلاس میں مرحومہ بیگم مولانا آزاد کو خراج تحسین ادا کیا گیا - اور تعزیت کی ایک قرارداد منظور کی گئی جو وائسرائے کی معرفت مولانا آزاد کو بھیج دی گئی ؎

لنڈن - ۴ - اکتوبر - روسی فوج کیف اور پیٹرووسک پر بہت بڑے حملے کی تیاریوں میں مصروف ہے ؎

لنڈن ۴ - اکتوبر - آٹھویں فوج کے کچھ دستے جہازوں کے ذریعے بحیرۂ ایڈریاٹک کے ساحل پر بری فوج سے پندرہ میل آگے اتر پڑے ہیں - اور ٹرمولی پر قبضہ کر لیا ہے ؎

لنڈن - ۴ - اکتوبر - فلسطین کے مفتی اعظم حضرت امین الحسینی کو برلن میں گرفتار کر لیا گیا ہے۔ آپ کے خلاف یہ الزام عائد کیا گیا ہے کہ انہوں نے حکام کو غلط راستے پر ڈالنے کی کوشش کی ؎

لنڈن - ۵ - اکتوبر - جرمن فوجوں نے کارسیکا کو خالی کر دیا ہے - انہوں نے ڈوڈیکانیز کے جزیرہ کاس پر قبضہ کر لیا ہے ؎

نئی دہلی - ۲۸ ستمبر - پارچہ باف کارکنوں کی انجمن کے لئے حکومت ایک ایسی اسکیم پر غور کر رہی ہے - جس پر اگر عمل درآمد کیا گیا - تو کپڑے کی قیمتوں میں بڑی کمی واقع ہو جائے گی ؎

کراچی ۲۸ ستمبر - پچاس حروں کے ایک گروہ نے کل رات میر لور خاص کے قریب حملہ کر دیا - اور چار ایسے آدمیوں کو گولی سے اڑا دیا جو نماز گزار رہے تھے ؎

جموں - ۲۸ ستمبر - یہاں وزیر اعظم ریاست کشمیر شہر کے اس حصے کا معائنہ کرنے آئے ہیں - جہاں ۲۴ ستمبر کو گولیوں کی بے پناہ بارش برسائی گئی تھی - انہوں نے عوام کے ایک وفد سے بھی ملاقات کی - لیکن ابھی تک کوئی سمجھوتہ نہیں ہو سکا ؎

کلکتہ - ۴ - اکتوبر - کلکتہ میں موتوں کی تعداد تین گنا ہو گئی ہے - مسٹر عبدالرحمن صدیقی کی رائے ہے - کہ نومبر اور دسمبر میں صورت حال زیادہ خراب ہو جائے گی - بے شمار فاقہ کش بازاروں میں پھر رہے ہیں - یہ لوگ پس خوردہ اور گلے سڑے پھل نعمت سمجھ کر اٹھا لیتے ہیں۔ لوگ درختوں کے پتے کھا رہے ہیں - اسمبلی کے ایک ممبر نے ایک شخص کو مرا ہوا چوہا کھاتے دیکھا - بہت سے گھروں کا شیرازہ منتشر ہو چکا ہے ؎

Taj Tahir Foundation

تہذیبی کروشیا

تہذیبی بہنوں کے لئے کروشیا ورک کی بہترین کتاب۔ جسے ملک بھر کی کروشیا کار خواتین نے تیار کیا ہے ؛

بے شمار انوکھے۔ شاندار۔ بہت چھوٹے اور درمیانے اور بہت بڑے بڑے نمونے بنانے اور بننے کی سیکڑوں ترکیبوں کے ساتھ درج کئے گئے ہیں ؛

اس کتاب میں کروشیا کاری اپنی معراج پر دکھائی دے گی۔ تحفے میں دینے کے لائق کتاب ہے۔ کوئی تہذیبی گھر اس سے خالی نہیں رہنا چاہئے۔ تہذیبی کروشیا محترمہ فاطمہ محمد حسین نے مرتب فرمائی ہے۔ جو اس فن میں ید طولیٰ رکھتی ہیں ؛

بڑا سائز قیمت عہ

پتہ:- دارالاشاعت پنجاب۔ لاہور

ضرورت ہے

گورنمنٹ گرلز ہائی اسکول کوئٹہ کے لئے ایک سینیئر ورنیکلر مسلم استانی کی بمشاہرہ ۶۰-۴-۸۰ روپے مع حکومت کے مقرر کردہ مہنگائی الاؤنس کے ضرورت ہے۔ درخواستیں جن میں عمر، تعلیمی قابلیت تجربے کی تفصیلات مندرج ہوں۔ مع تصدیق شدہ نقول اسناد کے بلوچستان کے سپرنٹنڈنٹ آف ایجوکیشن کوئٹہ کو ۱۵ اکتوبر ۱۹۴۳ء سے پہلے پہلے پہنچ جانی چاہئیں ؛

فریٹ ورک

• ہندوستان کی بے روزگاری اور صنعت وحرفت کی پست حالی سے متاثر ہو کر یہ کتاب لکھی گئی ہے۔ اس میں لکڑی دھات زیلونٹ (ڈایو مائٹ) کے باریک زیبائشی کٹاؤ کے کام کے متعلق اصولی اور عملی ہدایتیں درج ہیں۔ ان ہدایات پر عمل کرنے سے مبتدی چند ماہ کی مشق کے بعد لکڑی کی ہر قسم کی زیبائشی اشیاء تیار کر سکتا ہے۔ قیمت عمہ

پتہ:- دارالاشاعت پنجاب۔ لاہور

تہذیبی نسخے

اس کتاب میں نہ صرف عورتوں اور بچوں کے لئے علاج تجویز
چھوٹے امراض اور معمولی تکلیفیں (جو بعض اوقات بڑھ کر خوفناک مرض)
رفع کرنے کے بھی نہایت زود اثر اور مجرب نسخے درج کئے گئے ہیں:

اس کتاب کے نسخے بازاری نہیں۔ بلکہ یہ وہ نسخے ہیں۔ جو پہلے ہمارے یہاں کی بڑی بوڑھی عورتوں کو معلوم تھے۔ اور جن کے ذریعے وہ کسی ڈاکٹر یا حکیم کی مدد کے بغیر اپنا اور اپنے بچوں کا علاج کر لیا کرتی تھیں:

یہ نسخے نسلاً بعد نسلٍ سینہ بسینہ تجربہ کار اور بوڑھی عورتوں کے طفیل زمانے کی دستبرد سے محفوظ رہے۔ لیکن رفتہ رفتہ نئی روشنی کی وجہ سے معدوم ہونے لگے۔ حالانکہ ان قدیم اور زود اثر نسخوں کی بقا نسل انسانی کے لئے بہت ضروری تھی:

اس مقصد کے پیش نظر خیر خواہ نسواں شمس العلماء مولوی سید ممتاز علی صاحب مرحوم نے بدقت تمام ہندوستان بھر کی ان تجربہ کار بزرگ ہستیوں سے یہ نسخے حاصل کئے۔ اور ان کے زود اثر مجرب اور شافی ہونے کے متعلق تفصیلی تحقیقات کے بعد انہیں کتابی صورت میں شائع کر دیا۔ اور یہ انمول جواہرات ضائع ہونے سے بچ رہے۔ بلاشبہ مولوی صاحب مرحوم کا یہ کارنامہ یادگار رہے گا:

اس کتاب میں کم و بیش دو سو امراض کے علاج کے لئے نادر و نایاب نسخے تجویز کئے گئے ہیں:

کتاب کا مقدمہ حکیم محمد حسن صاحب قرشی پرنسپل طبیہ کالج لاہور نے لکھا ہے۔

حجم ۳۲۸ صفحات۔ قیمت عہ

ملنے کا پتہ

دار الاشاعت پنجاب۔ لاہور

سید حمید علی پرنٹر و پبلشر نے مرکنٹائل پریس لاہور میں چھپوا کر دار الاشاعت پنجاب لاہور سے شائع کیا۔ اڈیٹر سید امتیاز علی تاج

Taj Tahir Foundation

ہندوستان میں سب سے پہلا زنانہ ہفتہ وار اخبار

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۱

تہذیب النسواں

جسے
محترمہ محمدی بیگم صاحبہ مرحومہ اور شمس العلماء مولوی سید ممتاز علی صاحب مرحوم
نے
سنہ ۱۸۹۸ء میں جاری کیا
چندہ سالانہ مع محصول ڈاک صہ پیشگی

نمبر ۴۳	سنہ ۱۹۴۳	لاہور ہفتہ ۲۳ - اکتوبر	جلد ۴۶

تہذیب نسواں

لاہور ہفتہ ۲۲ شوال المکرم سنہ ۱۳۶۲ھ

فہرست مضامین

ہماری زبان	جمیلہ بیگم	۶۷۷
مظلوموں کے قہقہے	عملۂ ادارت	۶۷۹
تیمارداری	نورالنساء بیگم	۶۸۱
غزل	حافظ علی اکبر خاں	۶۸۴
یہ دنیا (افسانہ)	شاہدہ محمود	۶۸۵
عمر اور غذا	لطیف علوی	۶۸۷
سپاہی کا خواب	زینت النساء	۶۸۹
محفل تہذیب	متفرق	۶۹۰

تحفے

اور دوسرے شگفتہ افسانے

یہ کتاب محترمہ حجاب امتیاز علی کی تازہ تصنیف ہے۔ اس میں آپ رومانی افسانوں اور ہیبت و دہشت کی نامور مصنفہ کو شگفتہ مزاجی کی کیفیت میں دیکھیں گے۔ بلاشبہ یہ کتاب مزاح نگاری کے ایک نئے اسلوب کی آئینہ دار ہے اسے پڑھ کر مردہ دل مسکرائیں گے۔ اور زندہ دل قہقہے لگائیں گے۔

مجلد قیمت عہ

پتہ:- دارالاشاعت پنجاب۔ لاہور

نہ ڈوبنے والی پونجی

جو لوگ اپنا روپیہ سونا، چاندی، جواہرات یا سامان میں لگاتے ہیں انھیں ہمیشہ نقصان کا اندیشہ رہتا ہے ان کی دولت چوروں کے ہاتھ لگ سکتی ہے، یا آگ کی نذر ہو سکتی ہے، سونا، چاندی مسلسل استعمال سے گھس جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ آج کل سونا چاندی، جواہرات، جائداد، اور صنعتی اشیا سب کے دام اسقدر بڑھے ہوئے ہیں کہ اگر ان میں آپ اپنا روپیہ پھنسا دیں تو اسکا بہت سا حصہ قیمتوں کے اچانک گرجانے کی وجہ سے ڈوب جائے گا۔

آئندہ کے لئے

روپیہ بچانے

کا محفوظ طریقہ اختیار کیجئے

جنگ کے زمانے میں روپیہ بچانے کا محفوظ طریقہ یہ ہے کہ آپ کی لگی ہوئی رقم روپوں کی شکل ہی میں رہے، اس طرح آپ کو آئندہ کم از کم اتنے ہی روپے مل جائیں گے جتنے کہ آپ نے لگائے تھے فتح کے بعد جب چیزوں کی افراط ہوگی اور دام بھی اترینگے تو آپ انہیں رقم سے بہت کچھ خرید سکیں گے۔

روپیہ لگانے کے محفوظ طریقے

- ★ انجمن امداد باہمی۔
- ★ بینک کا سیونگز کھاتہ۔
- ★ بیمہ پالیسی۔
- ★ پوسٹ آفس سیونگز بینک۔

یا سب سے بہتر
سرکاری قرضے اور سیونگز سرٹیفکٹ

چار آنے روز بچایئے

تھوڑا تھوڑا روپیہ بچانے سے بھی بڑی رقم جمع ہو سکتی ہے چار آنے روزانہ یا ہو سکے تو اس سے زیادہ بچانے کے لئے مستعدی کو کام میں لایئے پھر اس بچائی ہوئی رقم کو نیچے لکھی ہوئی محفوظ مدوں میں برابر لگاتے جایئے

قوم کے لئے قومی جنگی محاذ کی اپیل

CPU 302 Urdu

ہماری زبان

(از محترمہ جمیلہ بیگم صاحبہ - کلکتہ)

۱۷ جولائی کے پرچے میں "تہذیب نسواں" کی دیرینہ معاون محترمہ بلقیس صمد بیگم صاحبہ کے قابل قدر خیالات نظر سے گزرے تھے - واقعی ہماری زبان اس وقت بڑے کٹھن دور سے گزر رہی ہے - اگرچہ عربی - فارسی - ہندی سنسکرت اور دوسری زبانوں کے میل ملاپ سے اس کی بنیاد پڑی تھی - اور اس کے ارتقا میں کیسی کیسی جدوجہد کی گئی - تب جا کے یہ پروان چڑھی تھی مگر زمانے کی تلون مزاجی نے اسے بھی اس کے شیدائیوں کے ساتھ پامال کرنا شروع کیا - رفتہ رفتہ یہ نوبت پہنچی - کہ اس میں خط وکتابت کرنا بھی ذلت خیال کیا جانے لگا ؂

لیکن جب سوراج اور قومی زبانوں کی تحریک رونما ہوئی - اور ہندوؤں نے موقع کو غنیمت جان کر ہندی کو اور دیگر صوبجاتی تقسیم کے کارکنوں نے اپنے اپنے صوبوں کی خاص زبانوں کو فروغ دیکر قومی زبان قرار دینا چاہا - تو اردو کے خفتہ بخت ہواخواہوں نے انگڑائی لی - اور انہوں نے سعی اور کوشش کی ضرورت کو محسوس کیا ؂

بنگالیوں نے اس تحریک کے بعد سے بنگلہ زبان کی ترقی میں انتہائی کوششیں کیں - اس میں جدت اور تنوع پیدا کرنے کے لئے غیر ملکی زبانوں کے تراجم کے گئے بعض مفید مضامین کو اپنا لیا گیا - اور چند سالوں میں وہ انقلاب پیدا کر دیا - کہ بنگلہ زبان بھی ایک ادبی زبان مانی جانے لگی - اس طرح اردو ہندی کے معاملے میں ہندی کے سرپرستوں نے اس قدر سرگرمی سے اس زبان کی خدمت کی ہے - کہ اس میں بھی ایم اے کی ڈگری دی جانے لگی ؂

اسی طرح دوسرے صوبوں نے بھی اپنی صوبائی زبان کو ترقی دینے کا تہیہ کر لیا - اس وقت ہماری پیاری زبان اردو بیم و رجا کے عالم میں پڑی سسک رہی تھی - خدا بھلا کرے قومی تحریکوں اور باہمی اختلافات کا کہ متنازعہ فیہ مسائل میں اس کو ازسرنو زندہ کرنے کا خیال بھی پیدا ہو گیا ؂

آج کل ہر تعلیم یافتہ اور متوسط الحال گھرانے میں یہی رواج غالب ہے - کہ بچوں کو پہلے انگریزی کی تعلیم دی جائے - تاکہ وہ اس زبان کو اچھی طرح بولنے پر قادر ہو جائیں اردو نہ آئی نہ سہی - انگریزی تو فرفر بولنی آ گئی - کاش ہمارے بزرگوں کو اتنا احساس ہوتا - وہ سب کچھ گنوا کر اب اپنی زبان کو بھی گنوانے اور مٹانے پر تُل جاتے - آپ سمجھتی ہیں - کہ ہمارا اور ہمارے بچوں کا صحیح

Taj Tahir Foundation

انگریزی میں بولنا ہی مدارج اعلیٰ کی تکمیل کا ذریعہ ہے۔ ہرگز نہیں۔ اگر ہم اُردو یا اپنی صوبائی زبان سے نابلد ہوئے۔ تو گویا ہماری کوئی قومیت باقی نہ رہی انگریزی ہزار اچھی ہو۔ مگر آخر نقل کی چیز ہے جب ہم لباس۔ آرائش۔ دوا۔ علاج غرض ہر کام میں دوسروں کی زبان کے محتاج بن جائیں۔ تو شرم کی بات ہے۔

ہمیں سب سے پہلے اپنی مادری زبان کی تحصیل لازمی ہے۔ اس کے بعد غیر ملکی زبانوں کو سیکھنا چاہئے۔ پہلے صرف انگریزی داں حضرات ہی اُردو کو بنظر حقارت دیکھتے تھے۔ اور اس میں خط وکتابت یا بول چال کرتے ہوئے ذلت محسوس کرتے تھے۔ مگر اب تو عورتیں بھی اسی رنگ میں رنگی جا چکی ہیں۔ انگریزی زبان پر انہیں کافی عبور حاصل ہو یا نہ ہو۔ لیکن وہ اس زبان میں بول چال کرنا فخر خیال کرتی ہیں۔ حالانکہ یہ غلط نظریہ ہے۔

ہم ہزار انگریزی اور فرانسیسی کی طرف رجوع کریں۔ اور غیروں کی زبان اختیار کرلیں۔ مگر لوگ جب ہمیں دیکھیں گے۔ تو ہندوستانی ہی کہیں گے۔ پھر اس بیکار کی سردردی سے فائدہ؟

میرے خیال میں جو بزرگ اپنے بچوں کو اپنی مادری زبان سکھانے سے پیشتر انگریزی بولنا سکھاتے ہیں۔ وہ ان کا حق چھین کر انہیں دوسروں کا دست نگر بناتے ہیں۔

کیا ہماری کوئی زبان نہیں۔ جو ہم غیروں کے دست نگر ہوں۔ جس شخص کے پاس اپنا کوئی سرمایہ نہیں۔ کوئی ذاتی ملکیت نہیں۔ وہ غیروں سے کچھ مستعار لینے پر مجبور رہتا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ ہم اپنی زبان اپنے پاکیزہ ادب اور اپنی مادری بولی چھوڑ کر دوسروں کے محتاج ہو جائیں۔ کیا ہمارا ادب ایسا ہی حقیر ہے۔ کیا ہماری اُردو اس قدر کم مایہ ہے۔ کہ ہم اس کو چھوڑ کر نقالی میں فخر محسوس کرنے لگیں۔

یہ بھی ہم نے مشاہدہ کیا ہے۔ کہ تعلیم یافتہ مسلمان بہنیں سوسائٹی میں اردو بولنا ذلت سمجھتی ہیں۔ جہاں دیکھئے ٹولی کی ٹولی بیٹھی انگریزی بولتی نظر آئے گی۔ اس کے برعکس دوسری قوموں کی اعلیٰ تعلیم یافتہ اور یورپ سے بڑی بڑی ڈگریاں حاصل کرنے والیاں بھی بوقت گفتگو اپنی ہی زبان (خواہ وہ ہندی ہو یا بنگالی۔ مرہٹی ہو۔ گجراتی ہو۔ یا تامل) کو ترجیح دیں گی۔ ایک شاعر کا کیا خوب شعر ہے۔

ہم ننگ وطن وہ ہیں کہ مر کر بھی عدم کو۔
منہ ڈھانپے ہوئے جاتے ہیں خجلت کے کفن سے

Taj Tahir Foundation

لیکن میں کہوں گی - کہ ہم وہ ننگ وطن ہیں - جن کو اپنی زبان اور اپنی قومیت سے بھی عار ہے - پھر جب ہماری زبان غیر ہمارا لٹریچر غیر اور ہمارا سرمایہ بھی غیر کا دست نگر رہا - تو پھر افلاس اور غلامی کا رونا عبث ہے - پہلے کم از کم اپنی زبان کی حفاظت کیجئے - دوسروں کی محتاجی چھوڑیئے پھر دیکھئے کہ غلامانہ ذہنیت کس طرح خود بخود دور ہو جاتی ہے ؛

مظلوموں کے قہقہے

(از عملۂ ادارت)

غالب مرحوم کا ایک مشہور ہے ؎

رنج سے خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے رنج -
مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پر کہ آساں ہو گئیں +

یورپ کے جن ملکوں پر نازیوں کا قبضہ ہے - وہ اس شعر کی زندہ تفسیر ہیں - وہ نازیوں کے ہاتھوں ذلت رسوائی اور توہین برداشت کرنے کے اتنے خوگر ہو گئے ہیں - کہ یوم نجات کے انتظار میں وہ اب ان پر آوازے کستے - ان پر پھبتیاں اُڑاتے اور ان پر ہنستے ہیں - ان کی ہنسی نازیوں کے لئے ناقابل برداشت ہے - وہ چڑتے ہیں - غصہ میں آتے ہیں - انہیں گرفتار کر کے سزائیں دیتے ہیں - اور گولیوں سے اڑاتے ہیں - ان مظلوموں کے دل روتے ہیں - لیکن اپنی بذلہ سنجی اور ظرافت سے وہ جرمنوں کو ذلیل کرتے ہیں - اور اس طرح غلامی کی حالت میں ان سے انتقام لیتے ہیں - ان کی بذلہ سنجیوں کی بعض دلچسپ کہانیاں - غیر جانبدار ملکوں کے اخباروں میں شائع ہوئی ہیں - اور ان لوگوں کی زبانی سننے میں آئی ہیں - جو ان ملکوں سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے ہیں - اور کسی غیر جانبدار یا اتحادی ملک میں پہنچ گئے ہیں ؛

ناروے میں ایک شخص کوئز لنگ نازیوں کا پٹھو ہے - وہ ناروے کا باشندہ ہے - لیکن نازیوں کا آلہ کار بن کر اپنے ہم وطنوں کو مجبور کرتا ہے - کہ وہ جرمنی کی غلامی اختیار کریں - ناروے کے باشندے اسے اپنی ظرافت کا تختۂ مشق بنا رہے ہیں - اس کے متعلق ایک دلچسپ کہانی سننے میں آئی ہے ؛ کہا جاتا ہے - کہ ناروے کے صدر مقام اوسلو میں ایک کتب فروش کو ڈانٹا گیا - کہ وہ کوئز لنگ کے متعلق ایک کتاب کو ایسی جگہ کیوں نہیں رکھتا - جہاں اس پر ہر شخص کی نظر پڑے - یہ کتاب کوئز لنگ کی تعریف میں لکھی گئی ہے ؛

کتب فروش نے دوسرے دن اپنی دکان کے باہر شیشے کے شوکیس میں تین کتابیں نمائش کے لئے رکھیں۔ درمیان میں کوئسز لنگ کے متعلق وہی کتاب تھی اور اس کے دائیں بائیں دو اور کتابیں جن کا نام تھا۔ "وہ شخص جسے ہر شخص ذبح کرنا چاہتا ہے"۔

کوئسز لنگ کے متعلق ایک اور لطیفہ سُننے میں آیا ہے۔ ناروے کے وزیر پراپیگنڈا کے کمرے میں کوئسز لنگ کی تصویر دیوار پر آویزاں تھی۔ ایک روز صبح کے وقت وزیر جب اپنے کمرے میں آیا۔ تو بوڑھی خادمہ کو کمرے کا فرش دھوتے پایا۔ وہ دروازے میں کھڑا ہوگیا۔ اور کوئسز لنگ کی تصویر کو دیکھ کر کہا۔ "واہ کیسی تصویر ہے"۔

خادمہ فوراً بولی۔ "جناب میرا فرض فرش صاف کرنا ہے۔ دیواروں پر جو گندگی اور میل کچیل ہے۔ اسے دور کرنا میرا کام نہیں"۔

جرمنی کی مغربی سرحد پر ایک چھوٹی سی ریاست لکسمبرگ ہے۔ جس پر نازیوں نے ۱۹۴۰ء میں قبضہ کر لیا تھا۔ ایک دفعہ ایک جرمن اخبار نویس نے لکسمبرگ کے باشندوں کے متعلق لکھا۔ "وہ جرمنوں سے محبت رکھتے ہیں۔ اور بڑے عقل مند اور دیانتدار ہیں"۔ اس کے جواب میں لکسمبرگ کے ایک خفیہ اخبار نے لکھا۔ کہ لکسمبرگ کے باشندے ان تین صفات میں سے صرف دو کے مالک ہو سکتے ہیں۔ اگر وہ جرمنوں سے محبت رکھتے ہیں۔ اور عقل مند ہیں۔ تو دیانتدار نہیں ہو سکتے اگر وہ دیانتدار ہیں۔ اور جرمنوں سے محبت بھی رکھتے ہیں۔ تو وہ عقل مند نہیں ہو سکتے اور اگر لکسمبرگ کے باشندے دیانتدار اور عقل مند ہیں۔ تو وہ جرمنوں کو گوارا نہیں کر سکتے"۔

بلجیم میں چھپنے والے اخباروں کی تعداد ۱۴۰ کے لگ بھگ ہے۔ وہ اپنے مضامین۔ خبروں۔ تصویروں اور کارٹونوں میں جرمنوں کا مضحکہ اڑاتے ہیں۔ جرمنوں نے کس طرح بلجیم کو لوٹا۔ اس کے متعلق ایک لطیفہ ایک اخبار نے دلچسپ کارٹون کی صورت میں اس طرح بیان کیا ہے:۔

بیٹا باپ سے پوچھتا ہے۔ "ابا آلو کہاں ہیں"؟

باپ جواب دیتا ہے۔ "بیٹا فرہنگ میں دیکھو"۔

ایک اور اخبار نے ایک اور کارٹون میں ہٹلر کو کھیتوں میں سے گندم اور مکئی کے سٹے کاٹتا دکھایا ہے۔ وہ پاس ہی کھڑے ہوئے بلجیم کے باشندوں سے کہہ رہا ہے۔ "تم لوگ مفت میں مجھے بدنام کرتے ہو۔ دیکھ لو

ہیں نے ساری فصل نہیں کاٹی - صرف بیٹے کاٹے ہیں"؛

یونان کے ایک اخبار نے یونان میں جرمنوں کی لوٹ کھسوٹ کے بارے میں ایک مضمون لکھا تھا جس کا ماحصل یہ تھا:-

نہ لٹتا دن کو تو کب رات کو یوں بے خبر سوتا
رہا کھٹکا نہ چوری کا دعا دیتا ہوں رہزن کو۔
(محکمۂ اطلاعات پنجاب)

تیمارداری

(از محترمہ نور النساء بیگم صاحبہ)

دکھ درد انسان کے ساتھ ہیں - ہر کوئی بیمار پڑتا ہے - اور اس کی تیمارداری بھی کی جاتی ہے - مگر صحیح تیمارداری بڑا کٹھن کام ہے - تیماردار کو ہر قسم کے مریضوں سے سابقہ پڑتا ہے - ہر وقت مریض کی دل جوئی کرنی پڑتی ہے - اس کی غذا - پرہیز - معالجہ وغیرہ کا خاص خیال رکھنا پڑتا ہے - صحیح تیمارداری ہر کسی کے بس کی بات نہیں - اس فن سے واقفیت کے لئے تعلیم ہی کی ضرورت ہوتی ہے - اور اس فن میں مہارت صرف وہی لوگ حاصل کر سکتے ہیں - جن کو اس کا خاص تجربہ ہو؛

ذی مرتبہ لوگ تو بوقت ضرورت نرس کی امداد حاصل کر سکتے ہیں - اور اس طرح غیر اقوام کے دست نگر ہو کر ان کی روزی کا ذریعہ بن جاتے ہیں - مگر ہر کوئی اتنی استعداد نہیں رکھتا - کہ وہ نرس کی فیس کا بوجھ برداشت کر سکے - اس لئے اکثر گھروں میں گھر کی لڑکیاں ہی تیمارداری کے فرائض انجام دیتی ہیں - اگر وہ تیمارداری کے اصول سے واقف ہوں - تو ان کی موجودگی ہی مریض کے حق میں اکسیر ثابت ہوتی ہیں - بصورت دیگر مریض کو ان کے ہاتھوں نقصان اٹھانے کا اندیشہ رہتا ہے؛

نرسنگ کوئی دقت طلب کام نہیں تھوڑی سی تربیت ہم کو کافی مشاق بنا سکتی ہے - غریب گھرانوں کی خواتین اس فن کو فارغ البالی کا ذریعہ بنا سکتی ہیں - نیز مشاق مسلمان نرسوں کی موجودگی مسلمانوں کے لئے سہولت کا باعث ہوتی ہے - ہم کو دوسروں کی خوشامد و خاطرداری سے نجات حاصل ہو سکتی ہے - عمدہ تیماردار وہی ہے - جو مریض کو محض اپنے دل پسند برتاؤ اور دلفریب باتوں سے ہی ایک حد تک خوش کر سکے - جن گھرانوں میں تعلیم کا دور دورہ ہے - وہاں بھی اس معاملہ میں بدانتظامی برتی جاتی ہے - بہت ہوا تو جان کے خوف سے نرس رکھ لی - ورنہ مریض کو کسی رشتہ دار

کے سپرد کر کے اس جنجال سے چھوٹ گئے۔ اگر ہماری مسلمان بہنیں اس فن میں کافی مہارت رکھتیں۔ تو یہ مشکل ہی پیش نہ آتی۔ کیا تعلیم حاصل کرنے کا مقصد صرف معلمہ بننے تک محدود رہ جائے گا! اور نرسنگ ایسا کارآمد اور مفید فن غیر قوموں کی عورتوں کی بہبودی کا ذریعہ بن جائے گا۔ کیا اب بھی ہماری بہنیں معلمی کے علاوہ دوسرے تمام پیشوں کو ذلیل تصور کرتی رہیں گی؟

تیمار دار کو سب سے پہلے مریض کے لئے روشن وہوادار کمرہ کا انتخاب کرنا پڑتا ہے۔ پھر مریض کی ذہنی کیفیت کا گہرا مطالعہ کرنا لازمی ہے۔ جسم پر دماغی کیفیات کا بہت کچھ اثر ہوتا ہے۔ اس لئے مریض کو ہر قسم کے ذہنی افکار سے آزاد کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ مریض کے ساتھ گفتگو امید افزا ہونی چاہئے۔ تیمار دار کے برتاؤ سے مریض کو اطمینان ہو جانا چاہئے۔ کہ وہ رو بصحت ہے۔ مریض کو کسی حال میں مضمحل اور پژمردہ نہ رکھنا چاہئے۔ ہر بیمار اپنا فرض معلوم کرنے کے لئے بےچین رہتا ہے۔ اس لئے اس معاملہ میں اس کو بالکل بے خبر رکھنا ٹھیک نہیں۔ اگر معالج اجازت دے۔ تو مریض کو اس کے مرض کے متعلق کچھ کہہ دینے میں کوتاہی نہیں کرنی چاہئے۔ البتہ وہ باتیں جن کا بتا دینا مریض کے حق میں برا ہوا۔ ہر حالت میں پوشیدہ ہی رکھنا دانشمندی ہے۔ روزانہ دو تین وقت بیمار کا ٹمپریچر لینا چاہئے۔ تاکہ ڈاکٹر کو بیمار کی صحیح حالت کا علم رہے۔ بیمار کے روبرو ٹمپریچر نہ دیکھئے کیونکہ اس کے چہرے کے اُتار چڑھاؤ سے بیمار غلط نتائج اخذ کرتا ہے۔ اور اندیشوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں اس کے اندیشوں کو دور کرنے کی حتی الامکان کوشش لازمی ہے۔ حوصلہ افزا باتیں مریض کے اندیشوں کو ایک حد تک دور کر سکتی ہیں۔

بیمار کے کمرے میں اس کی غذا تیار کرنے سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ غذا تیار کرتے وقت کمرے میں اس کی بو پھیل جاتی ہے۔ جو مریض کو ناگوار خاطر ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مریض اس غذا کے استعمال سے انکار کر دیتا ہے۔ کمرے میں پکوان کی وجہ سے صاف ہوا مکدر ہو جاتی ہے جس سے مریض کا دماغ پریشان ہو جاتا ہے۔ اس لئے جہاں تک ممکن ہو سکے۔ بیمار کی غذا کسی دوسری جگہ تیار کرنی چاہئے۔ اس سے اس کے ذائقہ میں فرق نہیں آنے پاتا۔ بیمار کو دوا پلاتے وقت یا اس کی خوراک دیتے وقت نرمی اور آہستگی سے کام لینا بہت ضروری ہے۔ اس وقت تیماردا

کو چاہئے۔ کہ اپنے مریض کو بہلا پھسلا کر کام نکالے؛

تیماردار کو ہر وقت خوش و خرم نظر آنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ بصورت دیگر بیمار اس کے احساسات و جذبات سے متاثر ہو کہ طرح طرح کے شکوک میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور پھر ان شکوک کا رفع کرنا کوئی آسان کام نہیں ہوتا۔ تیماردار کے چہرے سے یہ ظاہر نہ ہونے پائے۔ کہ مریض کی وجہ سے وہ تکلیف میں ہے۔ اور اس کے دوسرے ضروری کاموں میں خلل واقع ہو رہا ہے۔ ورنہ مریض اشد ضرورت پر بھی تامل سے کام لینے کی کوشش میں تکلیف برداشت کرے گا۔ جس طرح تیماردار کے لئے سست اور کاہل نہ ہونا چاہئے۔ اسی طرح اس کا حد سے زیادہ مستعد دکھائی دینا بھی مریض کے لئے برا ہے مریض اس کی مستعدی سے یہ سمجھ لے گا۔ کہ وہ کسی خطرناک بیماری میں مبتلا ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ اتنی مستعدی سے اس کی خدمت کی جا رہی ہے۔ یہ خیال اس کو ہمیشہ پریشان رکھے گا؛

بیمار کو سوتے وقت کسی ضرورت کے لئے نہیں جگانا چاہئے۔ نیند مریض کے لئے لاکھ دواؤں کی ایک دوا ہے۔

بیمار کے آرام کے وقت اس پاس خاموشی ہونی چاہئے۔ زور زور کی آوازیں اس کے آرام میں خلل انداز ہو کر اس کی دماغی کلفت بڑھا دیں گی؛

تیماردار کو چاہئے۔ کہ بیک وقت کئی دوستوں اور احباب کو مزاج پرسی کے لئے بیمار کے کمرے میں نہ لے جائے۔ اکثر احباب مریض کی اصلی حالت سے بے خبر رہنے کی وجہ سے مریض کے ساتھ ضرورت سے زیادہ زور دار آوازمیں باتیں کرنے لگتے ہیں۔ اکثر بیمار کو ڈھارس دلانا اور اس کی دلبستگی کا مواد مہیا کرنے کے بجائے کچھ اس قسم کا رویہ اختیار کرتے ہیں۔ کہ بیمار گھبرا جاتا ہے۔ اور اپنی بیماری کو خطرناک تصور کر کے صحت سے مایوس ہو جاتا ہے۔ یہ مایوسی اس کے حق میں زہر کا کام کرتی ہے۔ اس کے علاوہ بیک وقت کئی دوستوں اور رشتہ داروں کو اپنے اردگرد دیکھ کر مریض پریشان بھی ہو جاتا ہے؛

جو لوگ عیادت کے لئے آتے ہیں۔ ان کو خیال رہنا چاہئے۔ کہ ان کی آمد مریض کے حق میں تکلیف کا باعث نہ ہونے پائے مریض کی دل لگی۔ اور ہمدردی ان کا عین مقصد ہونا چاہئے۔ اپنے دوستوں کے خلوص و محبت سے مریض کا دل خوش ہوتا ہے۔ بیمار پرسی کے الفاظ میں امید کی جھلک ہونی چاہئے۔

مریض سے ہروقت یہ کہتے رہنا- کہ تم دُبلے ہوگئے ہو- کمزوری کے علامات ظاہر ہورہے ہیں- کھانا پانی چھوٹ گیا ہے۔" بہت بُرا ہے- ایسے الفاظ سے اچھا شخص بھی بیماری میں مبتلا ہوجاتا ہے- اُٹھتے بیٹھتے ہروقت مریض کی حالت پر متاسف نظر آنے سے مریض بیجا فکر اور گھبراہٹ میں مبتلا ہوکر اپنے مرض کو تقویت پہنچاتا ہے- ہمارا یہ رویہ مریض کے لئے سوہان روح ہوجاتا ہے- عیادت کا اصلی مقصد تو یہ ہونا چاہئے کہ مریض کی دل جوئی ہو- اس کی تسلی وتشفی کی جائے- اس کے آرام وآسائش میں کوئی فرق نہ آنے پائے- ہماری گفتگو مریض کے لئے تفریح کا باعث بنے- اور اس کے تفکرات دور ہوں ؛

مریض کے روبرو رسمی تصنع آمیز الفاظ میں افسوس ظاہر کرنا- اس کی تکلیف پر زاروقطار رونا اور اپنے چہرے پر مردنی سی ظاہر کرنا نہایت برا ہے- اگر درحقیقت بیمار کی حالت خطرناک بھی ہو- تو بھی اپنی پریشانی چھپا کر مریض کو تسلی دینی چاہئے- عیادت کے لئے جائیں تو مریض کے ساتھ دلچسپ گفتگو کرکے اور اس کی تشفی کرچکنے کے فوراً بعد واپس ہوجانا چاہئے- یہ نہیں کہ جائیں عیادت کے لئے اور توقع رکھیں چائے پانی کی- مہمان بننے کے مواقع اَور ہوتے ہیں- عیادت کرنے والوں کی خاطر ومدارات کی توقع نہ صرف فضول ہے- بلکہ یہ ہماری کوتاہ اندیشی اور کم ظرفی ظاہر کرتی ہے ؛

غزل

(از جناب حافظ علی اکبر خاں صاحب شروانی حسن پوری)

ہم سیہ مستانِ غفلت رات بھر سویا کئے-
وہ ستاروں کی بلندی سے ہمیں جھانکا کئے+
رشتۂ انفاس گویا ٹوٹنے والا نہ تھا-
کیسے نازک تار پر ہم بے خبر جھولا کئے+
تیری قامت سے بھی بڑھ کر پست ہے دنیا تری
آہ غافل اس پہ بھی چلتا ہے سر اونچا کئے-
اس طلسم رنگ وبو میں کس کو آتا ہے خیال-
کس ضرورت نے زمین وآسماں پیدا کئے+
جاگنے والے ہم آہنگ جرس ہوکر اُٹھے-
سونے والے آنگنوں میں کروٹیں بدلا کئے+
خوئے طفلی نے کیا مقصود عالم کو تباہ-
ریگ صحرا سے ہزاروں کارواں کھیلا کئے+
بے تحاشا بھاگ اے شبکور سوئے آفتاب-
آرہی ہے آفتِ ظلمت ترا پیچھا کئے+
مخبر صادق نے جو فرمادیا پورا ہوا-
فلسفی اوہام پر بھولا کئے پھولا کئے+
اے علی وہ قید صورت میں سما سکتی نہ تھی-
جس تجلی کے لئے اہل نظر ترسا کئے+

Taj Tahir Foundation

یہ دُنیا

(از محترمہ شاہدہ محمود صاحبہ - رام نگر)

میں پھولوں سے سجی ہوئی ایک کشتی میں بیٹھی دریا کے اس پار جا رہی تھی۔ میری کشتی کی ناخدا ایک ننھی سی حسین پری تھی۔ کائنات کے ذرے ذرے پر مسرت کی حکومت تھی۔ پانی کی شفاف موجیں کنول کے نازک پھولوں سے اٹھکھیلیاں کر رہی تھیں۔ ماہ کامل اور ننھے ستارے مسکرا رہے تھے۔ میرے مُنہ سے فوراً نکلا "اے معبود یہ دنیا کتنی خوبصورت اور بےفکر ہے"۔

میری کشتی ساحل پر رُک چکی تھی۔ پری نے اپنی معصوم آنکھوں سے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔ "اب اترو۔ اور اس خوبصورت اور بےفکر دنیا کی سیر کرو"۔

میں ایک پگڈنڈی پر جا رہی تھی۔ دفعتاً کسی کی باتوں کی آواز نے مجھے چونکا دیا۔ سامنے ہرے بھرے انگوروں کی بیل کے نیچے بیٹھے ہوئے دو شخصوں میں ہمیشہ کے واسطے ایک دوسرے کا صادق دوست ثابت ہونے کا عہد و پیمان ہو رہا تھا۔ کچھ دیر بعد ایک شخص نے دوسرے کو روپوں سے بھری ہوئی ایک تھیلی دیتے ہوئے کہا۔ "دوست میرے یہ روپے تم اپنے پاس رکھ لو۔ میں چند گھنٹے بعد واپس لے لوں گا۔ اور وہ "خدا حافظ" کہتا ہوا شاہراہ پر چلا گیا۔

اب میں آگے بڑھی۔ اس وقت دنیا کی خوبصورتی دوبالا ہو چکی تھی۔ خوشی کا دور دورہ تھا۔ برقی قمقموں سے جگمگاتی ہوئی ایک شاندار عمارت میرے پیش نظر تھی۔ سیکڑوں مرد اور عورتیں سرسراتے ہوئے لباسوں میں ملبوس۔ خوشی کے نشے میں سرشار ادھر سے اُدھر پھر رہی تھیں۔ باجوں کی دل خوش آواز عجیب پُرکیف سماں پیش کر رہی تھی۔ نفیس کھانوں کی خوشبو سے دماغ معطر ہو رہا تھا۔ میں نے دربان سے پوچھا "یہ سب کیوں ہو رہا ہے"؟

اس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا "آج ہمارے مالک کے یہاں ایک تقریب ہونے والی ہے۔ یہ سب سامان اسی کا ہے"۔

اسی عمارت کے پیچھے ایک کچے اور چھوٹے مکان میں سے ایک معصوم بچے کی باتوں کی آواز آ رہی تھی۔ میں نے دریچے سے دیکھا۔ ایک بیوہ عورت اپنے چار سالہ بچے کو چومتے ہوئے پلنگ پر لئے بیٹھی تھی۔

بچے نے اپنی ماں سے چھوٹتے ہی کہا۔ "اماں مجھ کو بھوک بہت لگ رہی ہے۔ تم نے آج روٹی کیوں نہیں پکائی"؟

Taj Tahir Foundation

غریب عورت نے اپنے میلے دوپٹے سے آنسو خشک کرتے ہوئے جواب دیا۔

"آٹا ختم ہو چکا ہے۔ میرے پاس پیسے نہیں جو آٹا خرید لاؤں"۔ بچے کو چمکارتے ہوئے بولی "میرے لال اب تو سو جا۔ میں صبح روٹی پکا دوں گی"۔

اتنا سنتے ہی بچے نے بلک بلک کر رونا شروع کر دیا۔ غریب اور بیکس عورت کی آنکھوں سے اشک رواں تھے۔ اور بچے کو چپ کرانے کی کوشش میں مصروف تھی۔ ننھے ستارے اس کی غریبی اور بیوگی پر تڑپ گئے۔ ماہ کامل اس عبرتناک منظر کو زیادہ دیر نہ دیکھ سکا۔ اور اپنا چہرہ سیاہ نقاب میں چھپا لیا۔

دنیا پر سورج کی حکومت قائم ہو چکی تھی۔ اب میرے سامنے ایک وسیع بازار تھا۔ جہاں عورتیں اور مرد خرید و فروخت میں مصروف تھے۔ سڑک پر موٹر کے ہارن کی آواز۔ سائیکلوں کی گھنٹیوں کی ٹن ٹن تانگے والوں کی کرخت آوازیں۔ فقیروں کی دردناک صدائیں کان پڑی آواز نہیں سننے دیتی تھیں۔

دفعتاً ایک کار کے ہارن کی آواز نے مجھے چونکا دیا۔ دو حسین وجمیل عورتیں اس کار میں سے اتریں۔ ان کے نازک ہاتھوں میں بڑے بڑے خوشنما چرمی بیگ تھے۔ ایک ضعیف بھکارن لکڑی ٹیکتی ہوئی ان کے قریب آئی۔ اور اپنے ہاتھ دکھاتے ہوئے کہنے لگی "بیگمو! میرے ہاتھوں میں رعشہ ہے۔ آنکھوں سے کم سجھائی دیتا ہے۔ اس دنیا میں میرا کوئی وارث نہیں۔ آج چار وقت سے بھوکی ہوں۔ خدا کے نام پر مجھے کچھ پیسے دو"۔ ایک خاتون نے جیسے ہی اپنا بیگ کھول کر اس کو کچھ دینا چاہا۔ تو دوسری نے جھٹ اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور کہنے لگی "باجی آج شاپنگ بھی کرنا ہے۔ اور ایک فلم بھی دیکھنا ہے۔ آپ اپنا سب روپیہ ان ہی نکمے گداؤں کے حوالے کر دیجئے"۔

بھکارن بدستور ان خواتین کے پیچھے پیچھے لرزتی ہوئی آواز میں کہتی جا رہی تھی۔ بیگم مجھے صرف ایک ہی پیسہ دیدو۔ میں چنے لے کر کھاؤں گی"۔

"بڑھیا تو نہیں ہٹے گی۔ ہمارے راستے میں حارج ہو رہی ہے"۔ ایک جنٹلمین نے بوٹ کی ٹھوکر مارتے ہوئے کہا۔ غریب سنبھل نہ سکی اور سڑک پر گر پڑی۔ آہ بے چاری بھکارن کا سر پھٹ گیا۔ اور اس کی روح اس ناپاک دنیا سے اوپر اٹھ گئی!

میں پھر ابھی انگوروں کی بیل کے نیچے کھڑی تھی۔ دن کی روشنی شب کی سیاہی میں

Taj Tahir Foundation

تبدیل ہو چکی تھی۔ سبز انگور اب زردی مائل ہو گئے تھے :۔

وہی دونوں شخص جن میں دوستی کا عہد ہوا تھا۔ لڑنے میں مشغول تھے۔ ایک نے دوسرے کے مُنہ پر طمانچہ مارتے ہوئے کہا۔ "شرم نہیں آتی امانت میں خیانت کرتے ہو"۔

دوسرے نے ایک چمکدار چاقو اس کے پیٹ میں بھونک دیا۔ اُف کس قدر خوفناک منظر تھا۔ موت کی وحشت طاری ہو چلی تھی۔ ہوائیں سائیں سائیں کر رہی تھیں۔ شب کاجل کی طرح سیاہ ہوتی جا رہی تھی۔ برق کی چمک اور رعد کی گرج سے دل دہلا جاتا تھا۔ میرے منہ سے فوراً نکلا۔ "اُف معبود یہ دنیا کتنی وحشت ناک ہے"۔ اور ایک چیخ کے ساتھ میری آنکھ کھل گئی :۔

عمر اور غذا

(از جناب لطیف علوی صاحب)

غذا کے بغیر کوئی ذی روح زیادہ دیر تک زندہ نہیں رہ سکتا۔ زندگی حرارت اور قوت سے عبارت ہے۔ اور اس کے لئے ایندھن کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہماری زندگی کا ایندھن خود ہمارا جسم ہے۔ ابتدائے تخلیق سے انتہائے حیات تک اس کے کچھ اجزا مسلسل جلتے اور تحلیل و فنا ہوتے رہتے ہیں۔ اگر غذا کے ذریعے سے ان کا بدل اور عوض مہیا نہ کیا جائے۔ تو جسم کا ایندھن زندگی کے لئے کچھ زیادہ دن کفایت نہ کر سکے :۔

زندگی کو حرارت اور قوت پہنچانے کے علاوہ سن نمو میں غذا کا ایک بہت بڑا حصّہ جسم کی تعمیر و تکمیل پر بھی صرف ہوتا ہے۔ اس لئے نمو کے زمانے میں بڑھاپے کے مقابلے میں جسم کو زیادہ غذا کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر سن نمو میں جسم کو مناسب غذا اتنی مقدار میں بہم پہنچائی جائے۔ جو زندگی کے ایندھن اور جسم کی تعمیر دونوں ضرورتوں کو کفایت نہ کر سکے۔ تو اس کا نتیجہ لاغری۔ کمزوری۔ بیماری اور زندگی کے مختصر ہو جانے کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے :۔

بچہ جب تک اپنی عمر کے پہلے سال میں ہوتا ہے۔ دودھ ہی اس کے لئے بہترین غذا ہے۔ لیکن عمر کے اضافے کے ساتھ اس کے جسم کی غذائی ضروریات میں تدریج اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ یہ ضروریات صرف دودھ سے پوری نہیں ہو سکتیں۔ ان کے لئے خوراک میں دوسری غذاؤں کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ لیکن سن نمو کی دوسری منزلوں میں بالعموم صحیح غذائیں منتخب نہیں کی جاتیں۔ اور ہمارے گھروں میں جو کچھ بوڑھے کھاتے ہیں۔ وہی عام

Taj Tahir Foundation

طور پر جولان اور بچے بھی قبول کر لیتے ہیں۔ اسی کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ خوش حال گھرانوں میں بھی تندرست بچے اور تنومند نوجوان بہت کم نظر آتے ہیں۔ معمولی سی توجہ غذا کے انتخاب میں تھوڑی سی بصیرت اور پکانے کے طریقوں میں خفیف سے ردوبدل سے جسم کی بدلتی ہوئی ضروریات کو زیادہ عمدہ طریقے سے پورا کیا جاسکتا ہے۔ غذا کا حسب ذیل لائحہ عمل اس سلسلے میں کافی رہنمائی کر سکتا ہے:۔

جب بچہ اپنی عمر کی دوسری منزل میں قدم رکھتا ہے۔ تو اس مرحلے میں بھی اگرچہ بچے کی خوراک میں بنیادی حیثیت دودھ ہی کو حاصل ہے۔ اور اسے روزانہ ایک سیر سے سوا سیر تک دودھ ملنا ضروری ہے۔ لیکن صحیح نشوونما کے لئے اس کے ساتھ اسے روزانہ کچھ نشاستی اور نباتی غذائیں دینا بھی ضروری ہیں۔ سبزیاں نرم آنچ پہ پکا کر دی جائیں۔ اس کے ساتھ چھنے ہوئے آٹے کی روٹیاں یا چاول کا نرم خشکہ تھوڑا تھوڑا دیا جائے۔ اس عمر کے بچوں کو پھلوں کا رس دینا بھی نہایت مفید ہے۔ بہتر ہے۔ کہ اسے روزمرہ کے معمولات میں داخل کر لیا جائے۔ اس طرح بچے کی نشوونما پر اس کا اثر بہت خوش گوار ہوتا ہے۔ ہفتے میں تین چار مرتبہ انڈے کی زردی دینا بھی بہت مفید ہے:۔

اچھی یا بُری خوراک کھانے اور عمدہ طریقے یا بدسلیقگی سے کھانے کی عادت بالعموم اسی عمر سے پیدا ہو جاتی ہے۔ بچے کو زیادہ نمک اور مسالے والی خوراک دیجائے۔ تو وہ زندگی بھر صحت کو خراب کرنے والی اس قسم کی غذائیں پسند کرتا ہے۔ اور اگر اس میں ابھی سے مچل مچل کو کھانے کی عادت پیدا ہو جائے۔ تو یہ عادت زندگی بھر اس کا پیچھا نہیں چھوڑ سکتی۔ اس لئے بچے کی خوراک میں ہمیشہ سادگی اور خوش سلیقگی کا خیال رکھنا چاہئے۔ اور کھانا اسی انداز سے دینا چاہئے۔ کہ وہ شوق اور رغبت سے کھائے۔ بہتر یہ ہے۔ کہ پہلے بچے کو اس کی بھوک سے کچھ کم کھانا دیا جائے۔ تاکہ اس کے ذہن میں ہمیشہ کے لئے کھانے کی اہمیت کم نہ ہو۔ اور وہ رغبت کے ساتھ کھانے کا عادی بن جائے:۔

بچے کو ضرورت سے زیادہ کھلانا۔ بے آزادی کے ساتھ ہر وقت کھانے دینا۔ زیادہ شکر اور مٹھائیاں۔ یا زیادہ تیز مسالے والی چیزیں کھانے کے لئے آزاد چھوڑ دینا اس کی صحت کے لئے مضر ہے۔ اور ان بری عادتوں کی وجہ سے اگر اس کی صحت میں فوراً کوئی خرابی محسوس نہ ہو۔ جب بھی یہ عادتیں ضرر پہنچاتی ہیں۔ اور بچہ زندگی کی آئندہ منزلوں

کو بخوبی طے نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر ابتدا ہی سے اسے سادہ اور قدرتی خوراک کا عادی بنا لیا جائے۔ تو یہ عادت زندگی میں اسے بہت سی بیماریوں اور تکلیفوں سے بچاتی ہے:

سپاہی کا خواب

(از محترمہ زینت النساء بیگم صاحبہ وانمباڑی مدراس)

میدان جنگ میں ہمارے بگل امن کے گیت گا رہے تھے۔ کیونکہ دنیا پر راحت و آرام پہنچانے والی رات کی تاریکی چھانے لگی تھی۔ دور بہت دور آسمان پر ستارے ہماری نگہبانی کر رہے تھے۔ ہم بے سروسامانی کی حالت میں تھکے ہوئے آرام لینے کی خاطر۔ اور زخمی موت کے انتظار میں جنگلی جانوروں کو ڈرانے والی آگ کے قریب سبزے کے فرش پر پڑے ہوئے تھے:

میری آنکھوں میں نشہ سا چھانے لگا۔ میں گہری نیند میں کھو گیا۔ لطیف تصویریں میرے پرسکون دماغ پر سے گزرنے لگیں۔ نیند کا خمار اور بھی تیز ہو گیا۔ اور میں ایک حسین خواب دیکھنے لگا:

آفتاب طلوع ہو رہا ہے۔ میں میدان جنگ سے دور۔ بہت دور ایک منحنی راستے پر جا رہا ہوں۔ اپنے باپ کے گھر کی طرف۔ جس کے درودیوار مجھے خوش آمدید کہہ رہے ہیں۔ میں دیوانہ وار ان مرغزاروں کی سمت دوڑتا ہوں۔ جہاں میں نے اپنے بچپن کا زمانہ گزارا تھا۔ میں نے پہاڑی بکریوں کو ممیاتے ہوئے سنا۔ جو چرواہے کی سریلی اور پر درد تانوں سے شرملا رہی تھیں۔ تب میں نے عہد کیا۔ کہ اپنے مغموم دوستوں اور غریب گھر سے ہرگز جدا نہ ہوں گا:

میرے ننھے ننھے بچے ہمہ تن اشتیاق بنے ہوئے محبت بھری نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگے۔ میری بیوی اپنے محبت کو گلہائے اشک کی صورت میں میرے قدموں پر نچھاور کرنے لگی۔ جذبات سے مجبور ہو کر وہ سب زبان حال سے کہہ رہے تھے "ٹھہرو ہمارے ساتھ رہو۔ اور آرام کرو۔ تم تھکے ہوئے ہو":

میں ــــ ایک دل شکستہ سپاہی اس وقت بالکل مسرور تھا۔ لیکن صبح کے اجالے نے مجھے جگا دیا۔ اور وہ درد بھری آوازیں میرے کانوں میں گونجتی رہ گئیں:

"ٹھہرو ہمارے ساتھ رہو":

(ٹامس کیمبل)

محفل تہذیب

بنگال کے مصیبت زدوں کے لئے امداد

انجمن تہذیب نسواں لونسی ضلع قلات نے اپنے حلقۂ اثر میں عید الفطر کے موقع پر مصیبت زدگان بنگال کے لئے چندہ جمع کر کے ۱۴۶ روپے کی رقم مسلم چیمبر آف کامرس کلکتہ کے نام بذریعہ منی آرڈر ۷- اکتوبر سنہ ۱۹۴۳ء کو روانہ کر دی ؛

سردار محمدی بیگم
صدر انجمن تہذیب نسواں - لونسی

دستکاری سے ذوق رکھنے والی بہنیں دسترخوان پر کڑھے یا چھپے ہوئے چند ایسے اشعار تہذیب میں شائع فرما کر ممنونیت کا موقع دیں - جس میں منعم کا شکریہ مل جل کر کھانے کا لطف اور خدا کی دی ہوئی نعمتوں میں اعزا و احباب اور غربا کا خیال مدنظر ہو ؛

سردار محمدی بیگم

بہن جمیلہ بیگم صاحبہ سے درخواست ہے - کہ مجھے مصیبت زدگان بنگال میں سے ایک عورت بھجوا دیں - جوان ہو تو بہت اچھا ہے - نہیں تو درمیانی عمر کی ہو - صفائی پسند اور تندرست ہو - کوئی اولاد نہ ہو نہ ہو - کسی قسم کے نشے کی عادی نہ ہو - اور پردے کی زیادہ حامی نہ ہو ؛

۲- ایک لڑکا ۱۲ - ۱۴ سال کی عمر کا - جو اس عورت کا رشتہ دار نہ ہو - دونوں کو اسلامی روایات کے مطابق گھر کا فرد خیال کیا جائے گا ؛

جمیلہ بیگم صاحبہ سے درخواست ہے - کہ جتنی جلدی وہ انتظام کر سکیں - ان کی مہربانی ہوگی - جواب آنے پر کرایہ کی رقم ارسال کر دوں گی ؛

نسیم اختر ملک
بنت ملک محمد امین ڈپٹی انسپکٹر آف سکولز جالندھر

میں تہذیبی بہنوں سے درخواست کرتی ہوں - کہ اگر ان کے پاس "ساقی" افسانہ نمبر ۱۹۴۳ء موجود ہو - تو مجھے قیمتاً یا عاریتاً بھیج کر ممنون کریں ؛

بیگم سید عبد الحفیظ - نمبر ۴ الیلی روڈ
نئی دہلی

⁂ ⁂ ⁂ ⁂

خبریں

انقرہ - ۱۵ - اکتوبر - پرتگال نے حال ہی میں برطانیہ سے جو معاہدہ کیا ہے - اس سے یہ سوال پیدا ہو گیا ہے - کہ جرمنی جزیرہ نما اوبریا میں جو جوابی قدم اٹھائے گا - اس کے جواب میں ترکی بھی شاید پرتگال کی پیروی کرے - کیونکہ برطانیہ اور ترکی کے درمیان ایک اس قسم کا معاہدہ طے ہوا تھا - جو ابھی تک معرض التوا میں پڑا ہوا ہے ؛

انقرہ - ۱۸ - اکتوبر - آج کل ترکوں کی نگاہیں جنگ سے ہٹ کر ماسکو کانفرنس کی طرف لگی ہوئی ہیں - ممالک بلقان کی فیڈریشن کے سلسلے میں حکومت ترکی اور روس میں اختلاف پایا جاتا ہے - ترک یہ سمجھنے سے قاصر ہیں - کہ حکومت روس ایک ایسے مسئلے کی مخالف کیوں ہے - جسے ترکوں کی پوری پوری حمایت حاصل ہے ؛

قاہرہ - ۱۸ - اکتوبر - کل دو پہر کو یہاں بھونچال کے متعدد جھٹکے محسوس کئے گئے ؛

بغداد - ۱۸ - اکتوبر - نوردسال شاہ عراق کے سربراہ امیر عبداللہ کو برطانی شاہی فضائی قوت میں ایک اعزازی منصب عطا کیا گیا ہے - امیر موصوف عنقریب انگلستان جانے والے ہیں - تاکہ عراق و برطانیہ کے رشتہ مودت کو زیادہ مضبوط کیا جائے ؛

استنبول - ۲۰ - اکتوبر - جرمنوں نے جزیرہ نما کریمیا کو خالی کرنا شروع کر دیا ہے - وہ ملیٹوپول سے پیچھے ہٹنے سے قبل اپنی فوجوں کو باہر نکال لانا چاہتے ہیں - روسی فوجیں بڑی سرعت سے سرحد رومانیہ کے قریب پہنچ رہی ہیں ؛

لندن - ۱۵ - اکتوبر - اتحادیوں نے اٹلی میں ویچی ترانو پہ قبضہ کر لیا ہے - پانچویں امریکی فوج نے دریائے ولٹرنو کو مکمل طور پہ عبور کر لیا ہے - دشمن کے متعدد مورچوں پہ امریکنوں کا قبضہ ہو گیا ہے - اتحادی فوجوں نے روما جانے والی سڑک کو دو مقامات سے کاٹ دیا ہے ؛

ماسکو - ۱۵ - اکتوبر - روسیوں نے دریائے ڈنیپر کو عبور کر لیا ہے - اب یوکرین کو آزاد کرانے کی جنگ شروع ہو گئی ہے ؛

ادیس ابابا - ۱۷ - اکتوبر - شہنشاہ ہیل سلاسی نے کہا ہے - کہ بڈولیواب شکست کھا کر فتحمند اتحادیوں کے کیمپ میں داخل ہونا چاہتا ہے - لیکن اس نے ابی سینیا پر بہت بڑے مظالم ڈھا کر قبضہ کیا تھا - اسے پوری پوری سزا دینی چاہئے ؛

ماسکو - ۱۸ - اکتوبر - کیف اس وقت شہر

Taj Tahir Foundation

خموشاں بنا ہوا ہے۔ اب روسی فوجوں نے کیف اور گومیل کے درمیان ایک نیا حملہ شروع کر دیا ہے۔ ملیٹوپول کی جنگ چھ روز سے جاری ہے۔ روسی فوجوں نے آدھے شہر پر قبضہ کر لیا ہے۔ گلیوں میں خون بہہ رہا ہے۔ اور نازی کریمیا کی فوجوں کو بچانے کے لئے نہایت تن دہی سے لڑ رہے ہیں ؛

لندن - ۱۹ - اکتوبر - جاپانیوں نے فلپائن کی آزادی کا اعلان کر دیا ہے۔ در اصل جاپانی فلپائن کو کٹھ پتلی کی طرح نچانا چاہتے ہیں ؛

لندن - ۱۹ - اکتوبر - آج تیسرے پہر اتحادی وزرائے خارجہ کی کانفرنس شروع ہو گئی - امریکہ کی طرف سے مسٹر کارڈل ہل اور برطانیہ کی طرف سے مسٹر انطونی ایڈن ماسکو پہنچ چکے ہیں ؛

لندن - ۲۰ - اکتوبر - جنوبی اٹلی میں جرمنوں کو کمک پہنچ چکی ہے۔ انہوں نے نیا حصار دفاع بھی بنا لیا ہے - لیکن جرمن فوجیں ہر جگہ پسپا ہو رہی ہیں ؛

نئی دہلی - ۱۵ - اکتوبر - سر عزیز الحق کامرس ممبر حکومت ہند نے اعلان کیا ہے - کہ حکومت نے ناجائز طور پر نفع کمانے اور مال کو ذخیرہ کرنے والوں کی روک تھام کے لئے ایک قانون نافذ کیا ہے - اس قانون کی رو سے کوئی شخص کسی چیز کی اصلی قیمت سے بیس فی صدی سے زیادہ منافع حاصل نہیں کر سکے گا ؛

کلکتہ - ۱۵ - اکتوبر - بنگال کے حالات نہایت مخدوش ہیں - کونٹائی تو مُردوں کا شہر معلوم ہو رہا ہے - بھوکے کتے دم توڑتے ہوئے انسانوں پر حملے کرتے ہیں - اب اموات صرف بھکاریوں ہی میں نہیں - بلکہ متوسط طبقے میں بھی ہو رہی ہیں - کلکتہ کے میئر کو نیویارک سے اطلاع ملی ہے - کہ برازیل کے چاولوں کی ایک بہت بڑی تعداد بنگال کے لئے ہندوستان بھیجی جا رہی ہے ؛

دہلی - ۱۵ - اکتوبر - لارڈ لنلتھگو نے ایوان والیان ریاست میں تقریر کرتے ہوئے فیڈرل اسکیم پر اعتماد ظاہر کیا تھا - اس کے خلاف احتجاج کرنے کے لئے یہاں مسلمانوں کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا - جس میں کہا گیا کہ اگر ہندوستان پر فیڈرل آئین تھوپ دیا گیا - تو مسلمان تاریخ کربلا کو دہرا دیں گے ؛

کلکتہ - ۲۰ - اکتوبر - یہاں موتوں میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے - ۶ - اکتوبر کو ختم ہونے والے ہفتے میں دو ہزار ایک سو چون افراد چل بسے ؛

Taj Tahir Foundation

تہذیبی کروشیا

تہذیبی بہنوں کے لئے کروشیا ورک کی بہترین کتاب۔ جسے ملک بھر کی کروشیا کار خواتین نے تیار کیا ہے۔

بے شمار انوکھے۔ شاندار۔ بہت چھوٹے اور درمیانے اور بہت بڑے بڑے نمونے بنانے اور بننے کی سیکڑوں ترکیبوں کے ساتھ درج کئے گئے ہیں ؛

اس کتاب میں کروشیا کاری اپنی معراج پر دکھائی دے گی۔ تحفے میں دینے کے قابل کتاب ہے۔ کوئی تہذیبی گھر اس سے خالی نہیں رہنا چاہیے۔ تہذیبی کروشیا محترمہ فاطمہ محمد حسین نے مرتب فرمائی ہے۔ جو اس فن میں ید طولیٰ رکھتی ہیں ؛

بڑا سائز قیمت ۲ روپیہ

پتہ :- دار الاشاعت پنجاب لاہور

ضرورت

ایک مسلمان گھرانے کی نو سالہ بچی کو تعلیم دینے کے لئے ایسی تجربہ کار معلمہ کی ضرورت ہے۔ جو گھر پر درجہ مڈل یا میٹرک تک تعلیم دے سکے۔ خوراک و رہائش بذمہ مشتہر۔ کم از کم تنخواہ لکھیں ؛

(شاہ)

معرفت اخبار تہذیب نسواں
لاہور

فریٹ ورک

ہندوستان کی بے روزگاری اور صنعت و حرفت کی پست حالی سے متاثر ہو کر یہ کتاب لکھی گئی ہے۔ اس میں لکڑی۔ دھات۔ ز یلونٹ (ایبونائٹ) کے باریک زیبائشی کٹاؤ کے نفیس کام کے متعلق عملی اور اصولی ہدائتیں درج ہیں۔ ان ہدایات پر عمل کرنے سے مبتدی چند ماہ کی مشق کے بعد اشیاء تیار کر سکتا ہے۔ ۱ روپیہ

پتہ :- دار الاشاعت پنجاب۔ لاہور

Taj Tahir Foundation

تہذیبی نسخے

اس کتاب میں نہ صرف عورتوں اور بچوں کے لئے عا ... ا ہے۔ بلکہ چھوٹے امراض اور معمولی تکلیفیں (جو بعض اوقات بڑھ کر خوفناک مرض ...) رفع کرنے کے بھی نہایت زود اثر اور مجرب نسخے درج کئے گئے ہیں ؛

اس کتاب کے نسخے بازاری نہیں۔ بلکہ یہ وہ نسخے ہیں۔ جو پہلے ہما ... ال کی بڑی بوڑھی عورتوں کو معلوم تھے۔ اور جن کے ذریعے وہ کسی حکیم یا ڈاکٹر کی مدد کے بغیر اپنا اور اپنے بچوں کا علاج کر لیا کرتی تھیں ؛

یہ نسخے نسلاً بعد نسلٍ سینہ بہ سینہ تجربہ کار اور بوڑھی عورتوں کے طفیل زمانے کی دستبرد سے محفوظ رہے۔ لیکن رفتہ رفتہ نئی روشنی کی وجہ سے معدوم ہونے لگے۔ حالانکہ ان قدیم اور زود اثر نسخوں کی بقا نسل انسانی کے لئے بہت ضروری تھی ؛

اس مقصد کے پیش نظر خیر خواہ نسواں شمس العلماء مولوی سید ممتاز علی صاحب مرحوم نے بدقت تمام ہندوستان بھر کی ان تجربہ کار بزرگ ہستیوں سے یہ نسخے حاصل کئے۔ اور ان کے زود اثر مجرب اور شافی ہونے کے متعلق تفصیلی تحقیقات کے بعد انہیں کتابی صورت میں شائع کر دیا ؛

اس کتاب میں کم و بیش دو سو امراض کے لئے نادر و نایاب نسخے تجویز کئے گئے ہیں۔

حجم ۳۳۸ صفحات قیمت ۱ہ

ملنے کا پتہ:- دارالاشاعت پنجاب لاہور

یہ رسالہ ۲۶×۲۰ سائز ۲۰ پونڈ پر شائع کیا گیا ہے۔ جو بذریعہ بنسی دھر کپور اینڈ سنز لاہور سے کنٹرول نرخ پر خرید ا گیا ہے ؛

سید حمید علی پرنٹر و پبلشر نے مرکنٹائل پریس لاہور میں چھپوا کر دارالاشاعت پنجاب لاہور سے شائع کیا۔ اڈیٹر سید امتیاز علی تاج

Taj Tahir Foundation

ہندوستان میں سب سے پہلا زنانہ ہفتہ وار اخبار

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۶۱

تہذیب النسواں

مجریہ ۱۳۱۵ ہجری

جسے

محترمہ محمدی بیگم صاحبہ مرحومہ اور شمس العلماء مولوی سید ممتاز علی صاحب مرحوم

نے

سنہ ۱۸۹۸ء میں جاری کیا

چندہ سالانہ مع محصول ڈاک صہ پیشگی

نمبر ۴۴	لاہور۔ ہفتہ ۳۰۔ اکتوبر سنہ ۱۹۴۳	جلد ۴۶

تہذیب نسواں

لاہور۔ ہفتہ۔ ۲۹ شوال المکرم سنہ ۱۳۶۲ھ

فہرست مضامین

مصیبت زدگان بنگال	جمیلہ بیگم	۶۹۳
کچوکے	عملۂ ادارت	۶۹۶
مکسڈ پارٹیز	ثریا نور احمد	۶۹۹
پہلی فیس (ڈرامہ)	زہرہ جبیں	۷۰۰

تحفے

اور دوسرے شگفتہ افسانے

یہ کتاب محترمہ حجاب امتیاز علی کی اعلیٰ تصنیف ہے۔ اس میں آپ رومانی افسانوں اور ہیبت و دہشت کی نامور مصنفہ کو شگفتہ مزاجی کی کیفیت میں دیکھیں گی۔ بلاشبہ یہ کتاب مزاح نگاری کے ایک نئے اسکول کی آئینہ دار ہے۔ اسے پڑھ کر مردہ دل مسکرائیں گے۔ اور زندہ دل قہقہے لگائیں گے ✱ قیمت مجلد ۲

ملنے کا پتہ :۔ دارالاشاعت پنجاب

Taj Tahir Foundation

جنگ کے بعد..... کیا کیجیے گا؟

جنگ ختم ہونے کے بعد آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ اسوقت جن لوگوں کے پاس روپیہ جمع ہوگا انھیں بہت سے عمدہ عمدہ موقعے ملیں گے ان کو اب سے بہتر کام مل جانے سستے دام پر اچھی چیزیں خریدنے کم قیمت پر مکان بنوانے یا محنت کے بعد آرام پانے کے موقعے حاصل ہونگے جب تقریباً ہر چیز آگ کے مول ہو تو ہر سمجھدار آدمی کو ہاتھ روک کر صرف ضروریات پر خرچ کرنا چاہیے اس طرح جو کچھ بچے وہ اس وقت کام آئے گا. جب قیمتیں گر جائیں گی. آج ہی سے کفایت شروع کر دیجیے.

آئندہ کے لئے

بچائیے

اس بات کا اطمینان کر لیجیے کہ آپ کا بچایا ہوا روپیہ محفوظ جگہ لگا ہوا ہے. سونے. چاندی جواہرات. زمین. مکان یا سامان خرید کر ڈال لینے سے کوئی فائدہ نہیں کیونکہ ان چیزوں کے دام جو آجکل بے انتہا بڑھے ہوئے ہیں آئندہ چلکر کم ہو سکتے ہیں اور انمیں لگائی ہوئی رقم کا بڑا حصہ ڈوب سکتا ہے. اگر آپ اسطرح رقم لگانا چاہیں کہ وہ محفوظ بھی رہے اور آئندہ اسکی مالیت بھی کم نہ ہونے پائے تو اُسے انجمن امداد باہمی. بیمہ. بینک کے سیونگ کھاتے، یا پوسٹ آفس سیونگز بینک میں لگائیے. اگر آپ روپے کہیں اچھی جگہ دیرپا لگانا چاہیں تو سرکاری قرضوں اور سیونگ سرٹیفکیٹوں میں لگائیے

چار آنے روز بچائیے

بچت کرنا ایک دفعہ شروع کرنے کے بعد بڑا آسان ہو جاتا ہے چار آنے روز یا جہاں تک ہو سکے اس سے زیادہ ہفتہ میں ڈالنے کی کوشش کیجیے اس بچائی ہوئی رقم کو نیچے لکھی ہوئی محفوظ مدوں میں برابر لگاتے رہیے.

قوم کے لئے قومی جنگی محاذ کی اپیل

CPU 303 Urdu

مصیبت زدگان بنگال

(از محترمہ جمیلہ بیگم صاحبہ - کلکتہ)

ادھر چند ماہ سے کلکتہ میں غلہ کی نایابی کی وجہ سے جو قحط پڑا ہے۔ اس کے متعلق زبان قلم سے کچھ اظہار کرنا ناممکن ہے۔ یوں تو ماہ مارچ سے یہاں چاول آٹا۔ گیہوں اور دالوں کا کال تھا۔ مگر جولائی سے ان کی نایابی نے حالت ناگفتہ بہ کر رکھی ہے۔ اگست سے تو فاقہ زدگی نے انتہائی ناقابل برداشت صورت اختیار کر لی ہے۔ اور اموات بکثرت ہونے لگی ہیں۔ اس پرمستزاد یہ کہ کلکتہ شہر کے علاوہ مشرقی بنگال اور جنوبی بنگال سے لوگ آئے۔ اور یہاں کی گلیوں اور کوچوں میں جمع ہونے لگے۔ نہ سر پر چھت تھی۔ نہ تن پر کپڑے۔ چیتھڑوں میں نیم برہنہ ننھے ننھے معصوم بچوں کو کلیجے سے چمٹائے مردوں اور عورتوں کے غول کے غول ہر جگہ دکھائی دیتے۔ بڑی بڑی سڑکوں کے فوٹ پاتھ ان کی جائے رہائش تھی۔ جہاں بھوک کے علاوہ چلچلاتی دھوپ اور کلکتہ کے ساون کی شدید بارش کا بھی انہیں مقابلہ کرنا پڑتا تھا۔

ان دردناک حالات کے زیر اثر ہندوؤں اور مسلمانوں نے ریلیف کمیٹی مرتب کی۔ اور فری کچن جابجا قائم کئے۔ تاکہ ان فاقہ زدوں کو کچھ مدد ملے + اگرچہ فری کچن قائم کرنا اس وقت یہاں آسان کام نہیں۔ کنٹرول کی وجہ سے چاول کا نرخ ۲۳ روپیہ فی من مقرر ہے۔ مگر فی کس ایک سیر سے زیادہ چاول حاصل کرنا غیر ممکن ہے۔ لہٰذا بلیک مارکٹ سے عام طور پر نہایت خراب موٹا چاول ۴۰ روپیہ فی من کے حساب سے خرید کر غربا کو کھلانا کوئی آسان مرحلہ نہیں تھا۔ اس کے باوجود کہیں کھچڑی۔ کہیں دلیا اور کہیں بھاجی اور چاول فری کچن سے غریبوں کو دیئے جا رہے ہیں۔ ساتھ ہی باہر سے آنے والوں کی تعداد روز بروز بڑھتی ہی نظر آتی ہے۔ صاحب حیثیت لوگ حسب مقدور دو سو۔ چار سو یا سو پچاس فاقہ زدوں کو روزانہ کھانا کھلاتے ہیں۔ مگر آٹھوں پہران کے بلکنے اور چیخنے کی سامعہ خراش آوازیں چلی آ رہی ہیں ؛

یہ تمام کے تمام بے خانماں لوگ بنگالی ہیں۔ ان میں ذات پات کا بھی چنداں خیال نہیں۔ میونسپلٹی کے کوڑا کرکٹ کے ڈبوں سے یہ بدنصیب سامان شکم پری تلاش کرتے اور کتے اور بلیوں کے ساتھ شریک ہو کر سڑے بُسے ٹکڑے کھاتے نظر آتے ہیں۔ روٹی کے ایک ٹکڑے پر اکثر مادر زاد ننگے دھڑنگے بچوں اور کتوں میں لڑائی ہوتے دیکھی گئی ہے ؛

آہ! یہ جگر خراش منظر کب کس نے دیکھا ہوگا۔ وہ مزدور جنہیں کچھ دال روٹی میسر ہے۔ نہایت دردناک سروں میں۔ ٥

"دنیا میں غریبوں کو آرام نہیں ملتا۔
روتے ہیں تو ہنسنے کا پیغام نہیں ملتا"

گا کر اس حسرت ناک سین کو اور بھی ناقابل برداشت بنانے میں معاون ہوتے ہیں۔ آہ یہ عروس البلاد یہ محلوں کا بارونق شہر آج مردوں کے ڈھیروں اور نیم جاں غریبوں کی بے پناہ قطاروں اور غلاظت کے انباروں کی آماجگاہ بنا ہوا ہے۔ لاکھوں۔ کروڑوں روپیہ چندے میں جمع ہو چکا ہے۔ مگر بھوکوں کی تعداد میں اضافہ ہی ہو رہا ہے۔ ان کے مصائب چٹان کی طرح قائم ہیں۔ بوڑھا ہو یا جوان۔ بچہ ہو یا عورت ایک برتن بغل میں دبائے رو رو کر دروازے دروازے صدا لگاتا پھرتا ہے۔ ہر ایک کی گود میں ایک دو بچے ہیں۔ پانچ برس سے اوپر کی لڑکیاں اور لڑکے ساتھ ساتھ رینگ رہے ہیں ؛

لیکن پرائیویٹ طور پر اگر آپ انہیں رکھنا چاہیں۔ تو ایک دو دن مزے سے رہیں گے پیٹ بھر کھانے اور صاف کپڑوں میں دو چار روز تو خوش خوش دکھائی دیں گے۔ مگر اس کے بعد یوں غائب ہوں گے۔ جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ یہاں اکثر لوگوں نے ترس کھا کر کئی بچوں کو اپنی پناہ میں لے لیا۔ مگر وہ شاذ ہی ان کے پاس ٹکے۔ اگر عورتوں سے کہئے کہ گھر میں رہو۔ کھاؤ پیو۔ اور مزے سے کام کاج کرو۔ تو اس پر راضی نہ ہوں گی معلوم ہوتا ہے۔ کہ انہیں اس ہولناک ماحول میں رہ کر بھیک کا چسکہ پڑ گیا ہے۔ ان کا ضمیر مر چکا ہے۔ وہ راستے میں پڑ کر مرنے اور در در کی گدائی کو ترجیح دیں گی۔ مگر کسی کے ہاں رہ کر قید نہ ہوں گی ؛

۹ - اکتوبر کے تہذیب میں محترمات والدہ خواجہ علی عباس اور مسز خان افتخار الدین احمد خاں نے مجھے عورت اور بچے کے لئے لکھا ہے۔ وہ اس خاکسار کے بس کا روگ نہیں۔ کون جانتا ہے۔ کہ عورت کس قسم کی ہو۔ اور بچہ کیا گل کھلائے۔ میں یہاں چند پناہ گزیں بھکاریوں کی بعض فریب کاریاں لکھ رہی ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

بھوک۔ بھوک کی صدا آ دن بھر لگاتے رہتے ہیں۔ مگر اس گرانی کے دور میں متوسط الحال گھرانوں کا اپنی دال روٹی سے بچا کر کچھ دینا بھی تو آسان کام نہیں۔ تاہم کوئی اس دلخراش صدا کو سن کر خاموش نہیں رہ سکتا۔ پیسہ مانگتے ہیں۔ کھانا طلب کرتے ہیں۔ اگر اور کچھ میسر نہیں تو چاول پکنے کے بعد پیچ یہاں پھینک دی جاتی ہے۔ وہی مانگ کر پی لیتے ہیں ؛

روزانہ گھروں اور ہوٹلوں سے پیچ لے لے کر بہت دنوں یہ پیتے رہے۔ چنانچہ ایک دن ایک گھر میں کسی فاقہ زدہ عورت نے صدا لگائی اور گڑ گڑا کر کہا بابا کچھ نہیں ہے۔ تو پیچ ہی دیدو۔ چونکہ کئی روز سے ایسے ہی دوسرے

Taj Tahir Foundation

بھوکے بیچ لے جاتے تھے- اس لئے گھر کی مالکہ نے پیچ اور تھوڑے سے باسی چاول جو اس عورت نے بڑی رغبت سے طلب کئے تھے دے دیئے- وہ پیچ اور چاولوں کو اپنے برتن میں ڈال کر لے گئی- تھوڑی دیر بعد اس نے واپس آکر چیخنا چلانا اور محلہ والوں کو پکارنا شروع کیا- کہ دیکھو گھر والی نے شائد کھانے میں زہر ملا دیا تھا- اس کو کھا کر میرا اچھا بھلا بچہ مر گیا- حالانکہ گھر والی بیوی نے اس کی گود میں بچہ دیکھا ہی نہیں تھا- مگر اس کے یوں شور مچانے پر محلے کا محلہ اکٹھا ہو گیا- پولیس والے آنکلے- اور گھر والوں کا چالان کیا گیا- اس وقت کوئی مرد گھر پر نہ تھا بیچاری غریب ناخواندہ عورتوں کی کافی بے عزتی ہوئی ؛

اسی طرح ایک عورت دو بچوں کے ساتھ ایک شام کو یہاں کے ایک کھپرہ پوش بنگلہ نما مکان میں پہنچی- ایسے کھپرہ پوش نیم پختہ گھروں میں کلکتہ کی وہ غریب آبادی بستی ہے جسے فقط دال روٹی میسر ہے- چنانچہ اس نے بہت گڑگڑا کر کھانے کا سوال کیا- اس کی حالت غیر ہو رہی تھی- گھر والی نے کھانا لا کر ان کے آگے رکھا- دونوں بھوکے بچے جلدی جلدی کھانے لگے- خدا معلوم نوالہ اٹکا- یا کیا ہوا ایک بچہ کھانا کھانے کے بعد لوٹنے لگا- اور تھوڑی دیر بعد تڑپ تڑپ کر ٹھنڈا ہو گیا- اب تو وہ عورت بہت بگڑی- اور گھر والی کو دھمکی دینے لگی- کہ ابھی پولیس میں جا کر رپٹ لکھواتی ہوں- تو نے زہر کھلا کر میرے بچے کو مار دیا- وہ بے چاری پولیس کے ڈر سے اور اپنے شوہر کے خوف سے تھرا گئی- جھٹ تیس روپے نکال لائی- اور کہا- کہ "شور غل نہ مچا- اس روپے سے اپنے بچے کی تجہیز و تکفین کر لیجیو- وہ اس پر راضی نہ ہوئی تو مزید دس روپے دیئے- وہاں سے وہ سیدھی تھانہ پہنچی- اور رپٹ لکھا دی- رات کو پولیس تفتیش کے لئے آئی- تو اس وقت گھر والی کا شوہر جو کسی انگریز کے یہاں خانساماں تھا- آ چکا تھا- اسے سارا واقعہ معلوم ہو گیا- اس نے پولیس کو ساری داستان سنائی- اور برتن کا بچا کھچا کھانا کیمیکل اگزیمنیشن کے لئے بھیج دیا- کھانے میں زہر کہاں تھا- آخر خدا خدا کر کے وہ بری الذمہ ہوئے ؛

اس قسم کے واقعات کو دیکھ کر لوگوں نے انفرادی امداد تقریباً بند کر دی ہے- البتہ فری کچن سے روزانہ کھانا ملتا ہے- مگر یہ لوگ در بدر پیسے مانگتے پھرتے ہیں- تاکہ مزید اخراجات کا سہارا بنا رہے ؛

ان فاقہ زدہ لوگوں کی بولی بھی عجیب ہے- جب ہم کلکتہ کے لوگ نہیں سمجھ سکتے- تو

تو شمالی ہندوستان کے باشندے کیا سمجھیں گے۔ یہ خانہ بدوش پناہ گیر اگر کھیتوں اور کارخانوں کے کام پر باہر ملکوں میں بھیجے جائیں۔ تو شاید کام کر سکیں۔ مگر شریف گھرانوں کی پرائیویٹ ملازمت کے ہرگز قابل نہیں۔ اور نہ کسی شریف خاندان میں رہنے لینے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ ممکن ہے چند شریف اور نادار لوگ اس قابل ہوں۔ جو در در کی گدائی نہیں کر رہے۔ مگر ریلیف کمیٹی ان کے حال سے واقفیت رکھتی ہے۔ لہٰذا جن بہنوں کو خواہش ہو۔ وہ ....

Muslim Chamber of Commerce; Relief Committee; CALCUTTA.

سے خط و کتابت کریں۔ یا کلکتہ خلافت کمیٹی نمبر ۳ ویلسلی فرسٹ لین۔ کلکتہ سے دریافت کریں۔ یہاں برابر جلسے ہو رہے ہیں۔ اور انجمنیں حتی الامکان کوشش کر رہی ہیں۔ کہ ان خانماں بربادوں کی امداد کریں ؂

ہر وقت صبح سے رات کے بارہ بجے تک "ماں! ماں! ماں گو" سنتے سنتے ہمارے کانوں میں وہی آواز گونج رہی ہے ؂

عید کے موقع پر بڑے بڑے امیروں اور ریلیف کمیٹیوں کی طرف سے ان لوگوں کو کھانے اور کپڑے تقسیم کئے گئے۔ تعجب تو یہی ہے۔ کہ باوجود خاصی مقدار میں کھانوں کی تقسیم کے ہر طرف ننگے اور بھوکے بیقرارانہ گھومتے اور بازاروں میں دم توڑتے نظر آ رہے ہیں۔ متوسط الحال لوگ جانے کن مشکلات سے کنٹرول نرخ پر چاول اور آٹا حاصل کرتے ہیں۔ اس میں سے فاقہ زدہ لوگوں کو دینا ان کے لئے مصیبت عظیم سے کم نہیں ہر چیز کی گرانی ایک عذاب مستقل تھی۔ مگر اب نایابی کا رونا ہے۔ شادی بیاہ کے موقع پر بہت بڑے امیروں کو بھی پچاس افراد سے زیادہ کو دعوت دینے کی اجازت نہیں۔ اور یہ انتظام چونکہ گورنمنٹ نے کیا ہے۔ اس لئے دلہن والوں کو کوئی مطعون نہیں کر سکتا۔ قحط کے بعد بھی اگر یہ قاعدہ مقرر ہو جائے۔ تو اسراف کی لعنت ختم ہو جائے۔ اللہ کرے قحط کی یہ مصیبت بہت جلد دور ہو ؂

کچوکے

(از عملۂ ادارت)

روس اور اٹلی میں جرمن فوجوں کی شکستوں اور جرمنی پر اتحادی ہوائی جہازوں کے حملوں کی وجہ سے یورپ کے مقبوضہ ملکوں کے باشندوں کے حوصلے بہت بڑھ گئے ہیں۔ ان ملکوں میں اب خفیہ اخبار شائع ہو رہے ہیں۔ جن میں نازیوں پر پھبتیاں اڑائی جاتی ہیں۔ اور ان کی تضحیک کی جاتی ہے۔ جرمنوں

نے یہ سلسلہ بند کرنے کے لئے پہلے سے بھی زیادہ سختی اختیار کی۔ مارشل لا نافذ کیا۔ مگر انہیں کامیابی نہیں ہوئی۔ وہ ان اخباروں کو شائع کرنے والوں کا سراغ تک نہیں لگا سکے۔ ان پر یہ اندرونی حملے برابر جاری ہیں۔ ایک ایسے ہی اخبار نے پچھلے دنوں حسب ذیل لطیفہ شائع کیا ہے:۔

ہٹلر ایک دفعہ ہوائی فوج کے سپہ سالار گوئرنگ کے ساتھ ہوائی جہاز میں بیٹھ کر انگلستان گیا۔ وہ دیکھنا چاہتا تھا۔ کہ جرمن ہوائی جہازوں نے اپنے بموں سے انگلستان کے شہروں کو کس طرح تباہ کیا ہے۔ راستے میں ہٹلر سو گیا۔ جب اس کی آنکھ کھلی۔ اور اس نے جھانک کر نیچے دیکھا۔ تو ایک تباہ و برباد شہر نظر آیا۔ جہاں کوئی عمارت سلامت نہ تھی۔ اور جس کے کارخانے ملبہ کا ڈھیر بنے ہوئے تھے۔ ہٹلر نے خوش ہو کر کہا "شاباش گوئرنگ تم نے خوب کام کیا ہے":۔

گوئرنگ جواب دیا۔ "میرے آقا! ہم واپس جرمنی آ گئے ہیں۔ اور یہ شہر جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ ہمارے اسلحہ ساز کارخانوں کا مشہور مرکز ہمبرگ ہے":۔

آسٹریا کے ایک خفیہ اخبار نے یہ دلچسپ لطیفہ نقل کیا ہے:۔

آسٹریا کے چند باشندوں کے مجمع میں ایک نازی شیخی بگھار رہا تھا۔ کہ جرمنی میں کوئلے سے پٹرول اور دودھ سے اونی کپڑے بن رہے ہیں۔ مجمع میں سے ایک آواز آئی۔ "یہ تو کچھ بھی نہیں۔ آسٹریا میں لفنگوں۔ بدمعاشوں سے نازی بنتے ہیں۔ اور چوروں اچکوں سے حاکم!"

فرانس کے ایک اور اخبار نے ہٹلر کے متعلق لکھا ہے۔

ہٹلر نے انگلستان پر چڑھائی کرنے کی تیاریاں مکمل کر لی تھیں۔ لیکن اسے یہ بات سمجھ میں نہ آتی تھی۔ کہ فرانس اور انگلستان کے درمیان بیس میل چوڑا سمندر کس طرح پار کرے۔ ایک رات وہ اس تشویش اور فکر میں سویا۔ تو اسے خواب میں حضرت موسےٰ نظر آئے۔ ہٹلر نے حضرت موسیٰ سے بصد ادب پوچھا۔ "جناب آپ نے مصر سے کنعان کو جاتے ہوئے راستے میں بحرِ قلزم کو کس طرح پار کیا تھا؟"

حضرت موسیٰ نے جواب دیا۔ "میں نے اپنی لاٹھی سمندر پر ماری۔ سمندر پھٹ گیا۔ درمیان میں راستہ بن گیا۔ اور ہم سب گزر گئے":۔

ہٹلر نے بڑے شوق سے پوچھا۔ "اور جناب اب وہ لاٹھی کہاں ہے"؟

حضرت موسیٰ نے جواب دیا۔ "انگلستان کے دارالحکومت لندن کے عجائب گھر میں":۔

Taj Tahir Foundation

پولینڈ کے ایک اخبار نے روس میں جرمنوں کی شکستوں کی اس طرح پھبتی اڑائی ہے۔

"دو جرمن عورتیں باتیں کر رہی تھیں۔ ان میں سے ایک نے شیخی بگھارتے ہوئے کہا۔" دیکھو میرے خوبصورت دستانے۔ یہ ناروے سے آئے ہیں۔ اور یہ خوب صورت جوتا چیکوسلواکیہ سے مجھے ملا"۔

دوسری نے بات کاٹ کر پوچھا" اور روس سے تمہیں کیا ملا"۔

پہلی نے جواب دیا۔" رنڈاپا"۔

اب جرمنی میں بھی نازی حکومت کے خلاف خفیہ اخبار شائع ہو رہے ہیں۔ ایک اخبار نے ہٹلر کے متعلق یہ لطیفہ نقل کیا ہے۔

ہٹلر اور گوئبلز موٹر میں سوار ایک بازار میں سے گزرے۔ موٹر بڑی تیز جا رہی تھی۔ ایک ہوٹل والے کا کتا اس کے نیچے آ کر مر گیا ہٹلر نے موٹر روک لی۔ اور اپنی فیاضی اور رحمدلی کا مظاہرہ کرنے کے لئے گوئبلز کو ہوٹل کے مالک کے پاس بھیجا۔ کہ وہ اس کی طرف سے معذرت کرے۔ اور کتے کی قیمت ادا کر دے۔ چند منٹوں کے بعد گوئبلز کھانے پینے کی چیزوں کے پارسلوں اور شراب کی بوتلوں سے لدا پھندا واپس آیا۔ ہٹلر نے پوچھا "یہ سب چیزیں تمہیں کہاں سے ملیں"؟

گوئبلز نے کہا۔" میرے آقا! میں ہوٹل کے اندر گیا۔ اور کہا" ہیل ہٹلر۔ کتا مارا گیا ہے"۔

یہ سنتے ہی ہوٹل کا مالک اور اس کے سارے گاہک مجھ پر ٹوٹ پڑے۔ میری بلائیں لیں۔ اور یہ سب چیزیں تحفے کے طور پر مجھ پر لاد دیں"۔

ہٹلر گھبرا کر مردہ کتے کی طرف دیکھنے لگا"۔

فرانس کے ایک اور اخبار نے ہٹلر کے متعلق لکھا ہے:۔

فرانس کی شکست کے بعد ہٹلر فرانس کے مشہور بادشاہ نپولین بوناپارٹ کی قبر پر گیا۔ (جس نے اپنے زمانے میں یورپ کے ملکوں کو فتح کیا تھا۔ لیکن انگلستان کو سر نہ کر سکا) اور کہا" شہنشاہ نپولین تیرے مزار پر اس وقت یورپ کا فاتح کھڑا ہے"۔

قبر سے آواز آئی "کیا انگلستان کو فتح کیا ہے"؟

ہٹلر نے جواب دیا" ابھی نہیں"۔

قبر سے آواز آئی" تو تم بھی میرے پاس یہیں قبر میں آ جاؤ۔ اسی میں تمہاری خیریت ہے"۔

(محکمۂ اطلاعات پنجاب)

Taj Tahir Foundation

مکسڈ پارٹیز

(از محترمہ ثریا نور احمد - ایبٹ آباد)

مکسڈ پارٹیز میں شامل ہونا دور جدید کے فیشن میں شامل ہے - اسی لئے پردہ نشین عورتوں کو نگاہ حقارت سے دیکھا جاتا ہے - بعض فیشن پرست خواتین تو ان سے بات کرنا بھی خلاف تہذیب تصور کرتی ہیں ؛

جوں جوں زمانہ ترقی کر رہا ہے - عورتیں اپنی پر وقار زندگی کا حلیہ بگاڑنے پر اڑی ہوئی ہیں - شرم و حیا کی پتلیاں آزادی کی ہوا کھا کر آپے سے باہر ہو گئیں - کچھ عرصہ پہلے مردوں کی الگ پارٹیاں ہوتی تھیں - اور عورتوں کی الگ - لیکن آج کل تو مرد عورت بلا تکلف مجلسوں اور پارٹیوں میں شامل ہوتے ہیں - اور بیچاری عورتوں کو یہ معلوم نہیں کہ وہ مرد جو ان کی آزادہ روی اور اخلاقی جرأت کی تعریف کرتے ہیں پیٹھ پیچھے سو سو نام دھرتے اور مذاق اڑاتے ہیں - اگر یہ آزادی مذہب کی مقدس حدود کے اندر ہوتی تو بھی اسے معاف کیا جا سکتا تھا - لیکن فیشن پرست بہنیں اسلام سے روز بروز دور ہوتی جا رہی ہیں - میں تو کہتی ہوں - کہ یہ باریک ساڑھیوں روشن غازوں اور گلے میں لٹکے ہوئے دوپٹوں کا شیوہ مذہب کی توہین ہے ؛

مکسڈ پارٹیز میں گانے ہوتے ہیں - ناچ ہوتے ہیں - گپ شپ کا بازار گرم ہوتا ہے اور گھر میں بچے آیاؤں کے سپرد ہوتے ہیں جو ان ننھی روحوں پر عجیب وغریب اجنبی خول چڑھا دیتی ہیں - یعنی دو طرف تباہی کا بازار گرم رہتا ہے - مکسڈ پارٹی میں عورت نسائیت کے منضبط قوانین کو پھاندتی ہے - تو گھر میں نئی پود کا گلا گھونٹا جاتا ہے ؛

اب اگر ان والدین کی بیٹیاں اسی ماحول کے مطابق اپنے آپ کو نہ ڈھالیں تو جینا کٹھن ہو جائے - یہی ہوتا ہے - اور مفت میں تعلیم بدنام ہو رہی ہے - حالانکہ قصور تربیت دینے والوں کا ہے - یہ ہمارے بزرگوں کا "کارنامہ ہے" ؛

ہماری سب سے بڑی تعلیم قرآن اور ہماری سب سے بڑی تربیت گاہ سنت نبوی ہے - اور اسی میں ہم مسلمانوں کی فلاح کا راز مستور ہے ؛

ترے دریا میں طوفان کیوں نہیں ہے
خودی تیری مسلمان کیوں نہیں ہے
عبث ہے شکوۂ تقدیر یزداں -
تو خود تقدیر یزداں کیوں نہیں ہے

اقبال

Taj Tahir Foundation

پہلی فیس

(از محترمہ زہرہ جبیں حق نواز خاں - لاہور)

افراد:-

یوسف . . . ایک ڈاکٹر

فرخ . . . اس کی بیوی

لطیف . . . اس کا دوست

غفور . . . اس کا ملازم

چند مریض . . .

[مریضوں کے دیکھنے کا کمرہ - یوسف میز پر بیٹھا ایک موٹی سی کتاب کی ورق گردانی کر رہا ہے - اتنے میں اسی میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بجتی ہے]

ڈاکٹر - ہیلو . . . جی ہاں میں ہی ڈاکٹر یوسف ہوں . . . فرمائیے . . . . تو آپ یہیں تشریف لے آئیے - میں نسخہ تجویز کر دوں گا . . . جی ہاں ابھی . . . . . آداب عرض!

(ریسیور رکھ دیتا ہے - اور اپنے ملازم کو آواز دیتا ہے)

ڈاکٹر - غفور!

(ملازم آنکھیں ملتا ہوا داخل ہوتا ہے)

غفور - جی حجور؟

ڈاکٹر - رات بھر تارے گنتا رہا ہے کیا؟ ہوش میں آ - ابھی ایک مریض آنے والا ہے - اسے نہایت عزت سے اندر لانا - سنا غفور!

غفور - جی حجور -

(غفور واپس جانے لگتا ہے - مگر دروازے تک پہنچ کر لوٹ آتا ہے)

غفور - حجور - صبح صبح ایک بڑے میاں آئے تھے - آپ کا پتہ پوچھتے؟

ڈاکٹر - ہوں؟ اب تک کیا کر رہا تھا؟

غفور - وہ - جناب -

(اتنا ہی کہنے پاتا ہے - کہ باہر گاڑی کے رکنے کی آواز آتی ہے)

ڈاکٹر - اچھا - اب بھاگ کر جا - دیکھ کون ہے؟

(غفور جاتا ہے - ڈاکٹر جلدی سے چشمہ لگا لیتا ہے - تاکہ چہرے پر تجربے کی سنجیدگی برسے - میز پر قدرے جھک کر بیٹھ جاتا ہے - اتنے میں غفور ایک ادھیڑ عمر کے آدمی کو لئے اندر آتا ہے - ڈاکٹر تعظیماً کھڑا ہو جاتا ہے)

ڈاکٹر - آئیے تشریف رکھئے؟

مریض (طنزاً) ہا ہا تشریف؟ (بیٹھتے ہوئے) لیجئے رکھ دی تشریف!

ڈاکٹر (گھبرا کر) فرمائیے آپ کو کیا بیماری

Taj Tamir Foundation

ہے؟

مریض (طنزاً) بیماری؟ مجھے یہ راز معلوم ہوتا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کی سعادت کیسے حاصل کرتا؟

ڈاکٹر - (شرمندہ ہوکر) معاف کیجیئے گا - میرا مطلب یہ تھا کہ —— یعنی میں چاہتا تھا کہ —— یعنی آپ کو تکلیف کیا ہے؟

مریض - بھئی پہلے آلہ والہ تو لگاؤ - پھر ہم بھی کچھ مدد دیں گے تمہیں؛

(ڈاکٹر گھبرا کر سٹیتھوسکوپ اٹھاتا ہے - اور معائنہ شروع کرتا ہے)

ڈاکٹر - سانس ذرا مشکل سے لیتے ہیں آپ!

(مریض خاموش ہے)

ڈاکٹر - سینے میں درد بھی رہتا ہے؛

(مریض خاموش ہے)

ڈاکٹر - بلغم بھی آتا ہے کھانسی کے ساتھ... کچھ فرمائیے نا؟

مریض - بھئی یا مجھے کہنے دو - یا تم ہی بولتے چلے جاؤ؛

ڈاکٹر - آپ ہی فرمائیے!

مریض - کچھ بیماری کا پتہ چلا؟

ڈاکٹر - استسقہ معلوم ہوتا ہے - بہر حال آپ تفصیل سے کچھ بتائیں - تو میں کوئی دوا تجویز کروں؛

مریض - جناب ڈاکٹر صاحب! کیا فرماتے ہیں آپ؟ جب تشخیص الٹی ہوگی - تو دوا بھی الٹی ہی تجویز ہوگی - آپ مجھے کوئی ایسا ویسا نہ سمجھیں میں تو آپ کے ہم پیشہ بھائیوں کا پرانا گاہک ہوں - اور رہوں گا - مگر حیرت ہے - کہ ہر ڈاکٹر الگ راگنی الاپتا ہے - بالکل مختلف بیماری تشخیص کرتا ہے - کئی بیماریوں کے تو مجھے نام تک یاد نہیں غالباً سب مجھے اپنی تجربہ گاہ کا ڈھانچہ بنانا چاہتے ہیں - بہر حال میں ڈاکٹروں کی یاوہ گوئیوں سے کئی بیماریوں کے علاج جاننے لگا ہوں - اگر میں چاہوں - تو کامیابی سے پریکٹس بھی چلا سکتا ہوں - پر میں آپ کی روزی کیوں چھینوں جبکہ آپ مجھے نو گرفتار معلوم ہوتے ہیں - خیر تو اب اجازت ہی دیجئے - اپنی زندگی کسے عزیز نہیں - آداب عرض؛

(مریض تیزی سے باہر چلا جاتا ہے ڈاکٹر ہکا بکا کھڑا رہ جاتا ہے - کچھ دیر کے بعد اپنے آپ سے کہتا ہے)

ڈاکٹر - بڑا آیا وہاں سے - ڈاکٹروں کا باوا آدم بن کر —— کم بخت نہیں جانتا - کہ ہم پانچ کی جگہ دس سال لگا کر آئے ہیں کالج میں - اے غفور -

غفور - جی حضور (غفور آتا ہے)

ڈاکٹر (غصّے سے) اے جی حضور کے بچے - کبھی کسی شریف آدمی کو بھی دیکھا ہے تو نے - میں بھلے آدمیوں کا معالج ہوں سمجھا - ہرایرے

Taj Tahir Foundation

غیرے کو نہ گھسنے دیا کر ؛

غفور - غلطی ہو گئی حضور - پھر ایسا نہ ہوگا ؛

ڈاکٹر - اچھا جا اب باہر جا کر بیٹھ جا - ہر وقت سویا نہ رہا کر ؛

(غفور چلا جاتا ہے - ڈاکٹر سٹیتھوسکوپ اُتار کر ایک طرف رکھ دیتا ہے - انگڑائی لیتا ہے - اور کرسی پر بیٹھ کر ٹانگیں پھیلانا ہی چاہتا ہے کہ دروازے پر دستک ہوتی ہے)

ڈاکٹر - کون ہے ؟

آواز - کوئی ایرا غیرا نہیں - لطیف ہوں لطیف ؛

ڈاکٹر - تو اندر آجاؤ نا - آج یہ اجازت کیسی ؟

لطیف (داخل ہو کر) واہ صاحب واہ ! ملازم کو تو یہ ہدایت کر رکھی ہے - کہ کسی ایرے غیرے کو اندر نہ آنے دیجیو - اور خود کس بھولے پن سے فرماتے ہیں - (نقل اتارتے ہوئے) آج یہ اجازت کیسی ؟

ڈاکٹر - لیکن یہ ہدایت آپ کے لئے تو نہ تھی کم بخت نے خواہ مخواہ پریشان کیا ہوگا تمہیں - میں ابھی خبر لیتا ہوں - اس کی ؛

لطیف - چلو جانے دو - پہلا دن ہے - آہستہ آہستہ سمجھ جائے گا - ہاں سناؤ کیا عالم ہے تمہاری پریکٹس کا - ابھی ابھی ایک مرغا تو نکلتے دیکھا تھا میں نے ؛

ڈاکٹر - کچھ نہ پوچھو لطیف - نہ معلوم کون تھا - بس وقت ضائع کر کے چلتا بنا ؛

لطیف - فیس ویس ؛

ڈاکٹر - میں تو اس کے اتنی جلد رخصت ہو جانے ہی کو اپنی فیس سمجھتا ہوں - بڑا گپی تھا کم بخت !

لطیف - خوب ! تو تم گھبرا گئے - اس کی گپوں سے ایک ڈانٹ بتائی ہوتی سارے بھائی شخصیت بناؤ شخصیت - اچھا تو کوئی اور بات !

ڈاکٹر - ابھی ابھی ٹیلیفون پر ایک صاحب نے آنے کو تو کہا ہے - دیکھیں وہ کس ڈھب کے بزرگ ہیں !

لطیف - بھئی پھانسنے کا ڈھنگ نہیں آتا تمہیں کم از کم فیس رکھوائی ہوتی - یہاں دو چار نپے تلے جملوں سے کام نہیں بننے کا - آخر حضور کب تک محض ہوا پہ گذارہ کریں گے ؟

ایک آواز - کوئی ہے ؟

لطیف - لو بھئی حضور شہنشاہ سلامت اذن باریابی چاہتے ہیں - باادب با ملاحظہ . . .

ڈاکٹر - چپ رہو (اونچی آواز میں) جی اندر آجایئے ؛

(ایک موٹا سیٹھ داخل ہوتا ہے)

ڈاکٹر - آیئے بیٹھئے - فرمایئے ؛

لطیف - (یوسف کے کان میں) مصرع پورا نہیں ہوا ؛

ڈاکٹر - فرمایئے کیا تکلیف ہے آپ کو ؟

(سیٹھ ہانپتا ہوا کرسی پر بیٹھ جاتا

Taj Tahir Foundation

ہے)

سیٹھ - آداب عرض -

ڈاکٹر - آداب —— آداب عرض -

سیٹھ - بھوک بالکل نہیں لگتی جناب - ہاضمہ بھی خراب ہے جناب - پیٹ میں درد بھی رہتا ہے جناب - ویسے اور سب خیر خیریت ہے جناب !

(لطیف مُنہ چھپا کر ہنستا ہے)

ڈاکٹر - (ہنسی ضبط کرتے ہوئے) کوئی بات نہیں جناب - میں نسخہ لکھے دیتا ہوں سب ٹھیک ہو جائے گا ؛

لطیف - بالکل خیر خیریت ہو جائے گی ؛

سیٹھ - بھگوان آپ کا بھلا کرے ؛

لطیف - اور آپ کا بھی ؛

سیٹھ - ہاں جی سب کا بھلا ہو - بہتوں کا بھلا ہو ؛

ڈاکٹر - (نسخہ دیتے ہوئے) یہ لیجئے سیٹھ صاحب !

سیٹھ - بھلا ہو آپ کا ؛

لطیف - ڈاکٹر صاحب فیس بھی بتا دیجئے نا -

سیٹھ - اوہو - بٹوہ تو میں ٹانگے ہی میں بھول آیا - (پھسپھسی سی چٹکی بجا کر) لیجئے ابھی آیا ؛

(سیٹھ اپنے وزنی جسم کو بہ مشکل سنبھالتا - تیز تیز قدم اٹھاتا باہر نکل جاتا ہے)

لطیف - کیوں بھئی دیکھا ؟ یوں لیا کرتے ہیں فیس !

ڈاکٹر - قربان جاؤں تمہارے !

لطیف - شریف آدمی تھا - موٹاپے نے ذہن پر بھی اثر کیا ہے - ورنہ فیس پہلے رکھتا اور نسخہ بعد میں لیتا - فیس کا نام سن کر شرمندہ ہو گیا تھا ؛

ڈاکٹر - اس کی مونچھوں سے ہی شرافت ٹپک رہی تھی - پر وہ آئے بھی تو ؛

لطیف - آتا ہی ہوگا ؛

(غفور داخل ہوتا ہے)

غفور - حجور ایک بڑے میاں آئے ہیں !

ڈاکٹر - لے آؤ اندر ؛

(غفور چلا جاتا ہے - تھوڑی دیر میں ایک بڑے میاں داخل ہوتے ہیں)

ڈاکٹر - آداب عرض !

بڑے میاں - جیتے رہو بیٹا ! عمر خضر اور بخت سکندر پاؤ - پھلو پھولو ؛

ڈاکٹر - فرمائیے کیا تکلیف ہے آپ کو ؟

بڑے میاں - ایلو بیٹا - تم ہمیں بھول گئے شاید - خدا بخشے تمہارے والد مرحوم کو - مجھے مثل بھائیوں کے عزیز تھے - ہم تمہارے ہیں یا بھلے - آخر تمہارے چچا ہیں ؛

ڈاکٹر - فرمائیے چچا جان - میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں ؟

Taj Tahir Foundation

بڑے میاں - ایلو بیٹا ہم بڈھوں کی سب سے بڑی بیماری ہمارا بڑھاپا ہے - اچھے بھلے دانت کھانے سے رہ گئے - بینائی میں بھی فرق آگیا - غذا بھی کم ہوگئی ؛

لطیف - (ڈاکٹر کے کان میں) میں کہتا ہوں ان سے منہ کھلواؤ - ورنہ . . .

ڈاکٹر - ذرا قریب ہو جئے - میں آپ کے دانت دیکھوں گا ؛

بڑے میاں - ایلو بڑے شوق سے دیکھو بھی تو میں کہنے والا تھا - کہ میرے معاملے میں ذرا سوچ بچار سے کام لینا - آخر تم ابھی بچے ہی تو ہو - ابھی کل ہی کی بات ہے - کہ . . .

ڈاکٹر - ذرا منہ کھولئے گا چچا جان !

بڑے میاں (منہ کھولتا ہے) ایلو آ - آ -

لطیف - (کان میں) یہ پوزیشن ٹھیک ہے بڑے میاں کی - اتنے میں نسخہ دیکر چلتا کرنا ورنہ مغز کی خیر نہیں ؛

(ڈاکٹر نسخہ لکھتا ہے)

بڑے میاں - ابھی منہ کھلا رکھوں بیٹا !

ڈاکٹر - (لکھتے ہوئے) نسخہ لکھ کر پھر دیکھنے ہوں گے دانت ؛

بڑے میاں (لطیف سے) ایلو آپ بھی علاج کے لئے آئے ہیں ؟

لطیف - جی ہاں - لیکن آپ آئے تو آپ کے احترام کی خاطر پہلے آپ کا معائنہ شروع کر دیا گیا ؛

بڑے میاں - ایلو میرا اپنا بچہ ہے - آج کل کے زمانے میں بھلا کون . . .

ڈاکٹر - بڑے میاں ذرا منہ کھولئے گا ؟

بڑے میاں - لو میاں آ - آ - آ -

ڈاکٹر (نسخہ دیتے ہوئے) یہ لیجئے بڑے میاں

بڑے میاں - کوئی پرہیز ؟

ڈاکٹر - سب کچھ لکھ دیا ہے - اب آپ اجازت دیں - تو دوسرے صاحب کو بھی دیکھوں ؛

بڑے میاں - اے لو میاں - میں تو اب چلتا ہوں - خدا تمہیں سلامت رکھے - پھلو پھولو ؛

(بڑے میاں چلے جاتے ہیں)

لطیف - بڑے بیوقوف ہو - فیس کیوں نہ مانگی -

ڈاکٹر - مناسب نہ تھا - آخر والد مرحوم کے دوست بن کر آئے تھے ؛

لطیف - چہ خوش - پر چچا تو بھتیجہ صاحب کو چکمہ دے گیا ؛

ڈاکٹر - تو کیا اب میں اس کے پیچھے بھاگوں ؟

لطیف - تم کامیاب پریکٹیشنر نہیں بن سکتے - اور ہاں ابھی تمہارے سیٹھ مہاراج بھی ٹوہ لے کر نہیں لوٹے - عجب لاپروائی ہے - بلاؤ غفور کو - دیکھئے تو سیٹھ کہاں گیا ؛

ڈاکٹر - ابے غفور -

غفور - حاضر ہوا حضور (آتا ہے)

ڈاکٹر - ابھی ایک موٹا سا سیٹھ آیا تھا - بڑے میاں

Taj Tahir Foundation

سے پہلے۔

غفور۔ جی حجور۔

ڈاکٹر۔ وہ کدھر گیا ہے؟

غفور۔ دیکھتا ہوں حجور (جاتا ہے)

ڈاکٹر۔ یہ لوگ کتنے دغاباز ہوتے ہیں۔ دیکھ لی ان کی شرافت؟

لطیف۔ واقعی بھئی کمال ہوگیا۔ لیکن قصور تمہارا اپنا ہے۔ اگر اس سے فیس پہلے ہی رکھوا لیتے۔ تو یوں خفت نہ اُٹھانی پڑتی:

ڈاکٹر۔ کیا مطلب؟ کیا مریض کو دیکھنے سے پہلے ہی فیس رکھوا لیا کروں؟

لطیف۔ تو اس میں ہرج ہی کیا ہے۔ تجارت ہی تو ہے جس کا جی چاہے فیس رکھے۔ اور نسخہ لکھوالے بس۔ تم کسی کے باپ کے نوکر تو نہیں:

ڈاکٹر۔ اب محتاط رہوں گا۔ (گھڑی دیکھتے ہوئے) تین بج چکے۔ فرخ انتظار کر رہی ہوگی۔ بے چاری فیس کے خواب دیکھ رہی ہوگی۔ اور یہاں بدحواسیوں کا دور چل رہا ہے!

(غفور داخل ہوتا ہے)

ڈاکٹر۔ ملا؟

غفور۔ کہاں ملا حجور۔ البتہ ایک ٹانگہ کھڑا ہے۔ ٹانگے والا کہتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب لے بلایا ہے۔ وہی سیٹھ بلانے گیا تھا:

ڈاکٹر۔ میں لے؟ بیوقوف کہیں کا۔ میرے فرشتوں کو بھی خبر نہیں۔ اور پھر میں نے ٹانگہ بھی سیٹھ سے ہی منگوانا تھا۔ جا چلتا کرا سے۔

(غفور جاتا ہے)

لطیف۔ (ہنستے ہوئے) یک نہ شد دو شد! اب وہ بھی آسانی سے نہیں ٹلے گا:

ڈاکٹر۔ بھئی تم بھی عجیب آدمی ہو۔ تمہیں فیس کی سوجھ رہی ہے۔ اور مجھے یہ نئی تشویش کھائے جا رہی ہے۔ ادھر آنا غفور!

غفور۔ آیا حجور (آتا ہے) حجور وہ نہیں جاتا۔ کہتا ہے۔ پہلے منگایا ہی کیوں تھا۔ میرا وقت کھراب ہو رہا ہے۔ پیسے دو جلدی:

ڈاکٹر۔ (تنگ آکر) کتنے پیسے مانگتا ہے؟

غفور۔ حجور چار آنے!

ڈاکٹر۔ چار آنے! یہ انگریز کا راج ہے۔ اسے دے یہ دونی۔ لینا ہے تو لے۔ ورنہ راستہ پکڑے:

(غفور دونی لے کر جاتا ہے)

لطیف۔ عجب ہنگامہ ہے۔ میں بھی چلوں۔ (دروازے میں سے جھانکتے ہوئے) یہ کون آرہی ہیں؟

ڈاکٹر۔ کون ہیں؟

لطیف۔ کوئی برقعہ پوش خاتون ہیں۔ جی تو چاہتا تھا۔ ذرا تمہاری گھبراہٹ کا تماشا دیکھتا پر بہت ضروری کام ہے۔ اچھا خدا حافظ!

ڈاکٹر۔ خدا حافظ!

(لطیف چلا جاتا ہے - ایک برقعہ پوش
خاتون داخل ہوتی ہے)

ڈاکٹر - آیئے تشریف رکھئے - فرمایئے کیسے
آنا ہوا؟

عورت - علاج کے لئے آئی ہوں - میرے دائیں
بازو میں سخت تکلیف ہے - ذراسی حرکت بھی
دوں - تو بہت درد ہونے لگتا ہے - کہیں ہڈی
تو نہیں ٹوٹ گئی - یہی پوچھنے آئی ہوں ؛

ڈاکٹر - کونسا بازو ہے؟

(بازو نکال کر ڈاکٹر کو دکھاتی ہے)

ڈاکٹر - ہڈی تو ٹھیک ہے - یونہی ہوا لگ گئی
ہوگی - میں مالش کی دوائی لکھے دیتا ہوں ؛

(ڈاکٹر نسخہ لکھتا ہے - عورت خاموش
ہے)

ڈاکٹر (نسخہ دیتے ہوئے) یہ لیجئے ... اور
محترمہ فیس ...

عورت - (بات کاٹ کر) آپ فکر نہ کیجئے - ابھی
دیتی ہوں ؛

(یہ کہہ کر عورت اپنا بٹوا نکالتی
ہے - بٹوہ دیکھ کر ڈاکٹر گھبراجاتا
ہے - پھر غور سے عورت کے ہاتھ
کی انگوٹھی دیکھتا ہے)

ڈاکٹر - (گھبرا کر) فرخ تم؟

(فرخ نقاب الٹتی ہے)

فرخ - جی ہاں میں ہی ہوں - چائے کے
لئے بلانے چلی آئی ؛

ڈاکٹر - نرالا طریقہ ہے بلانے کا ؛

فرخ - مجبور تھی - تم مصروفیت کا بہانہ کر کے
ٹال دیتے - بہر صورت کتنی فیس وصول ہوئی ؛

ڈاکٹر - تمہیں کس لئے چاہئے - میں نے سوچا ہے
مہینے کے آخر میں سارا حساب کیا کریں گے
آمد و خرچ کا پتہ چلتا رہے گا ؛

فرخ - میں کچھ مانگنے نہیں آئی - صرف یہ بتادو
کتنے روپے ملے؟

ڈاکٹر - کہہ جو دیا - مہینے کے آخر میں بتائیں گے ؛

فرخ - لیکن اب بتانے میں کوئی اعتراض ہے
کیا؟

ڈاکٹر - (زچ آکر) ہاں ہے ؛

فرخ - صاف کیوں نہیں کہتے کہ کچھ ملا ہی نہیں
الٹا دو آنے جرمانہ ادا کرنا پڑا ؛

ڈاکٹر - (غصے سے) کیا کہہ رہی ہو فرخ؟

فرخ - جو دیکھا کہہ دیا ؛

(ٹیلی فون کی گھنٹی بجتی ہے فرخ
ریسیور اٹھالیتی ہے)

فرخ - ہیلو ... جی ... ڈاکٹر صاحب اس
وقت بہت مصروف ہیں ... کل سہی .. صبح
... بہت اچھا - آداب عرض!

ڈاکٹر - فرخ دماغ کا علاج کراؤ سمجھیں؟

فرخ - (ہنس کر) تو فیس پیشگی لیجئے گا - اور
یہ آپ کی پہلی فیس ہوگی ؛ (پردہ)

Taj Tahir Foundation

خبریں

قاہرہ - ۲۱- اکتوبر - مسئلہ وفاق عربیہ کے متعلق ابن سعود کا نظریہ پیش کرنے کے لئے ان کے ایک خاص ایلچی یہاں تشریف لائے ہیں - آپ مصر کے رئیس الوزارت سے چار روز گفت و شنید فرماتے رہے ہیں صرف چند امور تصفیہ طلب ہیں - باقی سب اصولوں پر جملہ ممالک متفق ہیں ٭

بمبئی - ۲۲- اکتوبر - جلالۃ الملک ابن سعود نے قحط زدگان بنگال کی امداد کے لئے بیس ہزار روپے کی امداد ارسال فرمائی ہے ٭

انقرہ - ۲۳- اکتوبر - یہاں کا ایک اخبار ماسکو کانفرنس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ محوریوں کا پروپیگنڈا اس کانفرنس کے متعلق نہایت غلط ہے - ہماری تمنا ہے کہ روس امریکہ اور برطانیہ پورے تال میل سے جنگ جیتنے اور امن کے قیام میں کوشاں رہیں ٭

انقرہ - ۲۵- اکتوبر - بلقان کو اتحادی حملوں سے بچانے کے لئے جرمن نہایت اہم انتظامات کر رہے ہیں - بہت سی فوجیں سالونیکا پہنچ گئی ہیں - اور بحیرۂ ایجئین کے جزیروں پر بھی زبردست جرمن فوج رکھی گئی ہے ٭

بغداد - ۲۳- اکتوبر - عراق کے کاشتکاروں نے حکومت کے ساتھ تعاون کا بہترین نمونہ پیش کیا ہے - پیداوار میں سے اپنی ضروریات کا حصہ رکھ کر فالتو پیداوار حکومت کے حوالے کر دی ہے - اب غلے کے نرخ بہت سستے ہو گئے ہیں - امید کی جاتی ہے - کہ جنگ کے بعد بھی عراق دوسرے ممالک کی زرعی ضروریات کو پورا کرنے کا اہل ہوگا ٭

قاہرہ - ۲۶- اکتوبر - جنرل منٹگمری نے یہاں ایک تقریر کے دوران میں کہا - کہ " اب جنگ آخری دور سے گزر رہی ہے - البتہ اس دور کی مدت کا تعین مشکل ہے " ٭

نیویارک - ۲۱- اکتوبر - جاپان کا وزیر اعظم ٹوجو حکومت اور فوج کا پروگرام دوبارہ منظم کر رہا ہے - امریکہ کی فوجیں بہت جلد جزائر جاپان پر حملہ بول دیں گی - فیصلہ کن بحری لڑائیوں کی توقع کی جا رہی ہے ٭

ماسکو - ۲۴- اکتوبر - روسی فوجیں ڈینیپر کے موڑ میں برابر بڑھ رہی ہیں - ملیٹوپول میں شدید جنگ جاری ہے - شمالی حصے کے سوا باقی سارے شہر پر روسیوں کا قبضہ ہو چکا ہے - کیف کے شمال میں بھی روسی جرمنوں کے جوابی حملوں کے باوجود بڑھ رہے ہیں کریمیا میں جرمنوں کی ایک بہت بڑی فوج اکٹھی ہو رہی ہے ٭

ماسکو - ۲۲- اکتوبر - ماسکو کانفرنس جاری ہے -

کل چار گھنٹے تک وزراء خارجہ گفت وشنید میں مصروف رہے۔ مسٹر ایڈن کے بیان کے مطابق یہ بات واضح ہو گئی ہے۔ کہ روس امریکہ اور برطانیہ کے ساتھ پورے تال میل سے جنگ کو جاری رکھنا چاہتا ہے ؛

واشنگٹن - ۲۲- اکتوبر - امریکہ کے پانچ سینیٹروں نے کہا ہے - کہ برطانیہ کے لوگ ہمارے ہوائی اڈوں کے مطالبہ کو تسلیم نہیں کرتے۔ ہم بات کا تبنگڑ نہیں بنانا چاہتے - ورنہ ہمارے قبضے میں ایسے کاغذات ہیں - جن کی اشاعت انگریزوں کے لئے بدترین ثابت ہو سکتی ہے ؛

لنڈن - ۲۳- اکتوبر - معلوم ہوا ہے - کہ اٹلی کے سقوط سے قبل مارشل بدولیو نے یہ انتظام کیا تھا - کہ ہٹلر کو روما میں بلوایا جائے - اور اسے اپنے ناکام ساتھی مسولینی کے ہمراہ اتحادیوں کے حوالے کر دیا جائے - لیکن جرمنوں کو اس سازش کا علم ہو گیا تھا ؛

لنڈن ۲۳- اکتوبر - موسم سرما کی جنگ میں روسی فوجیں جرمنوں کو اپنے ملک سے نکال دیں گی - اور گومیل کے علاقے سے شمالی پولینڈ پر حملہ کرنے کی تیاریاں کی جائیں گی ؛

ماسکو - ۲۵- اکتوبر - ماسکو کانفرنس اب ایک نازک دور سے گزر رہی ہے - فیصلہ شدہ اصولوں کی تفصیلات کی بحث کے بعد زیادہ مشکلات پیدا ہوں گی - مگر یہ مشکلات ایسی نہ ہوں گی - جن پر قابو نہ پایا جا سکے ؛

لنڈن - ۲۶- اکتوبر - روسی فوجوں نے ڈنیپٹر پیٹروسک پر قبضہ کر لیا ہے ؛

لاہور - ۲۱- اکتوبر - سر چھوٹو رام نے ایک بیان میں کہا ہے - کہ "اجناس خوردنی کے نرخوں پر کنٹرول پنجاب کی موت وحیات کا سوال ہے - حکومت ہند اس سے اغماض نہیں کرے گی - پنجاب میں اجناس خوردنی کی کبھی قلت نہیں ہو گی - حکومت نے ۱۹ لاکھ من غلہ عوام کی ضرورت کے لئے محفوظ کر رکھا ہے ؛

پشاور - ۲۳- اکتوبر - یہاں کی بیل منڈی کے ذخائر میں آتشزدگی کے باعث ۹ لاکھ روپے کے نقصان کا اندازہ کیا ہے ؛

نئی دہلی - ۲۳- اکتوبر - لارڈ ویول اپنی اہلیہ محترمہ کے ہمراہ بہت جلد کلکتہ جانے والے ہیں آپ وہاں وزیروں اور گورنر سے بنگال کی خوراک کے متعلق بات چیت کریں گے ؛

نئی دہلی - ۲۶- اکتوبر - مشرقی بنگال میں کاکس بازار پر جاپانی طیاروں نے حملہ کیا - لیکن ان کے سب نشانے خطا گئے - کسی فوجی ٹھکانے کو نقصان نہیں پہنچا ؛

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب شیخ اقبال احمد صاحب سب جج بہادر درجہ اول - لاہور

مسماۃ کنیز کبریٰ زوجہ سید بید محمد قوم سید سکنہ موضع لکھوڈلائی تحصیل وضلع لاہور

بنام مسماۃ حیات بیگم بیوہ سید امیر علی شاہ قوم سید سکنہ کوچہ کاغذیاں - بازار حکیماں اندرون بھاٹی دروازہ - لاہور وغیرہ

دعویٰ دخل مکان بذریعہ تقسیم $\frac{7}{8}$ حصہ ایک قطعہ مکان $1\frac{1}{2}$ منزلہ عمارت پختہ معہ زمین زیریں محدودہ ذیل

شمال	جنوب	مشرق	مغرب
شارع عام دروازہ مکان	مکان مولا بخش ماشکی	مکان اللہ بخش راجپوت حال رحیم بخش	مکان اقبال حسین شاہ وغیرہ

بنام مسماۃ حیات بیگم بیوہ سید امیر علی شاہ قوم سید سکنہ کوچہ کاغذیاں بازار حکیماں اندرون بھاٹی دروازہ - لاہور

مقدمہ مندرجہ بالا میں عدالت کو اطمینان ہو گیا ہے - کہ مسماۃ حیات بیگم مدعا علیہا ۱ پر تعمیل اصالتاً ہونی مشکل ہے - لہذا بذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے - کہ اگر مدعا علیہا مذکور مورخہ 8/11/43 کو اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ نہ کرے گی - تو اس کے برخلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جائے گی ؛

آج بتاریخ ۲۵ ماہ اکتوبر ۱۹۴۳ء کو ہمارے دستخط و مہر عدالت سے جاری کیا گیا ؛ دستخط حاکم مہر عدالت

اختری بیگم

تہذیب کی مشہور مضمون نگار محترمہ ظفر جہاں صاحبہ نے اس کتاب میں ایک غریب گھرانے کی لڑکی کا قصہ لکھا ہے - جس نے اپنے سلیقے اور سگھڑاپے سے گھر کو جنت کا نمونہ بنا دیا تھا - قیمت صرف عہ

پتہ :- دارالاشاعت پنجاب - لاہور

Taj Tahir Foundation

مردم دیدہ

اس کتاب میں ہندوستان کے مشہور ادیب مولانا چراغ حسن صاحب حسرت نے مؤید الاسلام۔ خیال عظیم آبادی۔ آغا حشر۔ شفاء الملک۔ علامہ اقبال۔ ظفر علی خاں اور مولانا ابوالکلام جیسی مقتدر ہستیوں کی قلمی تصویریں کھینچی ہیں۔

مردم دیدہ کے مصنف کو عرصے تک ان بزرگوں کے ساتھ مل جل کر رہنے اور ان کی صحبت سے فیضیاب ہونے کا موقع ملا ہے۔ اور انہوں نے ان بزرگوں کے سوانح حیات ایک ایسے جدید رنگ میں لکھے ہیں۔ جو پہلے اُردو میں ناپید تھا۔

نفیس جلد۔ اعلیٰ کاغذ قیمت صرف عہ

پتہ:۔ **دارالاشاعت پنجاب لاہور**

Taj Tahir Foundation

تہذیبی کروشیا

تہذیبی بہنوں کے لئے کروشیا ورک کی بہترین کتاب۔ جسے ملک بھر کی کروشیا کار خواتین نے تیار کیا ہے

بے شمار انوکھے۔ شاندار۔ بہت چھوٹے۔ درمیانے اور بڑے بڑے نمونے بنانے۔ بُننے کی سیکڑوں ترکیبوں کے ساتھ درج کئے گئے ہیں۔

اس کتاب میں کروشیا کاری اپنی معراج پر دکھائی دے گی۔ تحفے میں دینے کے قابل کتاب ہے۔ بڑا سائز قیمت ہم

ملنے کا پتہ:۔ **دارالاشاعت پنجاب لاہور**

سید حمید علی پرنٹر و پبلشر نے مرکنٹائل پریس لاہور میں چھپوا کر دارالاشاعت پنجاب لاہور سے شائع کیا۔ اڈیٹر سید امتیاز علی تاج